حق حق حق
ھو ھو ھو

جلوۂ جمال

بجواب رسالہ قول فیصل جناب صوفی جان شاہ صاحب صابری مرادآبادی

از تالیف عالم روحانی حضرت شاہ محمد امان خان

صاحب المعروف منوّر شاہ جمالی دہلوی

مرید خاص
ہادئی گمراہان مخدوم عالمیان
حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب

جمالی نعمانی دام فیضہ
۱۳۱۳ھ

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

قیمت فی جلد ۸ ۔ | جلد ۱۴۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار معیار حق

تمہید یہ اشتہار اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ گفتگوی جمالیہ و صابیہ جو ایک مدت سے جاری ہے اسکا نتیجہ نکالا جاوے [illegible]
اور جتنے بھائی حضرات صابیہ کے بڑے بڑے سجادہ نشینوں کی خدمت شریف میں [illegible]
تسلیم [illegible] ہے اور امید ہے کہ تحقیق میں [illegible] حضرت صابر کا اظہار فرماویں [illegible]
اور جلوہ جمال کو چشم حق بین

مضمون اشتہار

اے نادان بھائی صابیو دیکھو حق یا انصاف کے سمجھانے کو کتابیں [illegible] تمہاری کشتی کا سبب [illegible] ہو گئی ہے ساحل تحقیق سے ہرگز [illegible]
[illegible] تدبیریں بتاتا ہوں انمیں سے جو تدبیر پسند ہو اختیار کر لو اور بذریعہ [illegible] اشتہار [illegible]
[illegible] اگر [illegible] تم نے [illegible] اس [illegible] کو [illegible]
پہلی تدبیر اجمیر شریف میں ہمارا اور آپکا مناظرہ بشروط مفصلہ ذیل ہو جاوے جو فریق کسی قسم [illegible] خواہ صابی ہو یا جمالی [illegible]
صابی یا جمالی کہلانے کا مستحق ہوگا **شرط اول** اشاعت اشتہار سے چار ماہ کی مہلت **شرط دوم** سجادہ نشین [illegible] سجادہ نشین [illegible]
سجادہ نشین [illegible] سجادہ نشین [illegible] مقرر کر لوں سجادہ نشینوں کے سوا کوئی مناظرہ [illegible]
ہوگا اور مناظر کو خود لکھنا ہوگا **شرط چہارم** ہر فریق کے مناظر کو دو دو مددگار بھی دئے جاوینگے [illegible] فریق [illegible]
صرف سوال [illegible] مناظر کو جس کتاب کا حوالہ دینا یا [illegible] کہلانا ہو تو وہ اس کتاب کا موقع کہولکر مناظر کو دیدیں [illegible]
[illegible] مناظرہ [illegible] ہر فریق کے پانچ پانچ ثالثوں سے کم نہونگے ان ثالثوں میں دو دو [illegible] ثالث ہونگے [illegible]
[illegible] ثالث ہی طے کریں دوسرا کوئی شخص اسمیں دخل نہ دے اور ثالثوں کو اختیار دیا جاویگا [illegible]
اور مناظرہ کیوقت کسی بزرگ یا مناظر کی نسبت [illegible] مناظرہ [illegible]
[illegible] اسکا تصور [illegible] کریں اور پھر [illegible] قائم کر دیں **شرط ششم** [illegible]
اور [illegible] سجادہ نشینوں [illegible] ہر فریق [illegible] ثالثوں کے دستخط کرا کے اسمیں ایک [illegible] مناظرہ [illegible]
مناظر کو دیا جاویگا **شرط ہفتم** کل سجادہ نشین صاحبان [illegible] کا [illegible] ہو [illegible] اگر کوئی سجادہ نشین [illegible] تو مناظرہ [illegible]
[illegible] اعتراض کیا [illegible] شکست [illegible] اگر کوئی سجادہ نشین [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] سجادہ نشین موجود ہیں [illegible] ان کا [illegible]
[illegible] قبول کریں [illegible] **شرط ہشتم** اس جلسہ میں علاوہ فریقین کے کل ہندوستان کے سجادہ نشین [illegible]
[illegible] علماء [illegible]

مضمون حاشیہ صفحہ ام سطر ۹

اور یہ جو آپنے لکھا ہے کہ مخدوم صاحب نے قطب صاحب کا فیض بند کر دیا تھا اسمین یہ امر دریافت طلب ہے کہ
معلوم نہین آپنے فیض کس شئے کو سمجھا ہے اور فیض سے آپ کی کیا مراد ہے اگر فیض سے مرید کرنا مراد لیا جاوے
تو غلط ہے کیونکہ قطب صاحب نے حضرت قاضی القضاۃ اندرپتی کو مرید کیا ہے چنانچہ سیر الاولیاء اور اخبار الاخیار
وغیرہ کتب مین موجود ہے اور سیر الاولیا مین قطب صاحب کے احوال مین لکھا ہے کہ میران حاکم قصبہ [illegible]
زیادہ اور بہت سے مرید آپکی پیشوائی کو آئے تھے اور یاد رہے کہ قطب صاحب کے تو مریدین کا بھی پورا پورا پتہ لگتا ہے
لیکن مخدوم صاحب کے تو ایک مرید کا بھی پتہ نہین — اس صورت مین مخدوم صاحب کا فیض بند ہوا نہ قطب صاحب کا
خلافت سے ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ مین کسی بزرگ کا اپنے مرشد کی حیات
مین کسی خلیفہ کو مرید کرنا ثابت نہین اور قطب صاحب نے مرشد کی حیات مین کئی مرید کئے خلیفہ نہ کرنیکی وجہ یہ ہوئی
کہ قطب صاحب مرشد کی حیات مین وفات کر گئے اور خلافت بطریق وصیت اپنے پوتے قطب سوم کے ذریعہ
سلطان المشائخ کو سپرد کر گئے اور مخدوم صاحب بقول صوابر بعد مرشد سالہا سال زندہ رہے اور کوئی مرید یا خلیفہ
ثابت نہین اور جو کیا تو وہ کیا جو مرشد کا مرید اور خلیفہ تھا اور یہ کیفیت اسی کتاب مین لکھی گئی ہے۔
اور اگر منصب منظوری خلافت سے مراد ہے کہ قطب صاحب کو جو منظوری یا نامنظوری خلافت کا مرشد کی طرف سے
حاصل تھا وہ بند ہو گیا تو یہ اسوجہ سے غلط ہے کہ باتفاق جمہور بعد مخدوم صاحب کے حضرت سلطان جی قطب صاحب کے
پاس آئے اور قطب صاحب کی منظوری سے دلی تشریف لیگئے۔

اور اگر فیض آپ اس نعمت باطنی کا نام رکھتے ہین جو بابا صاحب کی صحبت کی وجہ سے کو لوامع الضیاء
سے حاصل ہوا تھا وہ بند ہو گیا تھا اور سلسلہ قطبیت اور رشد اور ہدایت اور ولایت سب جاتا رہا
تو اسواسطہ غلط ہے کہ آپ قول فیصل مین فیصلہ کر چکے ہین کہ جو قطب صاحب کی قطبیت کی چاک ہونے اور
سلب کئے یا ولایت کی چاک ہونیکا قائل ہے وہ مردود ہے۔
اور اگر فیض اس عطیہ نعمت الٰہی کو کہ جسکو راز و نیاز یا مکالمہ و مخاطبہ الٰہی کہتے ہین وہ مراد ہے تو اس کے
نہ آپ قائل ہین اور نہ کوئی اور کیونکہ اللہ تعالی کی ذات اس سے [illegible] ہے کہ اسکو کوئی بہکا سکے اور
یہی ثابت ہے کہ قطب صاحب اسی مکالمہ و مخاطبہ الٰہی کے ساتھ [illegible] قائم رہے اور اسی بحالت
ہوئی جسکا نتیجہ بعد انتقال یہ ہوا کہ انکی قبر مین [illegible] ظاہر ہوا اور اسکا معائنہ بہت لوگون نے
اسی آنکھ ظاہری سے کیا ایسی کرامت [illegible] مین ظاہر ہوئی ہین — آپ فیض کی تشریح فرما دین مثالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

حضرت صوفی جان شاہ صاحب صابری مرادآبادی دام عنایتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ التماس یہ ہے کہ فقیر نے پکا یا ہوا **قول فیصل** خوب غور دیکھا اور نہ ایک بار بلکہ کئی بار پڑھا کل یعمل علی شاکلتہ جیسا کہ آپ نے بڑی محنت و جانفشانی اٹھا کر مخدوم و محترم **پیر و مرشد حضرت شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی** مرشد کے چودان سوال کا جواب رقم فرمایا ہے اُس سے کوئی عمدہ نتیجہ ظاہر نہ ہوا بلکہ دیکھنے والوں کے اور بھی شبہات بڑھ گئے اور شبہات بڑھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس جواب مین آپ نے اپنے مثیلوں سے زیادہ سنت ہین کی انہین اپنے اقران و امثال کے مطالب دوسرے لفظون مین ہیر پھیر کر بیان کر دیے **ہان** ایک بات آپکی یہ زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ پچھلے درپردہ اور دبی زبان سے آپ جناب اکابر سلاسل پر بیجا الزام اور اتہام لگایا کرتے تھے

اب کہاں تک لکھا ہر ایک بزرگ کو جاہل اور متعصب اور مفتری اور انکی کتب سیر و اخلاق اور ملفوظات کو لغو اور بیہودہ و بیجا قرار دیا اچھا ہر ایک شخص قیامت کے روز اپنی کرتوت سے پوچھا جائیگا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْؤُلًا۔ اب مین جواب الجواب کے طریق پر کچھ لکھنا چاہتا ہون اور اسکو آپکے اور پبلک کے آگے بامید انصاف رکھتا ہون اور یقین کرتا ہون کہ آپ ضرور توجہ فرما کر حق و باطل مین تمیز کر لینگے ورنہ پبلک خود فیصلہ کر لیگی لیکن اصل مضمون سے پہلے اپنے طریق عالیہ کے عقائد عرض کرتا ہون تاکہ مُیصاحب ہمارے اس بیان سے جو کچھ لکھا ہوئین۔ اور ان اوراق کو **جلوۂ جمال** سے موسوم کرتا ہون

پہلا عقیدہ یہ ہے کہ ہم تمام اولیاء الرحمن کو حسب مراتب سچے اور برحق مانتے ہین اور صادق دل سے انکو بعد انبیاء علیہم السلام مانتے ہین اور **کراماتُ الاولیاءِ حقٌ** کے قائل ہین **دوسرا عقیدہ** حضرت شیخ صابر کو باباصاحب کا خلیفہ تسلیم کر کے یہ کہتے ہین کہ ان سے سلسلہ بیعت جاری نہین ہوا اگر ثابت ہو جائے تو بعد ثبوت اجرائے سلسلہ کو بسر و چشم مان سکتے ہین **تیسرا عقیدہ** شیخ علی صابر رح کی نسبت یہ کہتے ہین کہ انکو خلافت ملی لیکن پھر واپس لی گئی جسکا جواب الجواب سوال سوم مین مفصل لکھا جائیگا **چوتھا عقیدہ** حضرت مخدوم علاء الدین نبیرۂ حضرت باباصاحب کامل اولیاء اللہ سے ہین ان سے سلسلہ بیعت اور فیض کامل جاری ہوا ہے اور اب تک بھی جاری ہے **پانچوان عقیدہ** حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کی نسبت ہمارا یہ خیال ہے کہ اس نام یا لقب کا شخص پردۂ زمین پر نہین گزرا کسی کتاب تاریخ سلف و خلف سے جو مستند ہو یا کسی اکابر کے مکتوبات اور ملفوظات سے کسی قسم کا پتہ یا نشان نہین ملتا کہ یہ کون ہین اور انکا نام یا لقب یا خطاب کیا ہے اور انکا وطن کہان ہے جہانتک ہم نے تحقیق کیا انکا **مولد مسکن مدفن مادر پدر حسب نسب وغیرہ** کا نشان تک نہین اور بہ دلیل **لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ** خدائے بے نیاز وحدہ لاشریک کی ذات پاک کے سوا کسی کو نہین مانا جاتا **چھٹا عقیدہ** حضرت باباصاحب کے جسقدر خلیفہ ہین انکو علی قدر مراتب مانتے ہین اور جسطور قوم کے مانا ہے اسطور سے ہم مانتے ہین۔ **ساتوان عقیدہ** ہم تمام اولیاء اولین و آخرین کو **لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ** ایک نظر سے دیکھتے ہین کسیکی ولایت مین معاذ اللہ نہین ذرہ شک نہین اور یہانتک عقیدت اور ارادت ہے کہ ہم انکو حسد بغض وعداوت

وکینہ وجہالت و شرارت و کذب و سفک دماء و رہبانیت و بیرحمی قتل اہل اسلام تمام خصائل ذمیمہ سے پاک جانتے ہیں اور بجائے اس کے رحیم کریم بے نفس بے شر فانی برضاء الٰہی پابند احکام ربانی علم و علمت سے بہرپور اسرار و معارف سے معمور رکن ایمان و سقف اسلام و جدار ایقان و حصن حصین اہل زبان جانتے ہیں بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ مسلمان وہی ہے جو خدا کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے تمام وجود کو اسکے لئے اور اسکے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اسکی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اسکی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا کا ہو جائے پس جسکی اعتقادی اور عملی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو اور ایسی طبعی جوش سے اعمال حسنہ اس سے صادر ہوں وہی ہے جو عند اللہ مستحق اجر ہے اور ایسے نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غم رکھتے ہیں۔ اب میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں

سوال اول حضرت محترم پیرومرشد حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب جمالی افتخار

سب متفق ہیں کہ حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی کو منصب عنایت کیا تھا کہ جسکو وہ خلافت دیں اسکو قطب صاحب کے پاس بھیجیں اگر قطب صاحب اسکو منظور کرتے تو وہ خلافت درست رہتی اور اگر نامنظور کرتے تو ناجائز ہو جاتی اسمیں خلجان یہ ہے کہ یہ معاملہ نہ تو کسی نے اولیاء سابقین میں سے برتا اور نہ بعد میں کسی نے جاری رکھا اگر پہلے سے ایسا ہوا ہوتا تو بابا صاحب کا یہ معاملہ اتباع سلف سے سمجھا جاتا اور اگر بعد میں جاری رہتا تو معلوم ہوتا کہ بابا صاحب نے اجتہاد فرمایا تھا۔ جب وہ ہوا نہ یہ۔ تو پھر اس خاص معاملہ کے ظاہر ہونیکی کیا وجہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ قطب صاحب نے کس کسکی خلافت کو نامنظور کیا اور پھر اسکو خلافت ملی یا نہیں۔

جناب صوفی صاحب اس سوال کا جواب اپنے طرز پر یہ دیتے ہیں

اے ناظرین اس سوال کی نسبت عرصہ تک خلیل الرحمن صاحب یہی ظاہر فرماتے رہے ہیں کہ مجھکو اس کے ذریعہ سے تحقیق حق ہی منظور ہے۔ مگر انکا یہ ارشاد ہر محقق کو بایں وجہ پریشان کرتا تھا کہ ایسا باوقعت شیخ جس کے ظاہر میں ہزاروں مرید ہیں اس قسم کے بیوقعت سوال کے ذریعہ سے سند علمی تحقیق چاہتا ہو ہاں وہ تو خود شیخ وقت ہے اسکا سوال تحقیق کا اصل میں داخل ہے

فقیر منور دہلی عرض کرتا ہے

کہ فی الواقع حضرت مرشد عم فیضہ کو تحقیق حق ہی تھی بلکہ اب بھی یہی خیال ہے۔ اس تحقیق کا کام نہایت
اور مضطرب ہونیکا نہیں ہوتا محققین تو ہر ایک امر کی تحقیقات کو بطیب خاطر منظور کرتے ہیں
آج کل محققین میں نے تو کیڑے مکوڑے دیکھے ہیں تحقیقات نہیں کی نہیں کی بلکہ تحقیق جو آج دنیا پر
ہیں انہوں نے اس تحقیقات سے بڑی خوشی اور مسرت ظاہر کی ہے چنانچہ **رسالہ**
فتوی گلزار خلیل ملاحظہ ہو اگر تحقیق حق لغو اور فضول کام ہوتا تو کیوں موسیٰ علیہ السلام
حضرت خضر کی ملاقات کے لئے جاتے **قرآن کریم** میں اس انتظار محققانہ کو دیکھیں
افسوس تدبر **قرآن کریم** نہیں رہا ایک نبی اولو العزم کو جسکی امت کثیر اور صاحب
کتاب ہے ایک غیر نبی کی طرف کیوں سوال کی ضرورت پڑی کیا وہ ضرورت تحصیل تھی علیٰ ہذا
حضرت مرشد شاہ خلیل الرحمن صاحب کی نسبت غور فرمائیے۔ اور اس سوال کو جو آپ حقیقت
فرماتے ہیں سو یہ نری آپ کی باتیں ہیں موحقت آپ کی نظر میں امر حقیقت ہوتا جو آپ اس
طرف رخ ہی نہ کرتے اور آپ کی تشیل بھی متوجہ ہوتے اب میں آپ کی عبارت جوابی کو
قولہ اور اپنی عبارت جواب الجواب کو **اقول** کے تحت میں لکھتا ہوں

قولہ اور سوال بھی ایسے لچر مضمون
کے متعلق کیا ہے جو شیخ ثبت کی شان کے بالکل خلاف ہو۔

اقول آپ کے نزدیک نہ محققین کے نزدیک۔ یہ وہ سوال ہے جو کئی سال
آپ صاحب جواب کے لئے زور لگا رہے ایک سوائے سب شتم کے جواب میں نہیں پڑتا۔

؎ **حاشیہ** یہ فتوی جناب محترم حضرت منور شاہ صاحب **دہلوی** نے حضرات صوابر کے اس
فتوی الجواب الجلیل کے جواب میں طبع کرایا ہے جو حضرات مذکورہ نے بعض مشائخ اور خدام خانقاہ سے
دستخط کرا کر بنسبت حضرت مرشد **شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی** لنعانی طبع کرایا تھا اسکی اصل حقیقت
یہ ہے کہ جب آپ مکرم حضرت منور شاہ صاحب نے ان مشائخ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے حضرت مرشد میں کیا وجہ کفر کی معلوم
کی تو انہوں نے صاف انکار کیا اور لاعلمی ظاہر کی اور فرمایا کہ ہم نے حضرت شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی کی نسبت کوئی وجہ کفر کی
نہیں دیکھی اور نہ ہم نے کفر پر دستخط کئے اسکے بعد حضرت منور دہلی کے فتوی گلزار خلیل پر دستخط کرکے کہدیا
کہ یہ دستخط ہمارے صحیح ہیں اور پہلے دستخط جو ہیں وہ کسی نے دھوکہ سے کرالئے وہ مردود ہیں علاوہ اسکے تمام ہندوستان کے

قولہ ایک مدت تک یہی خیال رہا کہ بالحاظ اپنے حفظ مراتب کے خلیل الرحمن صاحب نے
یہ سوالات کئے ہیں اور یہ حیرانی لوگوں کی بیجا نہیں تھی کیونکہ بادشاہ اگر بحالت بادشاہی بھیک
مانگنی شروع کردے تو لوگوں کو حیرانی کیوں نہ ہو تو ایسے شیخ وقت کا جسکی یہ شان ہوتی ہے
۵ اسے لقاے تو جواب ہر سوال ؛ مشکل از تو حل شود بے قیل و قال ؛ کسی بچہ مضمون
کیوجہ سے مخدوش ہو کر سائل ہونا باعث حیرانی ہوتا ہے

اقول حضرت مرشد آپ کا یہ اعتراض جب وارد ہو سکتا ہے کہ آپ اس آیت کو قرآن کریم
سے نکال ڈالیں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ پ۴ س ال عمران رکوع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق
دلالت بلکہ ہر ایک نبی اللہ اب کو حکم ہوتا ہے کہ ہر ایک کام میں لوگوں سے مشورہ لیا کرو کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ کے محتاج تھے نہیں نہیں بالکل نہیں یہ انہیں امور کیطرف اشارہ ہے
اور امت کو مشورہ کی تعلیم ہے جسکو حضرت مرشد باتباع متبوع اکمل عملی طور سے مشتبہ ہونا دکھا
رہے ہیں خدا نخواستہ حضرت مرشد نادان نہیں مغرور نہیں متکبر نہیں مغرور متکبر ان لوگونکا کام ہوتا
ہے جو تنگ طبع ہوتے ہیں اور اپنے جیسا کسی کو خیال نہیں کرتے زرا زراسی بات میں جامہ سے
باہر ہو جاتے ہیں اور انانیت کے نعرے اور استکبار کے جھاگ منہ سے نکالتے ہیں ادنی بات میں
سنگ دمار کرنیکو طیار ہو جاتے ہیں **حضرت مرشد مطیع قرآن ہیں مطیع رسول رب العلمین ہیں**
پیر اور محب اولیاء اللہ ہیں حلیم اور مسکین ہیں بادشاہت کیا چیز ہے یہ مثال آپ کی ہی کل شمار
ہونیکو قابل ہے ہمارا تو اس کے مطابق حال ہے دہ درویش در گلیمی بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند اور اگیا

بقیہ حاشیہ مشایخ اور علماء نے اس کثرت سے دستخط کئے کہ ۶۰۰ سے زیادہ نوبت پہنچگئی چنانچہ یہ کل کیفیت
اندرون ٹائیٹل کے دیباچہ میں مفصل درج ہے اور علاوہ اس کے بڑی تحقیق اور تدقیق سے بحوالہ کتب متعددہ میں
یہ بات بھی ثابت کردی گئی ہے کہ علاء الدین علی احمد صابر نام جو مشہور ہے بالکل فرضی ہے اور اس نام کا
کوئی بزرگ کسی سلسلہ میں نہیں ہوا یہ کیفیت دیکھنے کے لائق ہے دنیا میں ایسا بالانصاف کوئی بھی
نہ ہوگا جو اس کیفیت کو دیکھے اور اس کا دل مطمئن نہ ہو محققین اور شائقین اگر چاہیں تو ایک آنہ
کا ٹکٹ روانہ فرما کر جو محصول ڈاک ہے عاجز سے طلب فرمائیں مفت روانہ ہوگا۔ ۱۲ عاجز و خاکپائے
درویشان الٰہی **بخش** جمالی از حجرہ پور ناظر کمیٹی محلہ جلیب چوک ۱۲

یہ فرمانا کہ مجھے ایک عرصہ تک یہی خیال رہا کہ بلا لحاظ اپنے حفظ مراتب کے خلیل الرحمن صاحب نے
یہ سوالات کیوں سے کیے ہیں محض غلط ہے سب سے پہلے تو سوالات کے جواب میں آپ ہی نے
قلم اٹھایا سب سے پہلے تو آپنے ہی میت بھی شروع کی تھی رام دہڑو کا سے کس نے جھوٹی بنیادی
نام رکھوایا تھا نالش کس نے کی تھی اور کون اس نالش میں ناکام رہکر نادم و حسرت میں بیٹھا تھا اب پھر چند
سے کچھ ہاتھ پلہ پڑا تو پھر وہی تو تو میں میں پر آ گئے حضرت من آپ چھیڑ چھیڑ کر کہلواتے ہیں سبا آخر
اور مجادلے اور مکابرے ہو کر تحقیق حق نے کرشمہ جمال بمثال دکھایا اور گلزار خلیل نے آتش فساد کو
بجھا کر بتلا دیا تھا کہ حق بجانب سلسلہ جمالیہ ہے اور بس۔

قولہ آخرکار جب کئی سال کے بعد وہ رسالہ کرشمہ جمال جو ایک جمالی کے جمال جلالی کا نمونہ ہے
شائع ہوا اور اس کے صفحہ ۱۴۹-اور صفحہ ۵ پر یہ مضمون لکھا ہوا دیکھا تو اطمینان ہو گیا کہ تحقیق حق کے پردہ
میں حسد نے ظہور فرمایا ہے کہ جسکو بابا صاحب خلیفہ کرتے اسکو منظوری خلافت کیواسطے
قطب صاحب کے پاس روانہ کرتے اور قطب صاحب بعد تعلیم و تلقین اگر اسکو لائق دیکھتے
تو منظور فرماتے ورنہ پھر از سر نو تعلیم و تلقین کیجاتی اور بعضوں کا خلافت نامہ ہی چاک کر ڈالتے
چنانچہ حضرات صابریہ کی کتابیں بھی میرے اس قول کی شاہد ہیں جب یہ صورت نہ ہو تو پھر مخدوم
صاحب کو مکرر خلافت ملنے کا یقین آدمی تو کیسے آوے۔

اقول جناب من حسد تو آپ ہی کی میراث ہے اور یہ بات جو آپنے کرشمہ جمال سے لکھی ہے
صفحہ روزگار سے مٹ نہیں سکتی نظامیہ جمالیہ فادریہ سہروردیہ وغیرہ اور خود صابریہ اور دیگراں
کی کتب سے ظاہر ہے اور کون نہیں جانتا کہ قطب صاحب کو منظوری اور غیر منظوری خلافت کا
جو بابا صاحب کی طرف سے خلیفہ ہوتا تھا اختیار کامل تھا اور لائق اور نالائق کے رد و قبول کا مجاز تھا۔
انشاء اللہ اسکا ثبوت صفحہ ۳۷-۳۸ پر دیا جائیگا۔

قولہ اگر خلیل الرحمن صاحب اس فقرہ کو کہ مخدوم صاحب کو مکرر خلافت ملنے کا یقین آوے

حاشیہ حضرت منور صاحب نکتہ مذکورہ کی بہی شناخت ہے جناب صوفی صاحب نے جو گھبرا کر نالش کی تو دنیا
کام انہوں نے نہیں کیا حضرت مخدوم صاحب کی سنت اداکی ہے مخدوم صاحب بھی تو نالشی ہو کر تیرہ عدالت
فوجداری میں مرافعہ کیا تھا تا کامی کے سوا کچھ فائدہ نہ اٹھایا ایسا ہی حضرت صوفی صاحب نے کیا۔ آپ ایسی باتوں کا خیال کیجیے
[illegible]

توکیونکر آوے سوال کے کرنے ہی ظاہر فرما دیتے اور اپنی خلجان اور خدشہ کو دوسرے نرم اور ملائم الفاظ مین نہ ظاہر فرما دیتے یعنی حسد پر تحقیق حق کا پردہ نہ ڈالتے تو ضرور تھا کہ جو فتنہ اور فساد محیط عالم ہو گیا ہے ہرگز ہی نہ ہوتا

اقول اسکا جواب آگے اسی صفحہ پر آئیگا **انشاء اللہ تعالی**

قولہ عوام الناس اُن کے بھولے بھالے مضمون سے دہوکہا کہا کر ہزارون اہل اللہ صابریونکی جانب سے بدگمان ہوکر یہ کہتے ہین کہ بیچارہ خلیل الرحمن تو عام طور سے سوال کرتا ہے اور صابری ناحق اُس کے پیچھے پڑتے ہین بلکہ برخلاف اس کے ہر خاص و عام کو صریح طور سے معلوم ہو جاتا کہ خلیل الرحمن صاحب کو مخدوم صاحب کی خلافت نامہ مین کلام ہے جو نا مزد کلیر تہا اگرچہ خاص لوگ خوب جانتے تہے کہ شیخوفت کی سوال کے پیشتر ہوتے ہی خلاف ع از حدیث شیخ جمعیت سدا بلکہ جو فتنہ اور فساد برپا ہو گیا ہے بیشک موافق اس کلیہ کے حسد ہی پر اسکی بنیاد ہے کہ ہر شخص کا قال شاہد اسکے حال کا ہوتا ہے اور حسب حال اُسکا اثر ہوتا ہے حسد چاہے کیسے ہی خوشنما پردہ مین کیون نہ چھپایا جائے اپنا اثر ظاہر کئے بغیر رہتا ہی نہین سوالات کی سادہ الفاظی کے اثر عارضی کو حسد کے اثر واقعی نے قطعی طور سے نیست و نابود کر کے فتنہ اور فساد کا جھنڈا بلند کر ہی دیا کہ جس کا نتیجہ کھلی آنکھون موافق ارشاد ع ای زبان ہم رنج بیدیان نوئی ہا کے اظہر من الشمس دیکھ لیا حاسد ہمیشہ خون جگر تو کہایا ہی کرتا ہے ذلت ظاہری بھی برائے آگاہی دوسرونکی اسکو نصیب ہو جایا کرتی ہے ۔

اقول حضرت مرشد کی سوال عام مین نہ خاص حسد جب ہوتا جو ایک گروہ خاص کیا جاتا ۔ آپ اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین حسد کا پتہ لگ جائیگا اگر گریبان مثل نامۂ خلافت چاک ہے تو مین اک آئینہ آپکے سامنے رکہتا ہون

آئینہ

سیر الاقطاب اور اقتباس الانوار وغیرہ کتب صابریہ مین ہے کہ مخدوم صاحب نے کلیر کی مسجد گرا کی نمازیونکو قتل کیا کلیر مین آگ لگائی **کیون آگ لگائی** یون لگائی کہ اول صف جماعت سے دوسری یا تیسری صف مین بٹھا دیا تب غضب صابری نے (غضب اور صبر دونون لفظ غور کے قابل ہین) سب کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا یا النشویر مین ہے از لبے اہل کلیر کا ایمان سلب کرلیا **کسواسطے سلب کرلیا** ۔ اسواسطے کہ مجھے **ولی** اللہ صاحب ولایت کیون نہ مانا ۔ کوئی جمالی کلیر آوے یا صابری یا نسبی جاوے تو مخدوم صاحب اُسکو مخدوم یا

حاشیہ سنت اللہ قدیم سے اسطرح جاری ہے کہ پہلے تبلیغ کی جاتی ہے اور حجت اللہ تمام ہوتی ہے جب کوئی اس کے بعد ایمان نہ لاوے اور شرارت حد سے زیادہ بڑہ جائے اور استخفاف احکام الٰہی اور معلنان عدا کر ہے یا بعد تبلیغ تکذیب اور تمسخر بیہودگیون پر آمادہ ہو جب وہ مجرم مورد قہر عذاب الٰہی ہوتی ہے ورنہ بیچے بچا

میروص بناڈالتے ہین بلکہ اگر کوئی مخدوم صاحب کی مزار پر کچھ کسی قدر قرآن شریف پڑہیے تو وہ بھی مصائب متذکرہ بالا مین مبتلا ہو۔ اب فرمائیے حاسد کون ہوا اور حسد کسکی میراث ہوئی۔

قولہ اول یہ امر قابل غور ہے کہ بابا صاحب نے موافق تحریر خلیل الرحمن صاحب کی جو منصب منظوری خلافت اپنی کا حضرت قطب جمال الدین ہانسوی کو عطا فرمایا اُسپر کل اولیاء اللہ کا اتفاق ہے یا نہین جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب نے سوال اول مین لکھا ہے (کہ سب متفق ہین) راقم الحروف کہتا ہے کہ اس منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت کا اپنی تالیفات مین چند اہل سیر سے نقل کیا ہے اور اہل سیر کی کیفیت لکھہ چکا ہون کہ انمین ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہین تو چند مولفان کا اس مضمون کو نقل کرنا حکم اجماع نہین رکہہ سکتا علاوہ اس کے خود خلیل الرحمن صاحب ہی اسی سوال مین یون لکھتے ہین کہ بابا صاحب کے بعد مین اُن کے خلفا نے تا ایندم اپنے کسی خلیفہ کو منصب منظوری خلافت اور غیر منظوری خلافت کا عطا نہین فرمایا۔ جب اکابرین خاندان کا متفق ہونا اور اسپر عمل نہ کرنا خود خلیل الرحمن ہی کی تحریر سے ظاہر ہے تو اجماع کیسا ایسی حالت مین یون لکھدینا کہ سب متفق ہین عوام الناس کا نا سمجھنا نہین تو اور کیا ہے اور بیچارے تو بوجہ جہل کے اس فقرہ کو سنتے ہی کہ سب متفق ہین یہی سمجھہ لیتے ہین کہ کل اولیاء اللہ کا منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت پر اتفاق ہے اور بس بوجہ جہالت کے اس قسم کے جاہلانہ مضمون پر جاہل کچھ نہ کچھ ایجاد بندہ ہی کرتا رہتا ہے جسکی وجہ سے خود ہی ہلاک ہوتا ہے اور آیندہ آنیوالا اُسکی پیروی کر کے چاہ ضلالت مین غرق ہوتے رہتے ہین مین امید کرتا ہون کہ خلیل الرحمن صاحب اس فقرہ کو کہ سب متفق ہین اسوجہ سے کہ انکی شان اور دیانت کے خلاف ہے واپس لینگے

اقول اس کا جواب کچھ آگیا ہے اور باقی آیندہ انشاء اللہ آئیگا ہان اسکا جواب ضروری ہے جو آپ نے فقرہ (سب متفق ہین) کے واپس لینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت من ہمارے مرشد عم فیضہ کی شان کے لائق یہ فقرہ تھا تو تحریر فرمایا انکی شان کے لائق ہو تو کچھ مضائقہ نہین یہ فقرہ اس حالت مین واپس لیا جاسکتا ہے جب آپ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر سے ہم موضوع واپس کرلین کیونکہ فقرہ متبرکہ (سب متفق ہین) بپایہ ثبوت پہنچ چکا ہے جو آپ کی کتابون اور دیگر سلاسل کی کتب سے

صاف اور کھلے کھلے منطوق سے ثبوت کامل ملتا ہے اور وہ اسم موضوع اس قابل نہیں ہے
کہ آپ جیسا شخص مدعی تحقیق ضد و تعصب سے قبول کرے مجھے امید کامل اور یقین واثق
ہے کہ اس اسم موضوع کو کہ مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ہے واپس لیں گے بلکہ محققانہ
طریق سے لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ پر عمل کر کے اپنے آپ کو اس نام کے سلسلے
جو فِی سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ سے بری کریں گے۔ اور اب
رہا یہ آپ کا اعتراض کہ بابا صاحب کے بعد ان کے خلفاء اور خلفاء کے خلفا رہے جو اتنے تک
کسی خلیفہ کو منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت کا مثل حضرت قطب صاحب کی نہیں
دیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب کے مریدوں نے جو بابا صاحب کی فعل پر
عمل نہیں کیا تو یہ اجماع نہیں ہوا۔ یاد رہے کہ حضرت مرشد نے تو اپنے سوال میں لفظ متفق ہونے کا لکھا
ہے نہ اجماع کا اور یہ آپ کا قیاس مع الفارق ہے جو آپ اجماع اور اتفاق میں تمیز نہیں کر سکتے
اور خود آپ بھی قبول کر چکے ہیں کہ اس فقرہ کو چند اہل سیر نے لکھا ہے پس اس سے حضرت مرشد ملزم
نہیں ہو سکتے اگر وہ اہل سیر آپ کے نزدیک کاذب اور مفتری ہیں تو ان کے کذب اور افترا
کو ثابت کرنا تھا اور ان کتب سے جو آپ کے نزدیک معتبر ہیں یہ بات بھی ثابت کرنی تھی کہ قطب
صاحب کو منظوری خلافت کا یا غیر منظوری خلافت کا منصب حاصل نہیں تھا چنانچہ چنانچہ فلاں
فلاں خلیفہ بابا صاحب کا بغیر منظوری قطب صاحب کے ہو گیا ہے جب آپ بابا صاحب کی کسی خلیفہ
کا بغیر منظوری قطب اعظم کے خلیفہ ہونا ثابت نہ کر سکے تو اس بات پر کہ بغیر منظوری قطب اعظم
کے بابا صاحب کا کوئی خلیفہ نہیں ہوا سب کا متفق ہونا ثابت ہو گیا اور ان چند اہل سیر کا نام آپ نے
اس واسطے نہیں لکھا کہ انہیں آپ کے پیران عظام بھی داخل ہیں حق کے اظہار اور حق کے ستر میں شرم اچھی نہیں ہے
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا انسان کا اچھا برا کام سب انسان کے لئے ہے۔

قولہ دوسرا امر اس سوال میں قابل توجہ یہ ہے کہ آیا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعد تفویض خلافت طریقت
کے اپنے خلفا کو واسطے منظوری اور غیر منظوری اور تصدیق خلافت مفوضہ کے قطب جمال الدین احمد
ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجنے کا استحقاق تھا یا نہیں۔ از روئے تحقیق یہ امر پایہ تحقیق کو نہیں پہنچا ہے
کہ بعد تفویض خلافت طریقت کے جسکو خلافت حقیقی بھی کہتے ہیں پیر طریقت کو مجاز ہی نہیں کہ جو اس مفوضہ

خلافت کو کسی دوسرے پیر طریقت یا اپنے خلیفہ سے منظور یا غیر منظور کرائے اور نہ کسی دوسرے پیر اور خلیفہ کی مجال ہے کہ پیر طریقت کی تفویض کی ہوئی خلافت کو جو عطیہ حق ہوتی ہے منظور یا نا منظور کر سکے۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر آپ اور آپ کے مثیل سچے ہیں تو کوئی دلیل لاؤ۔ جیسے کہ حضرت **مرشد عم فیضہ** دلائل بینہ اور براہین قطعیہ ہر ایک امر میں پیش کرتے ہیں اور بین اور کھلا کھلا ثبوت آگے رکھدیتے ہیں ایسا ہی آپ بھی تو کوئی بینہ پیش کیا ہوتا نری زبانی اور منگھڑت تقریر سے کام نہیں چلتا۔ حضرت سید صاحب بابا صاحب فرد زمانہ اور مجتہد طریقت ہوئے جنکا قول فعل رفتار کردار حرکات سکنات قابل حجت اور لائق تمسک ہو پھر وہ اک امر کو ایسے طور سے طشت از بام کر کے تمام عمر اُسکو اُسی کام کے کرتے ہوئے گزر جائے اور اُسکو ذرہ بھی اسکا خیال نہ آوے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کسی نے بھی کبھی نہ اُس کے آگے گردن لائی اور نہ دم مارا اور اُس کے بموجب عمل درآمد ہوتا رہا پھر آپ اسکی نسبت یہ حکم لگادیں کہ یہ فعل اُنکا خلاف طریقت تھا حضرت سید صاحب جو شخص اپنے کمال میں یکا اور مراتب صوری ومعنوی میں اعلیٰ اور ارفع اور صاحب اختیار رہا ہو اُسکو ہر طرحکا مجاز ہوتا ہے **سیر الاوطان** کی ترجمہ میں لکھا ہے کہ حضرت بابا صاحب کا دستور تھا کہ جسکو وہ سند خلافت دیتے یا کہیں کی ولایت پر سرفراز فرماتے اُسکو اول قطب صاحب کی بابت منظوری خلافت کے لئے روانہ کرتے کیونکہ قطب صاحب کے پاس کل اہل اللہ کا دفتر ہے جبتک اُن کے دفتر میں نام درج نہ ہو تو رتبہ ولایت کا نہیں مل سکتا اور جسکو رتبہ ولایت عنایت ہوا اُس کا نام دفتر میں درج ہوا۔ اور **خزینۃ الاصفیا** جو صابری خاندان کی مشہور کتاب ہے اُس کے **۲۸۵** صفحہ پر لکھا ہے کہ ہر گاہ شیخ خلافت دادے بعد تحریر خلافت نامہ نزد وجود قطب صاحب فرستادے اگر وے قبول فرمودے خلافت وے راست بودے واگر وے رد کردے بار شیخ خلافت او را مقبول نداشتے و فرمودے **پارہ کردہ جمال را فرید نتواند دوخت** علی ہذا القیاس یہی مضمون گو الفاظ اور ہوں **اقتباس الانوار سراۃ الاسرار ثمرۃ الفوائد** وغیرہ کتب صابریہ میں مندرج و مندمج ہے اور علاوہ کتب سلسلہ صابریہ کے اور کتابوں میں جو کسی فریق ہم دونوں سے

متعلق نہین الیسا ہی موجود ہے چنانچہ آئین اکبری۔ چہار گلشن۔ سیر المتاخرین۔ تاریخ فرشتہ تاریخ ہفت اقلیم وغیرہ آرام شاہی آرائش محفل۔ بحر ذخار وغیرہ۔ اب مین وہ کتابین پیش کرتا ہون جنکے مؤلف اور مصنف صاحب ولایت اور اہل معرفت اور نیز مقبولہ فریقین ہین وہ یہ ہین سبع سنابل حضرت خواجہ عبد الواحد بلگرامی نظامی طبقات حسامی حضرت خواجہ کلان ابن حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبند گلزار ابرار حضرت سید شاہ حسین سہروردی اخبار الاخیار حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلی معراج الہدیت ملفوظات حضرت خواجہ جلال الدین جہانیان جہان گشت قادری چشتی نظامی جمالی مطلوب الطالبین حضرت خواجہ محمد بلاق نظامی سیر الاولیا حضرت سید محمد امیر خورد خلیفہ حضرت محبوب الہی رسالہ فردوسیہ قدیمہ حضرت علاء الدین برناوی نظامی جواہر فریدی حضرت علی اصغر نبیرۂ حضرت بابا صاحب خواجہ فرید الدین گنجشکر ضیاء الابر ثناء الابرار مجمع المعارف مجمع الاولیاء لوادر السفر تذکرۃ الاتقیاء قصر عارفان مرآۃ ضیائی گلشن اولیاء اسرار الاخیار۔ پس جو شخص بدیہی اور بین ثبوت سے انکار کرے اور نور سے ظلمت کیطرف دوڑے تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون اور کیا کہا جائے۔ کوئی کتاب اس فن کے متعلق ایسی نہین جو ہمارے مدعا کے لئے نصرت او رمعین نہ ہو ان کتب کو صرف اسجگہ اس ثبوت کی لئے پیش کیا ہے کہ جملہ سب متفق ہین واقعی سچا ہے اور معلوم ہو جاوے کہ کس قدر کتابین اس جملہ متبرکہ کی مؤید ہین الحمد للہ علی ذلک اور ان کتابون کی عبارتین صفحہ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ پر موجود ہین۔ اس جگہ تک عاجز کی نظر نے آپکے رسالہ کے ۲۶ صفحہ تک احاطہ کرلیا ہے۔

قولہ تفویض خلافت شیخ متعلق بالہام ہوتی ہے شیخوخت کو بعد ظہور افعال الہامی کے اسکا استحقاق ہی نہین رہتا کہ اپنے خلیفہ کی خلافت کو کسی دوسرے شیخوخت سے منظور کراوے۔ اور تفویض خلافت طریقت مین دو پیر جمع نہین ہوسکتے پیر طریقت جسکو بانبہ پر بیعت طریقت کی جاتی ہے اور جسکی توجہ کامل سے مرید کو مرتبہ اتحاد یعنی مقام فنا فی الشیخ ہوتا ہے جسکا نتیجہ خلافت طریقت ہے دوسرا شیخوخت تفویض خلافت طریقت مین شریک نہین ہوسکتا اور نہ کوئی پیر طریقت کسی پیر طریقت کے مرید طریقت کو خلافت طریقت عطا کرسکتا ہے مشائخ عظام کا یہ طریقہ ہے کہ وہ قبل از مرید کرنے طالب کے جو بذریعہ کشف یا بذریعہ استخارہ وغیرہ سے معلوم کیا کرتے ہین کہ آیا اس طالب کا حصہ ہمارے سلسلہ مین ہے یا نہین ایسے امر کو دریافت کرنیکو سطے کہا کرتے ہین اور جب انکو معلوم ہو جاتا ہے

کہ یہ طالب ہمارے ہی وسیلہ سے وصال مطلوب تک کامیابی حاصل کریگا تب اُسکو داخل سلسلہ کرتے
ہیں تو اس قسم کے طالب کی تفویض خلافت مین کوئی دوسرا شیخوخت شریک نہین
ہوسکتا یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پیر طریقت جس کے ذریعہ سے طالب واصل بحق ہوتا ہے ایک
سے زیادہ نہین ہوتا جو دو خلیفہ سے بیعت کرے پس وہ قابل قتل ہے جو طالب متعدد پیروں کے
ہاتھ پر بیعت طریقت کرتا ہے مردود طریقت ہے از صفحہ ۱۳ سطر ۱۶ تا صفحہ ۱۴ سطر ۱۲ بعد حذف مکررات

اقول تفویض خلافت شیخوخت بلاشک متعلق **بالہام ربانی** ہوتی ہے اور شیخوخت کو
بعد صدور وورود الہام ربانی اُس کا (تفویض خلافت شیخ جو متعلق بالہام الٰہی ہے) استحقاق کامل حاصل
ہوتا ہے کہ اپنے خلیفہ کی خلافت کو کسی دوسرے شیخوخت سے یعنی کامل ومکمل خلیفۂ اعلیٰ سے جو لطفا
اور رحمت باری مرتبہ کو یعنی الثانیت کے انتہائی نقطہ اور روحانیت کی تمام دورہ کو طے کرکے اپنے اصلی مرکز
پر پہنچ جاتا ہے اور اپنے شیخ کے جمیع لوازم صفات کاملہ کو اپنے اندر لیتا ہے جیسے کہ قرآن شریف میں ہے
کونوا مع الصادقین یعنی صادقین کی بیعت اختیار کرو - منظور کرادے تاکہ خیر فعل مین ہی اُس مرتبہ کا
پورا پورا ثبوت ملجاوے - تفویض خلافت طریقت مین دو پیر طریقت دو سلسلون کے جمع نہین ہوسکتے لیکن وہ جو
بباعث بیعت مرشد اپنی نفسی نقطہ اور انتہائی قرب کو جو دوئی اور تبدل سے بتیر کیا جاتا ہے اپنے شیخ سے
جو فنا فی الشیخ ہونیکی حاصل کرلیتا ہے اور قائم مقام مرشد ہوجاتا ہے جو اس تابع کا ساختہ پرداختہ اسی متبوع کا
سمجھا جاتا ہے جسکا وہ متبع اور تابع ہے اور اسی مین سے **انت منی وانا منک** ہو کر نکلا ہے اور اسی مین
محو اور فنا ہے بیشک لاریب جمع ہوسکتا ہے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی اپنے برادر ہارون علیہ السلام
کے لئے درخواست کرنا اسی بات کیطرف اشارہ ہو ورنہ شریعت وطریقت کا کام ایک ہی کرسکتا ہے
جیسا کہ قرآن شریف مین ہے جسکی تفسیر یہ ہے - **قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ موسیٰ علیہ السلام**
اجعل لی وزیرا من اہلی فلو کان السلطان یستغنی عن الوزراء
لکان احق الناس بذلک کلیم اللہ موسیٰ ابن عمران ثم ذکر حکمۃ
الوزراء فقال **اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری** دلت
الایۃ علی ان موضع الوزارۃ ان تشد قواعد المملکۃ
وان یفضی الیہا السلطان بعجرہ وبجرہ اذا استکملت فیہ الخلال

المحمودة ثم قال کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا
دلت هذه الکلمة علی ان صحبة العلماء والصلحین واهل التجربة
والمعرفة تنتظم امور الدنیا والاخرة وکما ان اشجع الناس یحتاج الی
السلاح وافرس الخیل الی السوط واحد السفار المسن کذلک یحتاج اجل
الملوک واعظمهم واعلمهم الی الوزیر ترجمہ اللہ تعالی نے موسی
علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا ہے موسی نے عرض کی الٰہی میرے اہل سے ایک وزیر یعنی
خلیفہ میرے لیئے بنا دے پس اگر بادشاہ خواہ جسمانی ہو یا روحانی وزیر یعنی خلیفہ سے
بے پرواہ ہوسکتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام کو اس بے پرواہی کا زیادہ استحقاق حاصل تہا پہر خلافت
کی حکمت کو بیان فرمایا کہ اس خلیفہ کے سبب سے میری کمر مضبوط کردے اور میرے
کام مین اسکو شریک کردے (اشرکہ فی امری - قابل غور ہے) پس یہ آیت اثبات پر دلالت
کرتی ہے کہ خلافت کا ہونا قواعد مملکت ظاہری و باطنی اور تفویض امور صوری و معنوی ذرہ ذرہ کا باعث ہے
اس لیئے کہ اسمین استکمال صفات حمیدہ پائی جاتے ہین پہر عرض کیا کہ جب امر خلافت مین مدد ملجائیگی
تو الٰہی ہم تیری یاد بہت کرینگے اور تیری تسبیح مین مشغول رہینگے یہ کلیہ
اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ صحبت علما و صلحا اور اہل تجربہ اور معرفت سے امور دنیوی و دینی کا انتظام
خوب ہوتا ہے جیسے ایک شجاع اور بہادر کو ہتہیار کی ضرورت پڑتی ہے اور گہوڑے کو چابک [illegible]
اور چاقو کو سان کی حاجت ہوتی ہے ایسے ہی بڑے سے بڑے بادشاہ کو وزیر اور خلیفہ کی ضرورت
ہو جاتی ہے - پس پیر طریقت اور مرشد معرفت جس کے ہاتہ پر بیعت طریقت کیجاتی ہے اور جسکی توجہ
کامل سے مرید کو مرتبہ اتحاد ملتا ہے شیخ ثانی جسکو ظل یا مثیل شیخ کہتے ہین جو اتم اور اکمل طور پر مرشد کی عکسی
تصویر یا یون کہو کہ اسکا روپ ہوتا ہے تفویض خلافت مین مثل ہارون علیہ السلام شریک ہوسکتا ہے حضرت
شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے باب ۳۲۳ مین تحریر فرماتے ہین وہ یہ ہے
غایة الوصلة ان یکون الشئ عین ما ظهر ولا یعرف کما رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما
فی الاخر فلم نر الا واحدا وهو رسول الله صلی الله علیه وسلم فهذه غایة الوصلة وهو

المعبر عنه بالاتحاد ترجمہ نہایت درجہ اتصال کا یہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ ہی ہوجاے جس مین وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے جیساکہ میںنے خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا تو ایک دوسرے مین غائب ہوگیا بجز ایک رسول اللہ علیہ وسلم کے نظر نہ آیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہین رباعی

نوھم واشینا بلیل مزارہ ۔۔۔ فھم لیسعی بیننا بالتباعد
فعانقتہ حتی اتحدنا تعانقا ۔۔۔ فلما اتانا ما رای غیر واحد

ترجمہ ہمارے رقیب بدگو نے رات کیوقت ہمارے پاس ہمارے معشوق کے آنیکا گمان کیا تو ہم مین جدائی ڈالنے کی کوشش کی تو مینے اپنے مطلوب کو گلے سے لگا لیا پہر وہ رقیب آیا تو اُس نے میرے سوا کسیکو نہ دیکھا شعر

جذبہ شوق بجد لیست میان من و تو ۔۔۔ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

اب جاننا چاہیئے کہ کوئی پیر طریقت کسی کے مرید طریقت کو اُس کے خاص پیر کی زندگی مین عطا نہین کرسکتا مشائخ عظام کا یہ طریقہ ہے کہ وہ قبل از مرید کرنے طالب صادق کی بذریعہ کشف یا بذریعہ استخارہ یا بطریق وحی ولایت جسکو الہام اور القا ہی کہتے ہین یہ معلوم کرلیا کرتے ہین کہ آیا اس طالب کا حصہ ہمارے سلسلہ مین یعنی اسکی فطرت سلیمہ ہماری فطرت کے مناسب حال ہے یا نہین اور یہ طالب صادق ہماری ذریعہ سے وصال مطلوب کا میابی حاصل کرسکتا ہی یا نہین تب اُسکو داخل سلسلہ کرتے ہین پس اس قسم کے طالب کی نسبت تو یقین کامل ہین کوئی دوسرا شیخ قطع کرکے سلسلہ مین منسلک ہو شریک نہین ہوسکتا مگر یہ دائمی طریق نہین ہے بسا اوقات ایک پیر کو بطریق ابتلا کسیکا حال معلوم نہین ہوتا تو اُس کے جانشین کو جو اُسی کے درخت وجود کی ایک شاخ ہو جو کہ بعینہ اصلها ثابت و فرعها فی السماء ہو یا اُس کے وجود مسعود کی عکسی تصویر یا اُسکی روحانیت کا فوٹو ہو۔ تمام حال منکشف ہو جاتا ہی تاکہ اُسکو وصال تام اور اُسکی تعلیم مکمل اور کامل پر وثوق ہو اور وہ اُس کے مقاصد کبریٰ اور مطالب عظمیٰ کیطرف توجہ خاص دلاکر اور تحدیث بالنعمہ کے طریق پر اُس کے دائمی مقام ہونیکا کافی ثبوت پیدا ہو اور جو شیخوخت ایسا نہ کرسکے وہ اس سلسلے سے منحرف ہو یا تو ابتلاء کی یا لوجہ بخیلی کے اُس تسلیم کا پابند نہ ہو تو وہ شیخوخت نہین ہے اُسکی حالت ہمیشہ خطرہ کی حالت ہے

وجہ یہ کہ وہ **قرآنی فلسفہ** اور **سنت اللہ** سے واقف نہیں ہے اور یہی معیار حق ہے جو اس سے منکر ہو یا تجاہل عارفانہ سے کرے باعث اس **پاک قانون** کی خلاف ورزی کرے۔ اسکی ناک زمین پر رگڑی جائے اور قیامت کو وہ حال ہو جو آپنے تحریر فرمایا والسلام علی من اتبع الہدیٰ

قولہ اگر خدانخواستہ اس روایت کو مان لیا جائے کہ بابا صاحب بعد تفویض خلافت طریقت اپنے خلفاء کو حضرت قطب جمال ہانسوی کی خدمت میں منظوری خلافت کیواسطے بہیجا کرتے تہے جو اوپر عرض کیا ہے ایک اور بدنما اعتراض بابا صاحب پر وارد ہوتا ہے جو قطعی بابا صاحب کی شان کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بابا صاحب کی مفوضہ خلافت کو گاہے گاہے قطب جمال ہانسوی نامنظور بہی کیا کرتے تھے یا بعد تعلیم و تلقین خلافت کو منظور فرمایا کرتے تھے جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب نے بعض کتابوں سے نقل کیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بابا صاحب بعض ناقص مرید و نکو بہی خلافت طریقت دیا کرتے تہے اور نعوذ باللہ سبحانہ ایسے پیر کی نسبت جو ناقص مرید و نکو خلافت دیتا ہو مشائخ عظام نے یہ لکہا ہے کہ وہ شیخ نہیں قطاع الطریق ہے ایسے پیر قطاع الطریق کا حشر بایں صورت ہوگا کہ آگ کا جھنڈا پیر کے ہاتہ میں ہوگا اور مرید اس جھنڈے کے نیچے ہونگے۔

اقول بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے کچہ لکہنے کے لئے دوات قلم منگائی اور فرمایا دوات قلم لاؤ میں تمہیں کچہ لکہوا دوں عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی **حسبنا کتاب اللہ** اس پر تنازعہ ہوا۔ پس جو اعتراض آپ اسپر کرینگے وہ ہی اعتراض بابا صاحب اور قطب صاحب پر ہوگا ماہو جوابکم فہو جوابنا موسی اور خضر علیہما السلام کا حال بہی قابل توجہ ہے اب ذرا ہم آپکے گہر کی بہی خبر سناتے ہیں سیر الاقطاب میں جو ماوا و ملجا حضرات صوابر ہے لکہا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک بابا صاحب کے خلیفہ تہے پہر گیارہ برس تک مخدوم صاحب سے تعلیم و تلقین حاصل کرکے خلافت پائی کیا مخدوم صاحب کو کوئی مرید نملا جو مرشد کی خلیفہ کو مرید کیا اور تعلیم اور تلقین بہی کیا اور پہر خلافت بہی اپنی طرف سے دی باوجود اس کے کہ مخدوم صاحب کو کوئی خدمت اس قسم کی بہی نہ تہی بخلاف قطب صاحب کے اب فرمائیے کہ علم **النبیین** قیامت کے روز کس کے ہاتہ میں ہوگا والسلام۔

قولہ ایسے ہی یہ فقرہ دریدہ جمال را فرید تو اند دوخت کی کیفیت ہے یہ فقرہ جو کہ منظوری اور غیر منظوری خلافت کے متعلق لکھا ہے اس لئے یہ فقرہ بھی جھوٹا ہے اور کیا ستم ہے کہ مقبول کئے ہوئے پیر کو مرید مردود کر دے اور مردود کئے ہوئے مرید کو پیر مقبول نہ کر سکے یہ کل جہالت کے نتائج ہیں ص۱۰ لغایت ص۱۱ کا خلاصہ۔

اقول اس کا جواب ص۱۲ و ۱۳ پر آچکا ہے اور آگے انشاء اللہ کئی جگہ آئیگا۔

قولہ اصل کیفیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ اولیاء اولین و آخرین اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستقیم رہے ہیں کہ بال برابر بھی فرق نہیں کیا اور یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو علحدہ علحدہ کام سپرد کر رکھے تھے ایسے ہی بابا صاحب نے اپنے یاروں کو جدا کاموں پر مامور فرمایا تھا کوئی خلافت ناموں کی تحریر پر مامور تھا کوئی صادر و وارد کی خدمت پر مقرر تھا کوئی باورچی خانہ کا کام کرتا تھا حضرت قطب جمال الدین احمد کو مہر کرنیکی خدمت سپرد فرمائی تھی جسکا نام آج پیران جاہل نے منصب منظوری خلافت رکھ لیا ہے اور سپردگی خدمت کو عطاء منصب کر دیا ہے عطائی منصب اور شئے ہے اور سپردگی خدمت اور چیز ہے اگر یہ روایت صحیح ہے تو بطریق سپردگی خدمت ہی صحیح ہے ورنہ قطعی محرف اور غلط ہے سپردگی خدمت قرین قیاس بھی ہے اور سلف اور خلف کے مطابق ہے۔

اقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو آپکا بہتان ہے سوائے کتابت کے اور کوئی کسی کام پر مقرر نہ تھا اور بابا صاحب کا حال بھی اسی پر قیاس کر لیجئے وہ فرق مراتب جنکو آپ قلم فرما چکے ہیں تک جب صاحب کو بابا صاحب کیطرف سے حاصل تھے اگر آپ کو عطائی منصب جمال میں کسی قسم کا تردد اور ضد ہے تو اسی کا ثبوت لیجئے ترجمہ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ قطب صاحب کے پاس کل دفتر اہل اللہ کا ہے جبتک ان کے دفتر میں نام درج نہیں ہوتا تو کوئی مرتبہ ولایت کو نہیں پہنچتا اب فرمائیے جاہل کون ہوا اور صدہا کتب تو کیا نہیں یہ امر مسلم ہو چکا ہے جیسا لکھ چکا ہوں اور یہ بات محقق ہے کہ جب تک کامل اقتدار اور منصب منظوری اور غیر منظوری خلافت حاصل نہ ہو تو کیا یہ تسلیم کے قابل ہے کہ صرف اک ذراسی بات کے لئے یعنی مہر کرانے کے واسطے ہر ایک خلیفہ کو کئی سو کوس کا سفر حضرت بابا صاحب فضول کرادیں اور بھی

سفر جو پاک پٹن کا تھا اور وہان بھی اس سفر مین میسر نہ ہو کہین بھی آرام اور دم لینے کے لئے چند ساعت کو آسایش نہ ملے کیونکہ پاک پٹن سے ہانسی تک جانے کے لئے گویا عدم کا جانا کہا جاتا تھا قزاق رہزن ٹھگ تیار اُچکے قطاع الطریق ماسوا اس کے اور مصائب اور تکالیف کا سامنا ہوتا تھا کیا پاک پٹن مین کوئی ایسا شخص یا مرید و سکنین ایک بھی مرید اس لائق تھا ہی نہین جو مہر کرنیکی خدمت کو اپنے ذمہ لے لیوے کیا خدا نخواستہ بابا صاحب کی اولاد بھی اس منصب عظیم کے قابل نہ تھی جو یہ کام اُن سے نہین ہو سکتا تھا اور ایک مہر کا کام جو دوسرے کے سپرد کرے خود بابا صاحب بھی کر سکتے تھے کیا وہان کوئی ایسا دربار تھا جسمین آنحضرت کو فرصت نہین ملتی تھی سیر الاولیاء مین تو یہ لکھا ہے کہ **فاقہائی کشیدند و محنتہائی دیدند** اور خلیفہ بھی آنحضرت کے کسقدر تھے یہی سات یا آٹھ جو ساری عمر مین آٹھ سات دفعہ مہر کا کام پڑا مہر تو اک ایسی شے ہے جو رات دن ہاتھ مین رہتی ہے سیاہی لگائی اور کاغذ پر ٹھپ دی چلو مہر ہو چکی۔ حاشا و کلا یہ بات نہین ہے کیونکہ مہر کرانا تو صرف اک ظاہری امر تصدیق کے لئے ہوتا ہے نہ باطن کے لئے تصدیق باطنی کے لئے تصدیق ظاہری کوئی شے نہین ہے اگر قطب صاحب کا صرف مہر کرنا ہی بقول آپکے تصدیق ظاہر کے لئے تھا تو مخدوم صاحب کو فرمان خلافت دہلی کی تخت نشینی کا عطا ہوا تھا یا وہ پروانہ کسی وزارت یا صوبہ داری کا تھا جو بدون مہر اسکو کوئی قبول نہ کرتا لو فرضا اگر قطب صاحب کو صرف مہر کرنیکی خدمت یا اجازت تھی تو ہم دریافت کرتے ہین کہ زید کو بکر نے خلافت کا فرمان دیکر خالد کے پاس روانہ کیا اور خالد نے جو مہر کی اُسکو خدمت سپرد تھی خلافت نامہ پر مہر نہ کی تو اس صورت مین زید کی خلافت درست رہی یا نادرست اگر ایسا ہی واقعہ بابا صاحب کے خلفا مین گزرا ہو تو براہ عنایت اس کا ثبوت مرحمت ہو ورنہ درصورت عدم ثبوت ملاحظہ فرما لیجئے کہ کس کا پلہ بھاری اور کس کا ہلکا ہے فقط

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ

اور بقول آپکے اگر قطب صاحب کو خلافت ناموں پر صرف مہر کر دینے کی خدمت سپرد تھی تو سپرد کی خدمت اور حصول منصب منظوری خلافت ایک ہی ہوا کیونکہ مہر تو بغرض منظوری خلافت ہی ہوا کرتی تھی کس واسطے کہ بعد منظوری خلافت اپنی مہر بھی کر دیا کرتے ہونگے حالانکہ کسی کتاب سیر اور تواریخ مین بجز حضرات صابریہ کی مہر کا ذکر

نہیں ہے اگر صرف ایک مہر کردینے کی خدمت سپرد ہوتی تو مخدوم صاحب کے خلافت نامہ پر مہر نہ کرنے اور خلافت نامہ چاک کر ڈالنے پر ضرور بابا صاحب بازپرس کرتے نہ برعکس اس کے مخدوم صاحب کو ہی ڈانٹا اور فرمایا **دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت** تو اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ انکو علاوہ مہر کرنے کے حصول منظوری منصب اور نامنظوری خلافت کا بھی حاصل تھا جیسا کہ بدون مہر قطب صاحب مخدوم صاحب خلافت سے مکرر بھی محروم رہے

قولہ سپردگی خدمت کی صورت میں فقرہ دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت بھی صحیح ہوسکتا ہے کیونکہ قطب جمال ہانسوی مہر کرنیکی خدمت پر مامور تھے تو خلفاء کا ان کے پاس مہر کرانیکو آنا ضروری تھا پس مخدوم پاک بعد ملنے خلافت کے قطب صاحب کے پاس ضرور گئے اور حضرت قطب صاحب نے بطریق اجتہاد مخدوم پاک کے خلافت نامہ کو ضرور چاک کیا اور بابا صاحب نے چاک خلافت نامہ کی خبر سنکر دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت ضرور فرمایا اور بحالت سپردگی خدمت مہر کے یہ امور کل قرین قیاس ہیں کیونکہ ماموری خدمت کی حالت میں ان امور کا سرزد ہونا ہرگز بھی خلاف شریعت طریقت نہیں ہوسکتا

اقول جس حالت میں آپ سپردگی خدمت مہر قطب صاحب اور بابا صاحب کے کل خلفاء کا قطب صاحب کو پاس مہر کرانیکے لئے جانا اور نیز مخدوم صاحب کا بھی بہ تمنا مہر جانا اور قطب صاحب کا مجتہد ہونا (جسکو دوسرے لفظوں میں عطاء منصب منظوری وغیر منظوری خلافت کہتے ہیں) اور موافق شریعت و طریقت اور باتباع سلف و خلف صوفیہ مخدوم صاحب کے خلافت نامہ کا چاک ہونا اور بابا صاحب کا بیہ اسپر فرمانا کہ دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت تسلیم ہے تو آپ بہانہ بہانہ کل لوگ کاذب اور جابر کس لئے قرار دیتے ہیں اور اس صورت میں مخدوم صاحب سے سلسلہ کیونکر جاری رکھتے ہیں وہ کونسی بات تھی جسپر اجتہاد قطب صاحب قائم رہا اور خلافت نامہ چاک شدہ چاک ہی سمجھا گیا کوئی دوسرا جملہ آپ کے پاس محقق و مثبتہ اس قسم کا ہے جو مسر فقرہ **الہامی دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت** کے معارض ہو یا مخدوم صاحب کے لئے استثنا ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں - اب تو آپ پر اقبالی ڈگری ہوچکی ہے -

قولہ جو خلافت نامہ بابا صاحب نے مخدوم پاک کو عطا فرمایا تھا تو وہ خلافت نامہ بعینہٖ جیسا کا تھا

اور تعیین جا کی خلافت نامہ کا تعلق شیخ کے افعال اجتہادی سے ہوتا ہے اور افعال اجتہادی میں دو مجتہدون کا اختلاف بجو یز شریعت اور اختلاف العلماء رحمۃ کے حکم مین داخل ہے پس جس وقت قطب صاحب نے مخدوم صاحب کے خلافت نامہ تعیین جا کو جو دہلی کے واسطے تھا دیکھا اور نظر باطنی قطب صاحب کی مخدوم پاک کی ولایت لطیفہ پر پڑی تو اُس وقت تو وہ صفت انتظامی جس پر قیام عالم ہے اور جسکا تعلق نفوذ اسمار الٰہی سے ہوتا ہے قطب صاحب پر غالب آئی انھون نے اپنے اجتہاد سے بابا صاحب کے خلافت نامہ اجتہادی کو چاک کر ڈالا کیونکہ تعلیقہ شیخ بحالت خلافت مجتہد ہوتا ہے جب بابا صاحب نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ مین اجتہاد قطب جمال ہانسوی کو رد نہین کرسکتا ہون دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت کی یعنی ہو سکتے ہین باقی عبارت بوجہ مکرر ہونیکے نہین لکھی گئی جو صفحہ کی سطر ۱۳ سے صفحہ ۱۵ کے سطر ۶ تک ہو۔

اقول مخدوم صاحب کو خلافت نامہ دہلی کا لکھکر دینا محض غلط ہی کہین اس کا نام و نشان نہین ہے کل اہل سیر نے مخدوم صاحب کے خلافت نامہ ذاتی مین کلام کیا ہے نہ جائے تعیین مین جو دہلی سے تعبیر کیا جاتا ہے سیر الاولیاء کے دوسرے باب اور چھٹے نکتہ مین لکھا ہی کہ بابا صاحب نے ایک شخص کو جو خلافت نامہ دیکر قطب صاحب کے پاس روانہ کیا تو قطب صاحب نے اس شخص سے واپس لے لیا اور چاک کر ڈالا اور فرمایا تو خلافت نامہ کے قابل نہین ہی پھر اُس نے بابا صاحب سے شکایت کی تو فرمایا کہ دریدہ جمال را فرید نتواند دوخت علی ہذ القیاس اقتباس الانوار اور مرآۃ الاسرار کے مصنفون نے جو صابریہ کہلاتے ہین اس شخص مجہول الاسم کو اپنا رہنما مانا ہے جنکا لقب آپ مخدوم پاک لکھتے ہین اور سبع سنابل اور مجمع المعارف اور نوادر السفرا اور اسرار الاخبار وغیرہ جنکے نام ہم پہلے لکھ آئے ہین انمین یہی لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا خلافت نامہ چاک ہوا دہلی کا اسمین نام کوئی نہین۔ معلوم نہین آپ نے تعیین جا کا کہان سے استنباط فرمایا ہے اور کتاب افضل الفوائد مین جسکی نسبت آپنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۹ پر تحریر کیا ہے کہ ملفوظات بھی بیان اور باقی جو سطر مین لکھا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء جو بابا صاحب کی خدمت مین حاضر ہو تو فرمایا کہ مولانا نظام الدین صاحب آپکے تشریف لانے سے پہلے ہمارا قصد تھا کہ کسی اور کو ہندوستان کا خلیفہ کرکے روانہ کرین مگر ندائے غیب یہ ہوئی کہ نظام الدین آیا ہے اسکو وہ منصب عطا کر سوا بحکم الٰہی

وہ منصب آپکو ہم دیتے ہیں۔ اس روایت کے بموجب عرض یہ ہے کہ مخدوم صاحب کے لئے تعین جا
یعنی دہلی خود تراشیدہ آپ نے تحریر فرمائی تھی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اور تمام صوابر کا اسپر
اتفاق ہے کہ مخدوم صاحب کو خلافت حضرت سلطانجی سے پہلے ملی ہے۔ یہ ہیچ در ہیچ و غلو احاطہ
بنا شد اور آپنے جو یہ لکھا ہے کہ قطب صاحب کی نظر باطنی جو مخدوم صاحب کی ولایت مطلقہ پر پڑی
تو قطب صاحب نے اپنی اس صفت انتظامی سے کہ جس سے قیام عالم ہے اور اپنے اجتہاد کی
رو سے مخدوم صاحب کا خلافت نامہ چاک کر ڈالا اور قطب صاحب کے اس اجتہاد سے
باباصاحب بھی متفق ہو گئے۔ یہ بے ثبوت آپکا قول ہے جو درست بیدلیل ہے موسوم ہے
واضح رہے کہ ولایت ایک صفت ہے جو مطلقہ یا غیر مطلقہ کا لفظ اسپر نہیں بولا جا سکتا مگر ذات
کے لئے لفظ اطلاق کہا جا سکتا ہے جیسے ذات مطلق چونکہ بحت اور مطلق یہ دو لفظ ہم معنی اور
قریب المفہوم ہیں اس لئے ذات مطلق اور ذات بحت کہا جا سکتا ہے ولایت مطلق اور ولایت
بحت متصوفین اور غیر متصوفین کی اصطلاح میں نہیں ہے اور یاد رہے کہ کل صوابر کا عقیدہ ہے
کہ کل دفتر اولیاء اللہ کا قطب صاحب کے پاس تھا جبتک ان کے دفتر میں نام درج نہ ہو جاتے تب تک
ولایت کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ ابھی تو مخدوم صاحب قطب صاحب کی خدمت میں
نام درج کرانے اور خلافت نامہ پر مہر کرانے آئے تھے پھر آپکو ولایت مطلقہ کیونکر حاصل ہو گئی
تھی اور افسوس یہ ہے کہ مخدوم صاحب کے مصائب سفر اٹھائے اور خلافت نامہ بھی چاک ہوا
اور حضور مقدس باباصاحب میں بھی ناکام رہے تب بھی خبر نہ ہوئی کہ میں کیا کر رہا ہوں اور صفت
انتظامی میرے وجود سے درہم برہم ہوتی ہے اور عالم میں خرابی پڑتی ہے اور پھر باوجود اس کے
سبکی بھی اس کے نتیجہ سے اٹھانی پڑیگی اور ہم پوچھتے ہیں کہ کیا باباصاحب میں صفت انتظامی نہ تھی
یا کھیں تھی مانو جو انکو منع جو انہا۔ پھر آپ دوسرا بہروپ بدلکر فرماتے ہیں کہ اختلاف اجتہادی
اعمال کے دو مجتہدوں کا موجب شریعت اختلاف العلماء رحمۃ میں داخل ہے اسمیں عرض
ہے کہ آپ کے نزدیک باباصاحب اور قطب صاحب دونوں مجتہد ہوئے اور دونوں میں یہ
اختلاف ہوا کہ باباصاحب نے مخدوم صاحب کو دہلی بھیجنا چاہا اور قطب صاحب نے بھیجنا
یعنی قطب صاحب کے نہ چاہنے پر باباصاحب نے بھی نہ چاہا تو مجتہدوں کی اتفاق سے مخدوم خلافت سے

اور جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر خلیفہ شیخ بحالت خلافت مجتہد ہوتا ہے تو اس صورت مین مخدوم صاحب مجتہد نہ ہوے کیونکہ وہ تو منظوری خلافت کے لیے آئے تھے تو اس صورت مین وہ تبع اور مطیع ہوے نہ متبوع اور مطاع۔ اور متبوع اور مطاع مجتہد ہوتا ہے اور مجتہد کے اجتہاد کو غیر مجتہد ہرگز روک نہین سکتا روکنا تو کیا دم ہی نہین مار سکتا۔

قوله اب مین اس مقام پر حضرت قطب جمال ہانسوی کے مسدود ہی فیض طریقت کی کیفیت بھی لکھے دیتا ہون کہ جسکو جھلاسے صوابر نے اور نیز دیگر خاندان کے لوگون نے دوسرے طور سے شہرت دے رکھی ہے اُسکی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جسوقت قطب صاحب نے خلافت نامہ تعین جمال کو چاک کیا اُسوقت مخدوم صاحب نے بحالت غلبہ ولایت مطلقہ اور نیز بسبب تسلیم قضا و قدر یہ فرمایا کہ ای جمال ہانسوی تم نے ہمارا خلافت نامہ ولی کا چاک کیا ہم نے تمھارا فیض بند کیا اور یہ ممکن ہے کہ کوئی مجیب الدعوات کسی خاص یا عام کے حق مین دعا یا بد دعا کرے اور وہ قبول ہو جاوے۔

اقول فیض کسیکا کسی سے بند ہوا اور نہ ہوسکے **عطاءً غیر مجذوذ** ای غیر مقطوع ملعم نے طمع نفسانی سے حضرت موسیٰ کے لئے بد دعا کی حضرت موسیٰ کا کیا گیا ملعم کا ہی **اَلتَامنۃ کالا ہوا اخلد فی الارض** قرآن شریف مین موجود ہے یہ تو کسکی مجال ہے کہ کوئی کسیکا فیض بند کرے پس بغیر ثبوت آپکا قول کسطرح مان لیا جاوے **مصرعہ** قرآن نہین حدیث نہین جس کو مانیے ۂ اور آپ مخدوم جیسے غلبہ ولایت مطلقہ جو بے ثبوت ہی بیان فرماتے ہین اور آپکے ہرشد مصنف اقتباس الانوار لکھتے ہین کہ مخدوم صاحب کو غلبہ جوانی کا جوش پیدا ہوا **مصرعہ** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۂ غلبہ جوانی اور غلبہ نفسانی یا شیطانی کے ایک ہی معنی ہین اور جو اس صفت سے متصف ہو وہ کسی حالت مین صاحب ولایت نہین ہوسکتا۔ انبیاء معصوم اور اولیا محفوظ ہین **اُولٰئِکَ عَلَیْھِم صَلَوٰاتٌ مِّن رَّبِّھِم وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ** ۞

اور اگر قطب صاحب کا فیض بند ہوتا تو حضرت سلطان نظام الدین ولی الاولیا قطب صاحب کے پاس حسب الحکم مرشد کیون آتے اور خود مرشد کیون عادت معہودہ مستمرہ پر بھیجتے سیر الاولیاء اور اخبار الاخیار وغیرہ مین لکھا ہے کہ قطب

صاحب نے حسب الارشاد مرشد بعض کو آخر عمر میں مرید بھی کیا ہے اور بقول آپ کے جو قطب صاحب نے بروئے اجتہاد صحیحہ اور صفت انتظامی واقعہ سے مخدوم صاحب کا خلافت نامہ دہلی چاک کیا تو کیا برا کیا یہ تو عین مرضی مولی کیا اور اس سے بڑی شان قطب صاحب کی ثابت ہوئی گویا قیام عالم جو عین خداوند کریم رب العالمین کی صفت کا تقاضا ہے اور مخدوم صاحب کا مخالف ہونا نعوذ باللہ اک دناءت کی مجنونانہ حرکت کا ظہور ہے ایسا شخص ولی ہوسکتا ہے اب فرمائیے کہ خلاف شریعت و طریقت اور نافرمان مرشد کون ہوا۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ناقص کامل کے پاس التجا لیجایا کرتا ہے نہ کامل ناقص کے پاس اور جو گری جو بقول آپ کے کرتے رہے تو لوں ہیچ زرا زراسی بات پر لڑنے کی عادت ہی جبر گرد و حیلی بر شہ گردد۔ کامل کا فعل بھی کامل ہوتا ہے جیسے دیدۂ جمال را فرید منوانند دوخت شاہد حال ہے مولانا روم فرماتے ہیں۔ ہر چہ گیرد علتی علت شود ✤ کفر گیرد کاملے ملت شود ✤ قطب صاحب نے جو بقول آپ کے مخدوم صاحب کے یقین جا کا خلافت نامہ چاک سو پروانہ تہا صحت نیت و ثبات قیام و انتظام عالم چاک کیا اور فساد مٹایا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ کے مطابق کیا اور مخدوم صاحب نے وہ فیض بند کیا جسکو خداوند کریم قائم کرنا چاہتا ہے اور جسکے قیام و ثبات کا منشا باری ہے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ اَيِ الْمُنْكِرُوْنَ اور اگر یہ کہا جاوے کہ بابا صاحب نے دوبارہ پروانہ پر لوٹ طور پر لیجد چاک کردیئے قطب صاحب کے کلیر کا لکھکر بابا لا روانہ کردیا تو یہ امر محتاج ثبوت ہے اور نیز یہ اعتراض پڑتا ہے کہ قطب صاحب نے تو اس صفت انتظامی سے جو باعث قیام عالم ہے مخدوم صاحب کو نا منظور کیا اور بابا صاحب پھر بغیر دیکھے بھالے پروانہ لکھکر باعث خرابی انتظام عالم اور سبب خونریزی جہان ہوئے معاذ اللہ۔

قولہ چنانچہ حضرت نجم الدین کبری کی بد دعا کا قصہ اس قصہ کی نظیر کے واسطے کافی ہے کہ ان کی بد دعا سے خاص اور عام غارت ہوگئے

اقول آپکے مسلک کے بموجب جبکہ صحابہ ایک لشکر اہل اللہ و صلحاء امت ہیں سکا مذہب ہے تو اس قصہ کو [illegible] تب جسکو آپ غلط قرار دیں کرکے تسلیم کرتے ہیں

قولہ بعض پیران جاہل اور ستوخان کو باطن کا اپنی کتابوں میں یوں لکھنا کہ مخدوم صاحب نے قطب صاحب کی قطبیت اور ولایت چاک کر ڈالی پرلے درجہ کی جہالت ہے اور اس قصہ کو بانیطور نقل کرنیوالے چاہے صابری ہوں یا نظامی قادری ہوں یا نقشبندی بالکل جھوٹے اور کورے جاہل ہیں اگر یہ لوگ صحبت یافتہ شیخ کامل ہوتے تو ہرگز بھی ایسی بات جو قرآن وحدیث کے برخلاف ہے اپنی کتابوں میں نقل نہ کرتے۔

اقول سوائے صابریوں کے اور کوئی بھی ایسا نہیں جس نے یہ لکھا ہو نظامی قادری نقشبندی صاحبان سب اس لغویت سے پاک ہیں۔ لیکن فیض جو اک کامل صفت ولایت و قطبیت ہے اس کے مسدود ہونیکے جو آپ قائل ہیں جس سے نشان ولایت ثابت ہے آپ بھی بلا تفاوت جسکو ہم زبان پر نہیں لاسکتے اپنے مقولہ بالا میں شامل ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ فیض ولایت کا بڑا حصہ بلکہ نشان شناخت لازمی ہے جیسے آگ کیلئے گرمی اور پانی کیلئے سردی لازم غیر منفک ہے پس آپ کا فیض کے مسدود ہونیکا قائل ہونا الامر عجیب ہے ھذا شئی عجیب

قولہ پس جو لوگ چاک قطبیت اور ولایت کے قائل ہیں اور ناقل ہیں زیادہ تر وہی لوگ ہیں فساد کے بانی او مبانی ہیں۔ اگر وہ جاہل ہیں تو انکو علم اور عمل نصیب ہو اور جو عابد ہیں تو اس صفت مذمومہ سے بچائے جاویں

اقول سچ ہے لاریب فیہ۔ آمین۔ یا رب آمین

قولہ اور اسی چاک خلافت ومسدودی فیض کی وجہ سے اکثر جہلانے اپنی کتابوں میں لکھدیا ہے کہ ان ہر دو کاملین کے درمیان رنجش اور ناچاقی تھی اور اس قسم کی لغو اور بیہودہ تحریر و نیز جاہل تارک ہیں جنکے اکثر یہ قصہ انہیں الفاظ کے ساتھ جاہل صابریوں کی زبانی سنا ہے میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس قسم کے جاہل خواہ وہ کسی سلسلے کے ہوں اپنے پیران عظام کو ان صفات مذمومہ سے متصف کرتے ہیں یہ جاہل اس قدر بھی نہیں سمجھتے کہ ان پاک باطنوں میں ناچاقی جیسی صفت ناپاک کا کیا کام۔ اسی طرح جو لوگ حضرت مخدوم پاک اور حضرت قطب جمال میں عداوت اور شکر رنجی قائم کرتے ہیں وہ درحقیقت ان ہر دو حضرات کی ولایت اور خلافت الٰہی کے مدعی ہیں کیونکہ ان لوگوں کا ان حضرات کو صفت عداوت سے متصف کرنا گویا کہ ان حضرات کی ولایت

کو معدوم کرتا ہے کیا اس قدر بھی نہین جانتے کہ مومن مومن کامل جب ہوتا ہے کہ جب تمام صفتہاے مذمومہ سے پاک ہوکر متصف بصفات محمودہ ہوجاتا ہے اللہ تعالی اس قسم کی جہالت سے بچاوے ۔

اقول یہ جو کچھ آپنے فرمایا وہ صحیح فرمایا ہمارا بھی اسپر صاد ہی لیکن اتنی بات آپ سے بگڑگئی ہے کہ مخدوم صاحب مین اک صفت مذموم ثابت رکھدی وہ یہ کہ مخدوم صاحب نے قطب صاحب کا فیض بند کردیا حالانکہ اس کا ثبوت آپ سے نہین دیا گیا یہ بھی تو آپکے عقیدہ کی نزدیک شکر رنجی ہے جسکو آپ صفت مذموم قرار دیتے ہین مان الیسی حالت مین آپ مخدوم صاحب کو یا اپنے آپ کو صفت مذموم سے بری کرسکتے تھے کہ مخدوم صاحب بعد انقطاع پروانہ جسکو آپ بھی احسن جانتے ہین چپ چاپ بابا صاحب کی خدمت مین چلے جاتے اور صبر کرتے تو اس صفت سے صابر کھلاے جاتے ٭

حاشیہ ٭ کیونکہ بعد چاک خلافت مخدوم صاحب کے شکایت کرنے پر اگر قطب صاحب کو معزول کردیتے تو یقین آجاتا کہ خود مخدوم صاحب کو مکرر خلافت ملنی ہوگی حالانکہ کل اہل سیر اور بالخصوص صابریہ کا اس کے اوپر اتفاق ہے کہ بعد مخدوم صاحب کے حضرت نظام الدین اولیاء قطب صاحب کی منظوری سے دہلی تشریف لائی اگر بابا صاحب برخلاف اپنی اس قاعدہ مقررہ کے کبھی خلاف کرتے یعنی کسی اپنی خلیفہ کو بغیر منظوری قطب صاحب خلیفہ کردیتے تو ضرور تھا کہ جسطرح اہل سیر نے قصہ حصول منظوری خلافت اور چاک خلافت کو لکھا ہے اسی طرح اسکو بھی لکھدیتے اور جب بقول آپکے مخدوم صاحب مین قطب صاحب کے فیض بند کردینے کی قوت تھی تو پاک پٹن سے بالا بالا ہی بدون مہر کرائے قطب صاحب کو دہلی کیون نہ چلے گئے اور قطب صاحب کے پاس انکو ملتجی ہوکر آنے ہی کی کیا ضرورت تھی بلکہ بزور ولایت مطلقہ کہ جسمین لفظ خوذ گہرت کو آپنے اپنی قیاس سے الفارق مین بلا صحت غنو سمجھ رکھا ہے قطب صاحب کو اپنے پاس بلاکر مہر کرالیتے کیا طرفہ بات ہے کہ با وجود قطب صاحب کے پاک پٹن جانے کی دور دور سے کوس آئے اور خلافت نامہ چاک کراکر واپس گئے اور بابا صاحب سے شکایت کی جب انہین فیض بند کردینے کی قوت تھی تو دہلی جانیکی قوت کیون نہ ہوئی دیکھو عام قاعدہ کی بات ہے کہ کمزور ہی فریادی اور نالشی پہرا کرتا ہے اور اگر قطب صاحب کا فیض بند ہوجاتا تو وہ بھی بابا صاحب کے پاس فریاد لیکر

گزارش ضروری

اس سوال کے جواب مین آپ سے ایک بات کا جواب نہین آیا یا تجاہل عارفانہ کیا وہ یہ ہے کہ قطب صاحب نے کس کس کے خلافت نامونکو نامنظور فرمایا اور پھر انکو بلا خلافت ملی یا نہین ملی اور بعد چاک کر دینے خلافت نامہ مخدوم صاحب کے قطب صاحب اپنے اسی منصب عظیم پر مامور رہے یا نہین اور پھر اس معرکہ کے بعد کوئی اور خلیفہ بھی قطب صاحب کی خدمت مین آیا یا کہ نہین

سوال دوم

حضرت پیر و مرشد شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب بالی النعمانی دام فیضہ مطبوعہ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۵ھ

سیر الاولیاء مین لکھا ہے کہ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مین خلافت ملنے سے پہلے قطب جمال الدین صاحب کی خدمت مین جاتا تھا تو وہ میری تعظیم دیتے تھے اور خلافت ملنے کے بعد جو گیا تو تعظیم نہ دی ۔ مجھے خیال آیا تو فرمایا نظام الدین اب مین اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم آپ بھی دیا کرتا ہے ۔ جب خلافت ملنے سے پہلے ہی آپ قابل تعظیم تھے تو بعد خلافت تو بالاولی مستحق تعظیم ہوئے پھر تعظیم نہ کرنیکی کیا وجہ اور اگر اتحاد سمجھا جائے تو لازم یہ آتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ بھی قطب صاحب کی تعظیم نہ کیا کرتے حالانکہ یہ ہمیشہ تعظیم کرتے رہے اور حضرت سلطان المشائخ نے جو یہ امر ظاہر کیا اسکی کیا وجہ تھی ۔

بقیہ حاشیہ جاتے حالانکہ وہ بدستور اسی **مسند پر حکمران رہے** اور کیا عجیب بات ہے کہ قطب صاحب نے جو بر وئے اجتہاد حکم شریعت و طریقت اور بچشم حق معائنہ کرکے خلافت نامہ چاک کیا ہو وہ تو سیا جائے اور مخدوم صاحب نے جو اک سائل اور ملتجی تھے انکا فیض بند کیا ہوا جو خلاف مرشد تھا وہ بند ہے اور نہ معلوم جیسا کہ قطب صاحب کو یہ منصب تھا کیا بخلاف اسکی مخدوم صاحب کو بھی کچھ اختیار تھا کہ جسکا فیض چاہیں بند کر دیں ۔ خاکسار سید طفیل احمد بریلی جمالی عفی عنہ

جناب صوفی صاحب آپکی طرف سے اس کا جواب یہ ہے

کہ سوال اول مین جو مقصد پوشیدہ تھا اُس کا اظہار تو صاحب کرشمۂ حجاب نے کئی سال بعد کر ہی دیا مگر سوال دویم جس مطلب کی واسطے قائم کیا ہے اُس کی کیفیت مفصل اس وقت تک ظاہر نہین ہوئی اور یہ ممکن نہین کہ کوئی سوال بلا ضرورت کیا جائے گو اس سوال دوم کی نسبت اشرف الاخبار مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۸۸۸ء کے ضمیمہ مین صاحبزادگان حضرت محبوب الٰہی نے یون لکھدیا ہے کہ مقصد آپ کا اس امر کے دریافت کرنے سے بجز اس کے اور کیا سمجھا جاوے کہ آپ آل اور اولاد حضرت بابا صاحب و خواہرزادگان حضرت محبوب الٰہی سے اپنی اور تمام جاہلیون کی تعظیم کرانے چاہتے ہین یہ مقصد حضرات صاحبزادگان محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس فقرہ سے اخذ کیا ہے جو خلیل الرحمن صاحب نے لکھا ہے کہ محبوب الٰہی ہمیشہ قطب صاحب کی تعظیم کرتے رہے ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ خیال صاحبزادگان حضرت محبوب الٰہی درست رہی کیونکہ طرز عبارت سے ظاہر ہورہا ہے۔

جناب صوفی صاحب آپ کا یہ جواب میری سمجھ مین نہین آیا

کیونکہ صاحبزادگان حضرت محبوب الٰہی کے لکھنے اور نہ لکھنے سے آپ کو کیا تعلق ہے آپ نے جو قلم دوات لیکر محاکمہ کے طور پر آستین چڑھایا ہے اسکو پورا پورا نبھایا ہونا اور جواب کافی وشافی بحکم ہر فرمایا ہوتا۔ ہم صاحبزادگان سے خواہ تعظیم کرائین یا کرین آپ کو اس مین کیا دخل ہے ہم جانین اور وہ۔ اچھا تسلیم حضرت مرشد عم عقیقہ جیسے تعظیم کرانے کے مستحق ہین ویسی ہی تعظیم کرنیکے بھی مستحق ہین ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت محبوب الٰہی قطب صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور ایک زمانہ وہ تھا جو قطب صاحب کے پوتے حضرت قطب الدین منور قطب ثالث حضرت محبوب الٰہی کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوے ایک زمانہ وہ تہا کہ حضرت محبوب الٰہی نے تصدیق خلافت کرائی اور ایک زمانہ وہ تہا کہ قطب ثالث حضرت محبوب الٰہی کی بیعت سے مشرف ہوے بلکہ مزید برآن سیر الاولیاء مین لکھا ہے کہ جب تک قطب ثالث شیخ دہلی مین رہتے بوجہ ادب مرشد حضرت محبوب الٰہی چارپائی پر نہ سوتے اور مجلس سماع مین پیر ایک

پیر بہائی کے قدم لیتے جناب میں اس طعن یا اعتراض سے آپکا مطلب نہیں نکلتا ان الزمان استدار کھیئۃ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ اول تو ہمیں یقین نہیں کہ صاحبزادہ صاحبوں نے یہ لکہا ہو اور جو بر تقدیر لکہا ہی ہو تو ہم جانیں اور وہ حاشا وکلا یہ امر حضرت مرشد دام فیضہ کے خیال میں بھی نہیں ہے میں خوب واقف ہوں صاحبزادہ صاحبان تو الگ رہے وہ تو کسی سے ہی تعظیم نہیں کراتے اور کوئی کرے اور نیت ثواب کی رکھے تو اسکو منع بھی نہیں فرماتے کیونکہ انپر بہائی کی تعظیم بہ نیت خیر جائز ہے

قولہ مگر خلیل الرحمن صاحب کا یہ لکھنا کہ جب خلافت سے پہلے ہی آپ قابل تعظیم تھے تو بعد خلافت تو بالاولی مستحق تعظیم ہوئے پہر تعظیم نہ کرنیکی کیا وجہ اس قدر لکھنے کے بعد خلیل الرحمن صاحب کیفیت اتحادی حضرت محبوب الٰہی سے تعظیم نہ کرنے کے دلائل باین الفاظ انکار کرتے ہیں کہ اگر اتحاد سمجہا جائے تو پہر لازم آتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ بہی قطب صاحب کی تعظیم نہ کیا کرتے یعنی اُن کے نزدیک قطب صاحب کا تعظیم نہ تہا بوجہ کیفیت اتحادی کے نتہا بلکہ کچہ اور ہی بہید تہا میں کہتا ہوں کہ دلیل ہی خلیل الرحمن صاحب کی ذلیل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بروقت وقوع اس واقعہ کے صرف کیفیت اتحادی کا ورود قطب صاحب ہی پر ہوا ہو اور حضرت محبوب الٰہی کسی دوسرے مقام میں ہوں پہر کیونکر لازم آسکتا ہے کہ ایک صاحب پر کیفیت اتحادی منکشف ہوتے ہی دوسرے پر بہی وارد ہو جاوے۔

اقول حضرت مرشد دام برکاتہ کی طرف سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی اور نہ کیفیت کا انکار اذا ذکر کیا گیا ابہی تو صرف اک امر دریافت طلب ہے اور سائل کے لئے رخصت ہے کہ اُس کے سوال میں جو مشکلات پیش آویں یا جو جو شبہات گزریں اُن سب کو بیان کرے تا مجیب کامل طور سے جواب دے سکے اور یہ بات تو ادنی انسان ہی جانتا ہے کہ ایک سوال سائل نے پیش کیا اور اسکا جواب مجیب نے وہ ہی دیا جو سائل کے پیش نظر تہا تو سوال کرنے سے فائدہ ہی کیا نکلا سائل تو پہلے ہی وہ بات سمجھ بیٹھا تہا اور آپکے اس جواب کو کہ ممکن ہے کہ بروقت وقوع

اس واقعہ کے صرف کیفیت اتحادی کا ورود قطب صاحب ہی پر ہوا اور محبوب الٰہی کسی دوسرے مقام میں ہوں پھر کیونکر لازم آسکتا ہے کہ ایک صاحب پر کیفیت اتحادی منکشف ہوتی ہے دوسرے پر بھی ہو جائے۔ ہم بسر و چشم قبول کرتے ہیں اگر یہ جواب آپ پہلے ہی فرمادیتے اور اس قدر لمبی چوڑی تقریر مع الفاظ غریبہ نہ لکھتے تو بہت جلد تصفیہ ہو جاتا لیکن اس سوال میں آپ نے غور نہیں کی اور غور کے لائق یہ الفاظ ہیں **حالانکہ ہمیشہ تعظیم کرتے رہے اور حضرت سلطان المشائخ نے جو یہ امر اپنے مرید و پیر ظاہر کیا اس کی کیا وجہ تھی اب فرمائیے** کہ بروقت وقوع اس واقعہ کے الخ جواب کا جواب ہی پورا نہیں ہوتا امید ہے کہ آپ اسپر نظر ثانی فرما کر جواب عنایت فرمائینگے۔

قولہ جب خلیل الرحمن صاحب سیر الاولیاء سے ثابت کر چکے تو انکو ضرور اس امر کا خیال بھی ہونا چاہیے کہ جب تک حضرت محبوب الٰہی بابا صاحب کی ذات سے متعلق تھے تو اس وقت تک قطب صاحب بوجہ پیر بھائی ہونیکے حضرت محبوب الٰہی کی تعظیم کیا کرتے تھے اور جب حضرت محبوب الٰہی نے بعد ملنے خلافت کے قطب جمال الدین ہانسوی سے تعلیم اور تربیت حاصل کی تو بموجب حکم **من تعلم حرفا فھو مولی** کے قطب جمال الدین ہانسوی کو استحقاق حاصل ہو گیا کہ وہ بمقابلہ حضرت محبوب الٰہی کے مستحق تعظیم ہوں اور حضرت محبوب الٰہی پر واجب ہو گیا کہ وہ انکی تعظیم بجا لاویں۔

اقول جب حضرت مرشد عم فیضہ اس امر کو آپ کی ثابت کر چکے ہیں تو آپ کا جواب دینا واجب ہو گیا۔ اور یہ جواب آپکا ٹھیک نہیں بن سکتا کہ **من تعلم حرفا** کے باعث سے مستحق تعظیم ہوں کیفیت اتحادی اور شئے ہے اور کیفیت علمی اور چیز ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ امور ظنیہ سے کام نہیں چلتا قرآن شریف میں ہے **ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا** حضرت قطب صاحب کے الفاظ جلیہ صریحہ بجواب حضرت سلطان المشائخ موجود ہیں کہ اب ہم اور تم ایک ہو گئے کوئی اپنی تعظیم آپ بھی کیا کرتا ہے یہاں کیفیت اتحادی کا بیان ہے نہ علمی کا۔ جلدی نہ کیجیے سوچیے

قوله مین کہتا ہون کہ اول تو یہ روایت ہی محرف اور بابا صاحب اور قطب صاحب
کے کمالات کی معدوم کرنیوالی ہے کیونکہ بعد تفویض خلافت طریقت کے جو بابا صاحب
بالہام حق عطا فرمایا کرتے تھے کسی تعلیم اور تلقین کی ضرورت نہین رہتی تھی یہ امر مسلم ہے کہ
ہمیشہ خلیفہ وہ ہی ہوا کرتا ہے جو خلیفہ کرنیوالے کے تمام صفات سے متصف ہو جاتا ہے
تو اب جو حضرات بابا صاحب کے تمام علوم اور کمالات سے متصف ہو کر خلافت پاتے
تھے اور پھر انکو بعد تفویض خلافت کے قطب صاحب تعلیم اور تلقین فرماتے تھے تو اسکے
یہ معنی ہوئے کہ قطب صاحب بابا صاحب کو تعلیم اور تلقین فرماتے تھے کیونکہ خلیفہ کی تعلیم
جو مستخلف کی کل صفات سے متصف ہے عین تعلیم مستخلف ہے نعوذ باللہ ایسی جہالتون سے خدا بچاوے

اقول اس کا جواب کچھ سوال اول مین آچکا ہے اور کچھ اب عرض کرتا ہون۔
جس روایت سے آپ کا مطلب برآمد ہوتا ہے وہ روایت آپ لیلتے ہین اور جس روایت
مین کچھ تانا بانا ٹوٹتا دکھائی دیتا ہے وہ کیسی ہی مستند اور صحیح ہو وہ آپ غلط ٹھیراتے
ہین **تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض** سیر الاولیاء کے
باب ۲ نکتہ ۶ مین لکھا ہے کہ حضرت بابا صاحب نے قطب برہان الدین صوفی قطب
دوم کو خلافت عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ تم نظام الدین سے تعلیم لیا کرو چنانچہ
قطب دوم اک مدت دراز کی تعلیم کے بعد مقام نزمک کو پہنچے آپ کی خاندان کی
سعتی یہ کتاب سیر الاقطاب مین ہے کہ شمس الدین ترک جو بابا صاحب کی خلفاء
اعظم سے تھے ان کو بابا صاحب نے مخدوم صاحب کے پاس بیعت ہونے
کے لئے بھیجا وہ حسب الحکم گیاران برس تک تعلیم و تلقین پاتے رہے اور خلافت
حاصل کی پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے پھر اوروں پر اعتراض کرین۔

قوله خلیل الرحمن صاحب کے سوال دوم مین اول یہ امر تنقیح
کے لائق ہے کہ بحالت حصول ولایت کاملہ اور محبوبیت عاجلہ کے حضرت
محبوب الٰہی کے دل حق منزل مین یہ خیال جاگزین ہو سکتا تھا
یا نہین کہ حضرت قطب جمال صاحب نے میری تعظیم کیون نہین کی

راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی پر یہ بہتان بہت ہی بد وضع باندھا ہے انکا
دل حق منزل اس قسم کی صفات مذمومہ سے قطعی منزہ اور مبرا تہا کیونکہ اولیا فنافی الافعال
کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اس کے نزدیک رنج وراحت اور تعظیم اور بے تعظیمی وغیرہ
یکسان ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ فنافی الافعال درجہ ابتدائی ہے اور محبوب الٰہی ولایت
اور فنا کے تمامی درجات کو طے کرکے ولایت محبوبیت پہ جو ولایت کا درجہ آخر ہے فائز تہے
تو جب فنائے افعال کی یہ کیفیت ہوتی ہو کہ وہ ناظر لا فاعل فی الوجود الا اللہ ہوتا ہے اور اسکی
آنکہہ ہر حال مین فعل حق ہی پر پڑتی ہے اور اسکی نظر اور یقین مین مذمومیت افعال مرتفع ہوتی ہی
تو صاحب فنافی الصفات اور فنافی الذات بدرجہ اولی ایسے خیالات سے کہ میری تعظیم کیون
نکی اور مجہکو براکیون کہا منزہ اور مبرہ ہونا چاہیے حضرت محبوب الٰہی کی نسبت یہ امر تجویز کرنا
کہ ان کے دل حق منزل مین یہ خطرہ آیا تہا کہ قطب جمال ہانسوی نے میری تعظیم کیون نہین کی گویا ان کی
ولایت کاملہ اور محبوبیت عالیہ سے انکار ہے انکا دل حق منزل اس خیالات سے قطعی پاک اور صاف تہا
مین کہتا ہون کہ یہ روایت قطعی لغو اور پیران جاہل و دغاباز کی دہوکہ بازیکا نمونہ ہے۔

اقول یہ روایت سیر الاولیا مین لکہی ہے اور تمام صوابہ متقدمین ومتاخرین اور مشائخ کبار اور
ملفوظات اس کے مصدق ہین اور کل اہل سیر کا اسپر اتفاق ہے اور یاد رہے کہ سیر الاولیاء کے مصنف
حضرت سید محمد مبارک خلیفہ حضرت محبوب الٰہی ہین جو اعلی طبقہ کے اکابر سے ہین
اور یہ تعزیر جو آپ کی قلم سے اسوقت نکل رہی ہے تو آپ مخدوم صاحب کی نسبت کیا کہیے گا
ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند *

قوله دوسرا امر اس سوال دویم مین یہ ہے کہ
کہ بحالت خلافت طریقت کے حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی کی زبان فیض ترجمان
سے یہ فقرہ جاری ہوسکتا ہے یا نہین کہ اسے نظام الدین اب مین اور تم ایک ہوگئے
کوئی اپنی تعظیم آپ ہی کرتا ہے راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت قطب جمال الدین
ہانسوی حضرت باباصاحب کے خلیفہ اعظم تہے اور باباصاحب کو ان سے نہایت درجہ کی محبت تہی تو ایسے خلیفہ

حاشیہ حضرت صوفی صاحب جب بقول آپ کے مخدوم صاحب مرتبہ فنافی الوجود کا طے کرچکے تہے
تو کیون چراغ کے روشن ہونے تک جو تہوڑی سی دیر تہی یا ایک دو منٹ کا وقفہ تہا غصہ مین آکر اپنی
انگلی جلالی اور بقول حجت الصابرین دوڑکر قطب صاحب کی گریبان مین ڈالنا اور پہاڑ ڈالا اور بقول
صاحب تذکرہ غوثیہ مصلا ہاتہ آگیا وسکو چاک کرڈالا اور [illegible]

مضمون حاشیہ صفحہ ۳۰ سطر ۱۷ بعد لفظ سپند

حضرت صوفی صاحب جب بقول آپکے مخدوم صاحب مرتبہ فنا فی الوجود کا طے کر چکے تھے تو کیوں چراغ کے روشن ہونے تک جو تھوڑی
دیر تھی یا ایک دو منٹ کا وقفہ تھا غصہ میں آکر اپنی انگلی جلا لی اور بقول حجت الصابرین دعد لگر قلب جب گرگریان میں
پہاڑ ڈالا اور بقول صاحب تذکرہ غوثیہ مصلا ناز آگیا اسکو چاک کر ڈالا اور کلیر پہونچتے ہی مسجد میں مصلا پر جا بیٹھے اتنی
لوگوں نے جو نصیحت کی بجز حکم امام کے ایسا نہیں چاہیے تو مخدوم صاحب غصہ میں آئے اور مسجد کو گرا دیا اور نمازیوں
اپنی جان کیسی پیاری ہوئی کہ خود بدولت جھٹ مسجد کے باہر آکر کھڑے ہوئے قرآن شریف کے لب لباب اور شریعت اور طریقت
خلاصے سے اعراض کیا اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفَقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ ہے یعنی امور الٰہیہ کی تعظیم اور خلق
آپ ہر ایک بات کو سوچ کر کہا کریں اور حضرت مرشد عم فیضہ نے تو حضرت سلطان المشائخ کی نسبت خیال کا آنا لکھا ہے جسکو آپنے
غور اور بلا تحقیق لمبی چوڑی فضول اور بیہودہ چھیڑ دی اور ذرہ کا پہاڑ بنا لیا اور اصل مطلب سے دور جا پڑے حضرت سلطان المشائخ
خیال آنا کچھ بناوٹ اور تصنع سے نہیں بلکہ حقیقت واقعی سے تھا اور یہ واقعی ایسا امر ہے کہ اک فعل اضطراری کا وقفہ
امر عجیب تھا اور یہ خیال فی الحقیقت اکثر مسائل تصوف کا حل کرنیوالا ہے آپ اسکی تہ تک نہیں پہنچے کیا اچھا ہوتا کہ
دیتے کہ ہم اسکی حقیقت تک نہیں پہنچے۔ اور یہ اعلیٰ درجہ کا اتفاق ہے کہ انسان کو جس بات کی خبر نہ ہو وہ بغیر جانے بیان نہ کرے

حاشیہ صفحہ ۱۴ سطر ۱۵ بعد لفظ سوچے اسکا جواب کچھ تو صفحہ ۸ - ۹ - ۱۰ مین آچکا اور باقی انشاء اللہ تعالیٰ تمہید
سوال سوم مین آئیگا اور اتنا اجمالی بیان ضروری ہے کہ قطب صاحب کے صرف اس جملہ کے کہدینے پر کہ ابھی نظام الدین ابھی مین اور تم ایک گھر
انکی استغراقی حالت پر وجہ لگایا اور انکو مغلوب الحال قرار دیا اور خلافت سے بھی محروم کیا گیا اور مخدوم صاحب نے جو بقول مولوی اپنی والدہ و زوجہ اور
پیران پیر کو بے قصور مار ڈالا اور قطب صاحب سے خلاف مرضی پیر جھگڑا کیا جو آپ فرماتے ہین کہ غلبہ ولایت مطلقہ کے جوش مین قطب صاحب سے گلچپ ہوا اور
اسرار اقتباس الانوار مین ہے کہ جوش غلبہ جوانی مین آکر صحبت کی اور تحفۃ العباد مین ہے کہ قطب صاحب سے جھگڑے اور گریبان قطب صاحب کا
مرآۃ الاصحاب تذکرہ غوثیہ کہتے ہین کہ غصہ سے قطب صاحب کا مصلا پھاڑ ڈالا اور حرکت مجنونانہ اور صفت اللہ الصمد پر مستغرق الحال ہو منہ

عظم سے بحالت خلافت وہ کلمات سرزد ہونا جو مغلوب الحال لوگوں سے سرزد ہوتا ہے ایسا کیونکہ
مغلوب الحال خلافت کی لائق ہی نہیں ہوسکتا کیونکہ منصب خلافت کی انجام دہی کی واسطے
جسکا تعلق اور تعلیم الہام سے ہے کامل العقل کا ہونا شرط لازمی ہے چنانچہ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ
سے ظاہر ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ صاحب نے مغلوب الحال کی صفت سے
منزہ فرمایا تو نایبان رسول کیونکر مغلوب الحال ہوسکتے ہین چونکہ یہ فقرہ کہ اب مین اور تم ایک
ہوگئے مستقیم الحال کا برباد کرنیوالا اور فرق مراتب کا معدوم کرنیوالا ہے۔ اس وجہ سے
راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ فقرہ بھی محرف اور جھوٹا ہے حضرت قطب جمال ہانسوی مستقیم
الحال تھے یہ ہو نہین سکتا کہ وہ فرق مراتب کا پاس اور لحاظ نہ کرتے اب مین خلیل الرحمن
صاحب سے عرض کرتا ہون کہ نہ تو حضرت محبوب الٰہی کے قلب منور مین یہ خطرہ "تاریک" آیا
کہ میری تعظیم قطب صاحب نے کیون نہین دی اور نہ حضرت قطب صاحب نے یہ فرمایا کہ اب
مین اور تم ایک ہوگئے۔

اقول حب الشئ یعمی و یصم

آپ نے جو اسوقت اک امر بدیہی الصداقت کا خون کیا ہے اسکی وجہ ع من خوب می شناسم
پیران پارسا را پس ہے یہ صداقت کسی کے انکار سے بعد اظہار رک نہین سکتی اور یہ تقریر آپکی
منصب منظوری و غیر منظوری خلافت **قطب صاحب** کو بپایہ ثبوت پہنچاتی
ہے اور مخدوم صاحب کی حالات کا بہی اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے۔ سوچیے[*]

سوال سوم حضرت مرشد عم فیضہ مطبوعہ ۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۰۵ھ

سارے اہل سیر لکھتے ہین کہ قطب صاحب نے حضرت سلطان المشائخ کے خلافت
نامہ کو تصدیق کرکے یہ شعر بھی لکھ دیا تھا

شعر

ہزاران درود و ہزاران سپاس   کہ گوہر سپردم بگوہر شناس

حاشیہ[*] اس کا جواب کچھ تو صفحہ ۸-۹-۱۰ مین آچکا ہے اور باقی انشاء اللہ تعالی بہتفید سوال سوم
مین آئیگا اور ماننا اجملہ یہ بیان ضروری ہے کہ قطب صاحب کو صرف اس جملہ کے کہدینے پر کہ اے
نظام الدین اب مین اور تم ایک ہوگئے ان کی استقامت حالت پر دہبہ لگایا اور اونکو
مغلوب الحال قرار دیا اور خلافت سے بہی محروم کیا گیا اور مخدوم صاحب نے جو بقول معوابر اپنی والدہ اور
اور زوجہ اور پیران مرشد کو بے قصور مار ڈالا اور قطب صاحب سے خلاف رضی مرشد جھگڑا کیا جو
[illegible] مطلق کے جوش مین قطب صاحب سے گلغت ہوگئے اور اقتباس الانوار مین

اس شعر میں گوہر سے کیا مراد ہے اور سپردم ہے یا سپردہ

جناب صوفی جان صاحب اس کے جواب میں آپ یہ فرماتے ہیں

اول راقم الحروف اس روایت کی عبارت کو بجنسہٖ نقل کرتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے خلیل الرحمن صاحب نے یہ سوال کیا ہے تاکہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جاوے کہ خلیل الرحمن صاحب نے مضمون روایت کی خلاف اپنے مطلب براری کی غرض سے سوال قائم کر کے خلق اللہ کو دھوکہ میں ڈالا ہے یہ روایت جس پر سوال قائم ہے سیر الاولیار کے صفحہ ۱۱۷ پر بالفاظ ذیل لکھی ہوئی ہے۔ چون باز گشتم از حضرت شیخ شیوخ العالم در مالنی رسیدم شیخ جمال الدین اخلافت نامہ بمن دوم بشاشت و ملاطفت بسیار کرد و این بیت بر زبان مبارک راند خدائے جہان را ہزاران سپاس ؛ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ؛ اور خلیل الرحمن صاحب نے سوال میں برای حصول غرض یوں لکھدیا ہے ہزاران درود و ہزاران سپاس ؛ کہ گوہر سپردم بگوہر شناس

اس کے جواب میں عاجز کیطرف سے یہ عرض ہے کہ اسی اختلاف کی وجہ سے تو حضرت مرشد دام فیضہ نے یہ سوال کیا ہے کہ کسی نسخہ میں سپردہ ہے اور کسی نسخہ میں سپردم ہے سیر الاولیا کے قلمی نسخے متعدد اسوقت میرے پاس اور میری نظر کے سامنے رکھے ہوئے ہیں کسی میں سپردم ہے اور کسی میں سپردہ ہے اور آپ نے اسی رسالے کے صفحہ ۱۲ سے صفحہ ۱۵ تک اس امر کو بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے کہ سیر الاولیار خلیل الرحمن صاحب کی وجہ سے الحاق ہو کر طبع ہوئی ہے ہم اسکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں داخل کرتے ہیں اور کیا آپکو یاد نہیں رہا کہ مصنف کرشمہ جمال نے اس کے صفحہ ۳۰ پر کئی سال پیشتر آپ کے ابیات کو ظاہر کر دیا ہے کہ سیر الاولیار اور جواہر فریدی میں حضرات صوابر کی بدولت الحاق ہو گیا ہے اور جہانتک بس چل سکتا ہے کرتے جاتے ہیں سیر الاولیار کے اگر کسی نسخہ میں سپردہ بھی ہے تو ہمارے مطلب کے منافی نہیں ہے کیونکہ ضمیر سپردہ بصیغۂ مجہول سلطان المشائخ ہی کی طرف نسبتی طور پر پھرتی ہے کہ قطب صاحب نے جو گوہر یعنی حضرت سلطان جی کو بطریق امانت سپرد کیا وہ کسی طور سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اور حضرت سلطان جی نے

جو قبول فرمایا اور جونکہ تو اُس کو یعنی کو اُس شاہزادہ عالیشان تک پہنچایا جو اُس کے لائق نہ تھا اب وہ قیامت تک کسی سارق کے سرقہ اور کسی خائن کی خیانت سے محفوظ و مامون و مصئون رہکر مسروق نہیں ہو سکتا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سپرد کی ہوئی شئے ہمیشہ واپس لی جاتی ہے یا کسیکو دلائی جاتی ہے اور جس کے پاس سپرد ہوتی ہے وہ صرف اک واسطہ درمیانی ہوتا ہے اور کیا بابا صاحب نے حضرت سلطانجی کو ایسی نعمت سپرد کی تھی جو کسی زمانہ میں واپس لے لی جائے اور حضرت سلطانجی اُس سے خالی رہجائیں اور اُس روح القدس سے جو مومنین کاملین اور اولیائے مکملین ہمیشہ کے واسطے طور پر دیا جاتا ہے وہ اُس سے اک زمانہ قلیل یا کثیر کے بعد بے نصیب ہو جائیں یہ لعنت عظمیٰ یا یوں کھو کہ نعم القرین دور ہو جائے اور گوناں گوں ظلمات اور رنگا رنگ اندھیروں یا یوں کھو کہ بئس القرین کے شکنجہ میں ڈالا جائے اور اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ حتمی وعدہ الٰہی میں فطور پڑ جائے اور دوسری آیہ شریفہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ ایماندارو اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور الله جل شانہ سے ڈرتے رہو تو خدا تعالیٰ تمکو وہ چیز عطا کریگا جس کے ساتھ تم غیروں سے ممتاز ہو گے یعنی امتیاز کلی پیدا کر لوگے اور تیسری آیہ شریفہ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ کیا وہ شخص جو مردہ تھا اور ہم نے اُسکو زندہ کیا اور ہم نے اُسکو ایک نور عطا کیا جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے یعنی اُس نور کے برکات لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں ایسا آدمی اُس آدمی کی مانند ہو سکتا ہے جو سراسر تاریکی میں اسیر ہے اور اُس سے نکل نہیں سکتا۔ منسوخ سمجھی جائے پس اسکا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ اُس سپردہ کا مقصود علیہ بابا صاحب کی طرف سے کون تھا۔

المعترض۔ اگر یہ لفظ سپردہ قطب صاحب کی نعمت سپردہ پر محمول نہ کیا جائے تو بیشک الله درست مطلب نہیں نکلتا کیونکہ قطب صاحب نے تو حضرت سلطانجی کو اپنے ہونے کے لئے

امین بنایا تھا حضرت بابا صاحب نے کس کے لئے سلطانجی کو امین مقرر کیا تھا اگر وہ نور منور
حضرت قطب ثالث کو نہ پہنچاتے اور یہ مقصد مرکوز خاطر نہ ہوتا تو بجائے لفظ سپردہ کے
رسیدہ ہوتا یعنی مصرع ثانی مسطور ہوتا کہ گوہر رسیدہ بگو پرشان شاد یہ جملہ بعد تربیت
فرمودن لبسیار یعنی سپردہ کا مصداق ہے چنانچہ **سیر الاولیاء** کے **باب ۲ نکتہ ۹** مین
حضرت سلطان المشائخ کا رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمودہ لکھا ہے کہ جب مین خلافت حاصل کرنے
قطب صاحب کے پاس ہانسی آیا تو قطب صاحب نے بہت کچھ تربیت فرما کر یون
ارشاد فرمایا کہ نظام الدین کتاب **عوارف** مجھے بروقت ملنے خلافت کی بڑی نعمتون کے
ساتھ ملی تھی وہ کتاب معہ ان نعمتون کے آج اس امید پر تمھارے سپرد کرتا ہون کہ میرے ایک
فرزند کا فرزند تمھارے پاس آکر بیعت کریگا تم اسکو یہ کتاب اور نعمت دیدینا اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ تربیت حضرت قطب صاحب نے سلطانجی کو اپنے پوتے کے لئے کی تھی کیونکہ اسی
کتاب مین یہ بھی موجود ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بعد دینے اپنی خلافت اور نعمت
کے پھر دوبارہ انکو تخلیہ کرکے وہ کتاب متبرک جو امانت تھی سپرد کی اور کچھ تربیت معہودہ بھی
عطا فرمائی جب حضرت قطب ثالث منور بانوار سو عودہ تخلیہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت
خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ دوبارہ تم سے کس راز و نیاز اور اسرار
و معارف کی باتین ہوئین تو قطب ثالث منور منور نے فرمایا کہ یہ اسرار قابل اظہار نہین وما
ننزلہ الا بقدر معلوم اگر سلطانجی کو تربیت معہودہ اور نعمت موعودہ دینا مد نظر
ہوتا تو مرۃ اخری کی نوبت کیون پہنچتی وہ تو اول ہی جو کرنا تھا کرچکے تھے اور دینا تھا
دیچکے تھے **اب قابل توجہ یہ امر ہے** کہ قطب صاحب نے یہ وصیت سلطان
جی کو کس وقت فرمائی سو قرائن قویہ اور تجربہ صحیحہ متواترہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ مہمان جب مہمانداری کے لوازم حاصل کرلیتا ہے اور صاحب خانہ مہمان کی ضروریات کو
حسب الطاقت فارغ ہوجاتا ہے تب اپنا مقصد و مطلب مہمان سے بیان کرتا ہے
اور ان کے ہاتھ سے کوئی شئے اگر کسی اپنے پیارے کو پاس بھیجتا ہے یا امانت کے طور پر
اسکو سپرد کرتا ہے پس ضرور ہے کہ بعد فراغ امور مذکورہ وقت رخصت یا کچھ پہلے قطب صاحب نے

سلطانجی رح کو بعد سپردن ودیعت ونعمت باطنی یہ شعر زبان سے فرمایا یا بپشت خلافت نامہ پر بطریق یادداشت لکھدیا ہوگا بہرحال اس شعر کا ثبوت کامل ہے اور ایکبات یہ بھی توجہ کے لائق ہے کہ حضرت قطب صاحب نے دو امر سلطانجی کی نسبت فرمائے ایک توقف جو بابا صاحب کی طرف سے لائے وہ یہ ہے کہ میرے مرشد نے ایک درخت ایسا لگایا ہے کہ قیامت تک جسکے سایہ مین ہزارون آدمی آرام پائینگے اور دوسرا وہ شعر جو مذکور ہو چکا ہے وہ اپنی طرف سے گوہر روحانی سپرد کر کے فرمایا یہ دو پیشگوئیان حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہین جنکا اثر اور ظہور اس وقت تک موجود ہے اللّٰھم اجعلنا من عبادک الصالحین چنانچہ آج جسقدر سلسلہ نظامی زیر تخت دہلی موجود ہے دوسرا نہین اور حضرت قطب ثالث کا حضرت سلطانجی سے فیضیاب ہونا اور گوہر معنی سے مشرف ہونا حاجت بیان نہین بدیہی الصداقت امر ہے الحمد للہ اولاً و آخراً اور حضرت مرشد عمم فیضہ پر تو پھر دھوکا دہی کا الزام لگایا ہے حضرت جیسی صورت ہوتی ہے ویسی ہی آئینہ مین دکھائی دیتی ہے سبحان اللہ ھذا بہتان عظیم آپ اپنی بریت اسوقت ظاہر کرتے یا مبراعن الکذب ہوتے کا مبت دعوی کرتے جب آپ سیر الاولیاء کی تمام عبارت نقل کرتے پس جس قدر آپ نے اپنی مفید عبارت دیکھی اسی قدر لیکر مدعی محسن ہو بیٹھے اب مین آپکے سرقہ کی کیفیت کہولتا ہون وہ یہ ہے کہ (قرب و منزلت آن بزرگ را یعنی قطب صاحب را نزدیک شیخ شیوخ العالم را یعنی بابا صاحب را بمشابہ بود کہ شخصے را خلافت نامہ داده بود او فرمود کہ چون ہانسی برسی جمال ما را بنمائی چون آن شخص در ہانسی آمد خلافت نامہ کہ از شیخ شیوخ العالم یافتہ بود بخدمت شیخ جمال الدین بنمود شیخ جمال الدین آن خلافت نامہ را پارہ کردہ بود بخدمت شیخ شیوخ العالم بنمود شیخ شیوخ العالم فرمود کہ پارہ کردہ جمال را فرید نتواند دوخت ونیز عظمت او بحدے بود کہ سلطان المشائخ فرمود کہ تا آنزمان کہ شیخ شیوخ العالم مرا بدولت خلافت خود رسانید فرمود کہ این خلافت نامہ را در ہانسی مولنا جمال الدین را بنمائی باب سوم نکتہ ۲ پھراسی کتاب مین لکھا ہے کہ چون در ہانسی رسیدم شیخ جمال الدین را

خلافت نامہ بنمودم بشاشت و ملاطفت بسیار فرمود و این بیت بزبان مبارک راندبیت

خدای جہان را ہزاران سپاس ٭ کہ گوہر سپردم بگوہر شناس ٭

باب نکتہ ۳ پھر اسی کتاب مین ہے کہ چون در ہانسی بخدمت شیخ جمال الدین رسیدم بعد

ترتیب فرمودن بسیار آن نسخہ عوارف بالغمنھائی بسیار چنانکہ از شیخ

شیوخ العالم یافتہ ام امروز بشما ایثار سکنم بامید آنکہ فرزندے از فرزندان من بشما خواہد

پیوست و حق ادا زین لغمنھائی دینی کہ ہمراہ شما شدہ است از وے دریغ مدارید اب ارشاد

ہولہ دہوکہ باز کون يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اللہ اور ایمان والون کو دہوکہ باز کہتے ہین اور یہ معلوم ہین

کہ جو ذہی دہوکہ باز ہین حضرت قطب ثالث دو چشمون سے سیراب

ہوئے ایک وہ چشمہ جمالی جو گوہر سپردہ یا سپردم ہے جسکی شرح حضرت سلطان جی نے

خود فرمائی دوسرے وہ چشمہ نظامی جو حاجت بیان نہین رکہتا۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ يَخْرُجُ

مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ بقول صاحب

کرشمہ جمال ایک ہاتہ ہمارا دامن نظام پر ہے تو دوسرا دامن جمال پر ہے

ہمکو اس سے زیادہ ناز کا موقع کیا ہوگا اللہ جمیل و یحب الجمال۔ الحمد للہ

اور آپ کا یہ فرمانا کہ خلیل الرحمن صاحب نے اپنے سوال مین

لفظ تصدیق کیون لکھدیا کیا حضرت سلطان المشائخ کے خلافت نامہ کو قطب صاحب

نے تصدیق کیا تھا جناب من یہ آپ کی سمجھ کا کمال ہے حضرت مرشدنا و محمد و مناقی نے وہی

لفظ اختیار کیا ہے جو کتب معتبرہ مین آچکا ہے اور حضرت سلطان المشائخ زبان مبارک

سے فرما چکے وہ خلیل حضرت رحمن اور محقق الشان ایدہ اللہ فی ہذا الزمان

اپنی طرف سے کوئی بات اختراع نہین فرماتا واللہ اعلم آپ اور آپ کے رفیق لفظ

تصدیق سے کیون چڑہتے ہین کارخانہ قدرت ہین کس کو دخل ہے جسکی چاہے

تصدیق کرے اور جسکی چاہے۔۔۔ نہ کرے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اب مین علاوہ سیر الاولیاء کے اور دوسری کتابین بہی پیش کرتا ہون جس سے تصدیق
اور تکذیب کا فرق بین معلوم ہوجائیگا **اسرار الاخیار** اور **گلشن اولیا** اور
سراج الہدایت اور **جواہر فریدی** مین لکہا ہے کہ شیخ فرید الدین را رسمی بود
کہ ہر کرا خلافت نامہ دادے سے گفتے برو بر شیخ جمال بگزران آنکس پیش شیخ جمال الدین
ہانسوی گزرانیدے از بعض کسان مسلم می داشتند و از بعض کسان پارہ میکردند اچہ شیخ
فرید الدین بشیخ نظام الدین را خلافت میدادند و اشارہ شد کہ بشیخ جمال الدین بگزرانی شیخ
نظام الدین بر حکم اشارت بر شیخ جمال الدین آمدند و خلافت نامہ پیش داشتند شیخ جمال الدین
بران خلافت نامہ نوشت - ہزاران درود و ہزاران سپاس آہ **سبع سنابل**
مین لکہا ہے کہ مخدوم شیخ جمال ہانسوی کہ از خلفاء شیخ فرید کلان تر و بزرگوار تر بودند شیخ
فرید خواہرزادہ خود را کہ شیخ علی صابر نام داشت خلافت عطا نمودہ بر مخدوم شیخ جمال فرستاد
کہ اگر برادر شیخ جمال این خلافت را قبول کند صحیح باشد وگرنہ خیر شیخ جمال جامہ خلافت از ایشان
باز گرفتند و گفتند کہ شما لیاقت این جامہ ندارید آن خواہرزادہ بر مخدوم شیخ فرید آمد و
ماجرا باز گذشت مخدوم فرمود **شیخ جمال از ہر کہ جامہ خلافت بستاند فرید**
او را باز دادن نتواند چون مخدوم شیخ فرید شیخ نظام الدین بداولی را جامہ
خلافت عطا فرمود و پیش شیخ جمال فرستاد خواجہ نظام الدین را بخاطر متمکن
گشت کہ شیخ جمال جامہ خلافت از خواہرزادہ مخدوم باز گرفتہ اند بر من کجا روا
دارند بلکہ عجب نیست کہ بجہت زجر و توبیخ من چوبے گرفتہ بیایند چون حضرت شیخ جمال
را خبر شد سوا کے بدست گرفتہ آمدند و گفتند بابا نظام الدین اینک چوبے خود
را بستانید و در سرا پائے ایشان نگاہ کردند و گفتند **سبحان اللّٰہ وبحمدہ**
کنیزک امروز پیر ما درختے را نصب کردہ است کہ لہہا و
دکہا تا **قیامت** در سایہ دولت او آرام خواہند یافت
و فرمود کہ شما **سلطان المشائخ** ہستید و جامہ خلافت بر شما مبارک است -
مجمع الاولیاء اور **مجمع المعارف** نقشبندی و مجددی باب ۴ صفحہ ۱۰۳

ہم کرا { بابا صاحب } خلافت دادے بر شیخ جمال الدین فرستادے اگر او قبول
بخلافتش دست گرفتے و اگر او رد کردے باز شیخ او را قبول نفرمودے چون شیخ صابر
را بخلعت خلافت مشرف ساختند و گفتند کہ اول پیش جمال الدین رسیدہ و باجازت
ایشان بارشاد مشغول شوید حسب الحکم شیخ صابر اول عزیمت ہانسی نمود چون بہ ہانسی
رسید بہ نخوت پیرزادگی و بشکوہ خلافت چوڈول سوار تا سر مجلس
شیخ جمال الدین رسید و مثال کہ از شیخ فرید الدین یافتہ بود چون در نظر شیخ جمال الدین گزشت
پارہ کردند شیخ علی صابر مایوس شدہ بخدمت شیخ فرید الدین مراجعت نمود
و حقیقت حال بعرض رسانید ایشان فرمودند پارۂ جمال را نتوانم دوخت
بعد از زمانے خلافت و نیابت دہلی را بحضور شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ مرحمت
فرمودند و ہمان طریق وصیت نمودند کہ بخدمت شیخ جمال رسیدہ باجازت ایشان متوجہ دہلی شوید
شیخ حسب فرمودہ شیخ فرید الدین اول عزیمت ہانسی نمودہ بخضوع تمام چنانکہ کلوخ چند بجہتہ
استنجا بہ جبین مبارک خود پاک ساختہ نیاز خدمت شیخ جمال الدین برد و بشرف قبول
رسید معین الاولیاء حضرت سید امام الدین قاضی صفحہ ۶۶ میں ہے شیخ جمال الدین
خطیب ہانسوی قدس سرہ کہ بسلسلۂ نسب او بہ امام ابو حنیفہ میرسد و خلافت
از حضرت خواجہ فرید مسعود جامع کمالات بود خواجہ فرید بتقاضائی محبت او دوازدہ
سال در ہانسی سکونت داشتہ میفرمود جمال جمال ماست و گاہ می فرمود
جمال می خواہم کہ بگرد سرت بگردم و ہر کرا خواجہ شیخ فرید خلافت میداد
بار بفرستاد اگر او قبول میکرد درست بود و اگر او رد میکرد باز خواجہ فرید
قبول نمی فرمود علی ہذا اخبار الاخیار شیخ عبد الحق
محدث اور حدیقۃ الاولیاء ملاحظہ ہو تاریخ فرشتہ تذکرۃ الاتقیا
میں ہے سہ کس نظام نام در خدمت شیخ فرید الدین بودند یکے شیخ نظام
پسر شیخ دوئم شیخ نظام خواہر زادہ شیخ سوئم شیخ نظام الدین اولیاء
چون پسر شیخ نظام مقام ابدال داشت سجادہ ازین جہت باو نداد چون ہمشیرہ شیخ

بسیار سعی کرد کہ سجادہ نشینی بپسرم عنایت شود شیخ حرمت او نگاہ داشتہ مثال
نوشت و بخواہر زادہ گفت کہ بہ ہانسی پیش مولانا جمال الدین ہانسوی رفتہ صحیح
کن و مولانا جمال الدین آن مثال را صحیح نکرد و او برگشتہ شکایت نمود بالآخر
شیخ باز حسب الالتماس خواہر زادہ مثال دیگر نوشتہ فرستاد درین کرت مولانا جمال الدین
ہانسوی اعتراض شدہ نوشتہ را پارہ کرد و شیخ گفت کہ **پارہ کردہ جمال را شیخ**
نتوان دوخت بعد از مثال سجادہ نشینی ولایت دہلی بشیخ نظام الدین
دادہ پیش شیخ جمال الدین فرستاد وے خوشوقت شدہ این بیت در ان مثال
نوشت ؎ ہزاران درود و ہزاران سپاس ؛ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ؛
نوادر السفر میں ہے شیخ جمال الدین ہانسوی از خلفاء راشدین مخدوم شیخ فرید الدین
بود روزے خواہر زادہ خود را کہ شیخ صابر نام داشت در خدمت مخدوم درخواست
کرد کہ خلافت بمن عطا شود مخدوم خلافت دادہ بر شیخ جمال الدین فرستاد کہ اگر این
خلافت را شیخ جمال قبول کند صحیح و گرنہ خیر شیخ جمال جامہ خلافت از ایشان
باز گرفتند و گفتند کہ شما لیاقت این جامہ ندارید خواہر زادہ مخدوم باز آمد و ماجرا باز گفت
مخدوم شیخ فرید فرمود **شیخ جمال از ہر کہ جامہ خلافت بستاند فرید**
او را باز دادن نتواند و فرمود **بیت**

ناسزاے کہ خرقہ در بر کرد ؛ جامہ کعبہ را جل خر کرد

طبقات حسامی میں ہے ہرگاہ کسے بخلافت و اجازت ارشاد اختصاص
میدادند و میراے فرمودند کہ مثال خلافت در ہانسی بر مولانا جمال الدین بگزرانند
واگر ایشان بپسندد خلافت خود را مقرر داند والا برگردد و کار از سر گیرد پس شیخ جمال الدین
جمعے را مسلم میداشتند و جمعے را باز میگردانیدند وقتیکہ مثال کسے را پارہ می کرد چون این
خبر بحضرت شیخ فرید الدین رسید فرمود **پارہ کردہ جمال را نتوانم دوخت**
سیر المتاخرین اور **آئین اکبری** اور **چار گلشن** اور **ہفت اقلیم وغیرہ**
کتب تواریخ میں بتغیر الفاظ و بمضمون واحد اسطرح موجود ہے چون شیخ جمال الدین ہانسوی

از نژاد ابو حنیفہ کوفیست بخطاب و عنوی پیر واختے دست ارادت باز داشتند از شیخ فرید گنج شکر ارادت بر گرفت و بلند پایہ شد ہر کرا شیخ (بابا صاحب) خلافت دادی نزد وے (قطب صاحب) فرستادے از پذیرفتن شیخ بر زبان راندے پارہ کردن جمال را فرید نتواند دوخت۔ رسالہ چشتیہ فردوسیہ کی یہ عبارت ہے چون خلافت نامہ دہلی باسم حضرت سلطان المشائخ مرقوم شد الیشان را نیز فرمان شد کہ بر شیخ جمال الدین ہانسوی بنمائی آن حضرت بخوف تمام در رسیدند مخدوم شیخ جمال بنور باطن معلوم کردہ استقبال نمودہ تسلی فرمودند و گویند کہ آنحضرت بطریق ہدیہ جیب کلوخ برائے استنجا آوردہ بود آنرا مخدوم جمال پوشیدہ بخادم سپرد کہ این را در قرص خواہی نہاد و بعد از قواعد ضیافت و مہمانداری بجا آوردہ مبارک باد مثال دہلی گفتہ بیکدیگر وداع کردند و این بیت بر خواند بیت

ہزاران درود و ہزاران سپاس کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس

ان عبارات کتب مستندہ علاوہ اس امر کے ایک اور بات ثابت ہوئی کہ یہ بیت باختلاف الفاظ و مضمون واحد قطب صاحب نے سلطانجی کے ہی خلافت نامہ پر لکھی یا پڑھی اور کسی خلیفہ کی نسبت یہ بیت نہ لکھی نہ پڑھی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہی گوہر یعنی قطب صاحب کا مقصد ہے جو بوسیلہ سلطانجی بصیغہ امانت قطب ثالث کو حاصل ہوا

قولہ فرض کرو کہ خلیل الرحمن صاحب کو باوجود پیر طریقت ہونے کے تفویض خلافت نا طریقت کا علم ہیں کہ وہ یا امام حق تفویض کیا جاتا ہے اس قدر ضروری جانتے ہوں گے کہ حاکم بالادست کی تصدیق محکوم ہیں کیا کرتے ہیں ہیں معلوم تصدیق خلافت نامہ خلیل الرحمن صاحب کی قلم سے کس حالت میں نکلا ہے اگر خلیل الرحمن صاحب کی اوپر منت خود غرضی غالب نہ ہوتی تو وہ بیشک سمجھ جاتے کہ فرمان شیخ کی جو حقیقۃ فرمان حق تھا حضرت قطب جمال ہانسوی کیونکر تصدیق کر سکتے تھے۔

اقول سوائے ان الفاظ کے جو آپ بار بار ہیر پھیر کر لکھتے ہیں آپکے پاس خاک بھی ہیں ہے اس کا جواب گزشتہ جمال ہیں اور اخبارات میں کئی بار ہو چکا ہے اور میں کچھ سوال دوم میں بھی

اسی کتاب میں لکھ چکا ہوں کہ آپ اسکو یاد رکھیں سو وہ عبارت آپکی آپ کی جواب میں کافی ہے۔ کیونکہ منصب خلافت کی انجام وہی کے واسطہ جس کا تعلق اور تعلم الہام الٰہی سے ہوتا ہے کامل العقل کا ہونا شرط لازمی ہے آپ اس عبارت کو یاد رکھیں اور خوب سوچیں کہ منصب خلافت اور جسکا تعلق اور تعلم الہام الٰہی سے ہوتا ہے کیا معنی رکھتا ہے اور عدالت بالا کو عدالت ماتحت کی تحت میں نہیں ہوتی لیکن عدالت ماتحت کی احکام میں دست اندازی نہیں ہوسکتی ہاں عدالت ماتحت کا اپیل عدالت بالا میں ہوسکتا ہے اس وقت عدالت بالا کو رد و قبول اور سماعت اور عدم سماعت کا اختیار ہے حضرت من رائے عدالت ماتحت ہی بحال رہی در دیدہ جمال را فزید نقوا نددو حسنت شاہد ہے۔

قولہ ایسے بندۂ خدا حیب تم جو کرشمۂ جمال کے صفا میں یوں لکھتے ہو کہ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ حضرت قطب جمال الدین صاحب سے دست بدست بیعت ظاہری کا کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا پھر تم نے جمالی شاخ کی غرض سے کوششیں لاحاصل کیوں کیں۔

اقول سوال دیگر جواب دیگر یہ اعتراض تو آپ جب کرتے جو ہم اجرائے سلسلہ دست بیعت بیعت ظاہری کے مدعی ہوتے مگر جیسا ہم نے سلسلۂ اویسیہ کا ثبوت کامل پیش کیا ہے اسطرح آپ بھی اپنے سلسلہ کا ثبوت پیش کیا ہوتا۔ مخدوم صاحب کا ایک مختص مرید کو خلیفہ لکھو جا نشین لکھو تمام عمر میں نصیب ہوا وہ بھی از روئے تحقیق بناوٹی نکلا سیرالاقطاب صابری کی صـ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ شمس الدین ترک بابا صاحب کے خلفائے اعظم سے تھے پھر مخدوم صاحب کے مرید ہوگئے۔ کیا خوب ہو کہ آپ اپنے قول کے پابند ہیں جو اسی رسالہ قول فیصل کے صـ۴۸ پر جسکا یہ جواب ہے موجود ہے کہ خلافت طریقت میں دو پیر طریقت جمع نہیں ہوسکتے اور کوئی پیر طریقت کسی پیر طریقت کے مرید طریقت کو خلافت نہیں دے سکتا ہے اور صـ۵۱ سطر ۴ پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ جس پیر طریقت کے ذریعہ سے مرید واصل بحق ہوا ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا جس سے اور پیرسے بیعت کی تو اسکی بیعت باطل ہے اور وہ قابل قبول اور مردود ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ شمس الدین صاحب کو واصل بحق

حاشیہ حضرات صوابجے عموماً اور ان کے وکیل جناب دو قی خان صاحب صابری نے خصوصاً یہ اعتراض کیا ہے کہ جب کرشمۂ جمال کے صفحہ ایمہ لکھا ہے کہ حضرت قطب جمال الدین احمد سے دست بیعت ظاہر

کر کے باباصاحب نے اپنا خلیفہ کیا ہوگا تو پھر انہوں نے پھر بیعت مخدوم صاحب سے کر کے خلافت دوبارہ لی تو وہ آپکے قول بالا کے نعوذ باللہ منہا مصداق ٹہیرے اور سلسلہ کا دفتر گاؤخورد ہوا یہ جواب خلافت نامہ سے بھی بڑھکر لطیفہ ہوا۔ اور آپ فرمادین کہ یہ بیعت تبرک ہی تو آپنے اسکی نسبت بھی اپنے رسالے کے ص۶۵ پر صاف صاف فرما دیا ہی کہ خلافت تبرک باعث ازدیاد فیض ہوتی ہے نہ باعث اجرائے سلسلہ کیونکہ جس شخص کو خلافت تبرک جس خاندان کی ملی وہ اس خاندان کے سلسلہ کو جاری نہین کرسکتا۔ حضرت صوفی صاحب اونٹ تو اس کروٹ بھی نہین بیٹھتا۔ اور اگر آپ یہ فرمادین کہ شمس الدین صاحب نے حسب الارشاد باباصاحب مخدوم صاحب سے بیعت کی اور خلافت لی تو یہان ہمارا ہی مقصد حاصل ہوا اور آپ کا مطلب فوت ہوا بلکہ ایک الزام آپ پر ہوا وہ یہ ہے کہ آپ ص۷۳ پر لکھتے ہین کہ کیا باباصاحب بعض ایسے ناقص مریدونکو بھی خلافت دیدیتے تھے جو وہ تعلیم اور تلقین اور تربیت اور منظوری خلافت حضرت قطب جمال صاحب کے پاس روانہ کئے جاتے تھے کیونکہ ناقص مریدونکو خلافت دینا مشائخ عظام کا کام نہین ہے اور جو ناقص مریدونکو خلافت دیتا ہے وہ قطاع الطریق ہوتا ہے۔ اب کہیئے باباصاحب کو آپنے قطاع الطریق بنایا یا نہین۔ ایک بات آپکو اور یاد دلاتا ہون شاید آپ اسی سے رجوع کرین آپ نے ص۷۳ پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ بعد ملنے خلافت طریقت کی کسی تعلیم اور

بقیہ حاشیہ بیعت ظاہری کا کوئی سلسلہ جاری نہین ہوا تو پھر **جمالیہ سلسلہ** کیونکر تسلیم کیا جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ ہم اب بھی قبول کرتے ہین کہ دست بدست بیعت ظاہری کا سلسلہ حضرت قطب صاحب سے جاری نہین ہوا ہے کیونکہ سلسلہ دست بدست بیعت ظاہری کا اور ہوتا ہے اور سلسلہ دست بدست خلافت ظاہری کا اور ہوتا ہے **سلسلہ دست بدست بیعت ظاہری اسکو کہتے ہین** کہ پیر کے ہاتھ پر مرید نے پیر کی زندگی مین بیعت کی اور پیر نے بعد بیعت تربیت کر کے اپنی زندگی ہی مین اسکو خلافت دیدی اور اسی طرح سے کم سے کم تین پشت تک بعد دیگرے سلسلہ جاری ہوا ہو ایسا سلسلہ البتہ قطب صاحب سے جاری نہین ہوا وجہ اسکی ظاہری تو یہی ہوئی کہ قطب صاحب کا انتقال باباصاحب کی زندگی مین ہوا اور قطب صاحب نے موافق قاعدہ معروفہ اس زمانہ کے بوجہ ادب پیر کے سر ہوتے بیعت ظاہری دست بدست کسی کو خلافت نہین دی چنانچہ اسکی تفصیل متعدد مقامات پر بیان ہو چکی ہے اور وجہ حقیقی یہ ہوئی کہ قلم ازل یون چل چکا تھا + کہ **سلسلہ دست بدست**

[illegible]

تربیت کی ضرورت نہیں رہتی اور جو کوئی خلیفہ بعد خلافت کے لائق تربیت اور تعلیم کے رہتا ہے تو اس کے شیخ پر ایک بدنما اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اور بابا صاحب کے کمال پر اجماع ہے اس لئے ان سے ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ نامکمل مرید کو خلافت دیویں۔ جناب صوفی صاحب ہر دو صورت میں آپ کے لئے مشکل ہے اگر کہو کہ حضرت شمس الدین بابا صاحب کے نہ مرید ہیں نہ خلیفہ ہیں تو سلسلہ صابری نرہا اور سیر الاقطاب کا مصنف کاذب قرار پایا اور آپ سوائے سیر الاقطاب کے اور کسی کتاب سے حضرت شمس الدین کا حال ثابت نہ کرسکیں گے اور اگر بیعت و خلافت مکرر تسلیم کی جائے تو بوجہ نا جائز ہونے کے سلسلہ گیا ایسے امور پر نظر کرنے سے ہنسی آتی ہے کہ جو فعل حضرات صوابر کے ہاں پایا جاوے تو وہ جائز سمجھا جاوے خواہ وہ کیسا ہی بے ثبوت اور لغو ہو۔ اور جو فعل سلسلہ عالیہ جمالیہ میں مدلل و مضبوط پایا جاوے نا جائز مانا جاوے اور قطب صاحب کی توصرف تربیت اور تلقین اور منظوری و غیر منظوری خلافت پر عیب ہو اور نکتہ چینی کی جاوے اور مخدوم صاحب نے جو کھلم کھلا بابا صاحب کے خلیفہ کو اپنا مرید بنا لیا اور گیارہ برس تک متواتر تعلیم و تربیت کرکے خلیفہ کر لیا تو جب بھی عیب نہ ہوا۔ اور بقول صاحب سیر الاقطاب جو وہ خلافت کہ حضرت بابا صاحب نے شمس الدین صاحب کو مخدوم صاحب کے پاس تعلیم و تربیت

بقیہ حاشیہ خلافت جمالیہ کا ابد الآباد تک جاری رہیگا اسطریق سے کہ جسکی تفصیل اب بیان ہوتی ہے۔ **اور سلسلہ خلافت دست بدست اسکو کہتے ہیں** کہ مرید پیر کی خدمت میں ظاہر احاضر ہو کر دست بدست بیعت نہ ہو مگر پیر یا تو کسی شخص لائق اور معتبر کی وساطت اور امانت سے اپنی خلافت مرید کو پہنچاوے یا علی العموم خلق کو مطلع کردے کہ میری نعمت اور خلافت فلاں شخص کو پہنچیگی اور بموجب اس کے پہنچ جاوے یا بلا وساطت اور بلا اطلاع محض افاضۂ روحی کے ذریعہ سے کسی شخص کو جو کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو اپنی نعمت اور خلافت عطا کردے **پہلی صورت کی مثال یہ ہے** کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی باوجودیکہ ظاہری بیعت حضور اقدس و اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر نہیں ہوئی مگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوساطت حضرت عمر و علی رض خلافت و نعمت حضرت اویس قرنی کو عنایت فرمائی **دوسری صورت کی مثال یہ ہے** کہ حضرت بایزید بسطامی رح نے برواسطے سو برس اور بقولے تیس[؟] برس

اور تلقین کے واسطہ روانہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا صاحب سے پوری تعلیم نہ ہو سکی تو مخدوم صاحب نے کی تو گویا مخدوم صاحب کا پایہ بلند تھا۔ اور سنو جناب فضل حق صاحب سجادہ نشین مخدوم جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مطبوعہ مطبع اعظم جونپوری ۴ر جولائی ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ بابا صاحب مخدوم صاحب کو خدا سمجھتے تھے اور بابا صاحب کو مخدوم صاحب کی مرتبہ شیخوخت دیا ہے۔ اور حمید الدین صاحب صابری دہلوی نے تذکرہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ بابا ان پر تک مخدوم صاحب شاخ درخت کو پکڑے کھڑے ہوئے ہیں تو بابا صاحب نے مجمع مریدین میں فرمایا کہ جو کوئی میرے مخدوم کو بٹھا دے جو مانگے سو انعام پاوے حضرت شمس الدین ترک کا یہ پہنچے اور مخدوم صاحب کی پس پشت گانے لگے تو وہ بیٹھ گئے بابا صاحب سے انعام طلب کیا تو فرمایا کہ اس انعام میں مخدوم صاحب ہی کو دیا۔ اب میں عرض کرتا ہوں کیا بابا صاحب مخدوم جی کے بٹھلانے میں مجبور ہو گئے تھے کیا مخدوم جی بابا صاحب سے مرتبہ میں زیادہ تھے یا نافرمان تھے جو وہ کسی طرح بیٹھ ہی نہ سکتے تھے جس کہ **استہار انعامی** دیا گیا اور اشتہار انعامی بحالت مجبوری دیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت شمس الدین نے جو اپنے گانے کے تصرف سے بٹھا دیا تو مخدوم صاحب سے تصرف کا لیہ میں اعلی درجہ کے تھے اس کے بعد یہ بات قابل غور ہے سب بڑا اک **لطیفہ** ہے کہ شمس الدین صاحب رح کا

لطیفہ

بقیہ حاشیہ پہلے اپنے معصرون کو مطلع کر دیا تھا کہ خرقان میں ایک شخص پیدا ہوگا اسکو میری نعمت اور خلافت ملیگی اور بموجب اسی کے خواجہ ابو الحسن خرقان میں پیدا ہوئے اور ان سے نعمت ولایت پائی وذلک ...

تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کر گئی سو برس بعد حضرت خواجہ ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معین الدین چشتی سے خلافت و نعمت پائی ان تینوں صورتوں میں پہلی صورت کی طریقہ پر جو بڑی قوی اور مستند ہو حضرت قطب جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعمت و خلافت حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کو اپنے پوتے حضرت قطب ثالث قطب الدین منور کے واسطہ اپنے دست خاص سے دی اور حضرت سلطان جی نے اپنے خاص دست مبارک سے وہ نعمت و خلافت حضرت قطب الدین منور کو عنایت فرمائی۔ کرشمہ جمال کے ایک فقرہ کو لیکر معترض نے اعتراض کر دیا یہ نہ دیکھا کہ اس فقرہ کے آگے کیا لکھا ہے ہم نے جو تفصیل اب بیان کی ہے کرشمہ جمال میں لکھی ہوئی ہے اگر انصاف مد نظر ہوتا تو کرشمہ جمال کی پوری عبارت کو دیکھ لیتے اور اعتراض نہ کرتے اور اگر معترضین کی نزدیک دست بدست ظاہری کا سلسلہ ہونا چاہیے ہی

مضمون حاشیہ صفحہ ۴۳

سطر ۱۴

حضرت بابا صاحب شیخ فریدؔ الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فوائدؔ السالکین میں جو دہلی پنجاب لاہور میں طبع ہوئی ہے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھی ہے اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک حضرت خواجہ قطب الدین کے مرید ہیں اور خلیفہ ہیں اور حضرت سلطان المشائخ نے راحت القلوب میں اور حضرت حسن علی سنجری نے فوائد الفواد میں لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کے مرید اور خلیفہ ہیں اور سیر الاقطاب کے صفحہ ۱۶۵ - ۱۶۶ - پر یہی ہے اب کوئی صابر صاحب کہہ سکتے ہیں یا دعوی کر سکتے ہیں کہ حضرت شمس الدین مخدوم صاحب کے خلیفہ ہیں - صاحب سیر الاقطاب کا عجیب حال ہے کہ صفحہ ۱۶۵ پر شمس الدین ترک کو حضرت بابا صاحب کا پیر بھائی قرار دیتا ہے اور صفحہ ۱۷۰ پر خلیفہ بیان کرتا ہوا صفحہ ۱۸۰ پر دونو اکابر سے محروم کرکے مخدوم صاحب کا خلیفہ لکھتا ہے دروغگو را حافظہ نباشد ناظرین اس ایک روایت سے اور روایات کا اندازہ کر سکتے ہیں - منہ

حضرت مخدوم جی پر غالب رہا اور مخدوم صاحب مغلوب ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور اسپر لطف یہ کہ شمس الدین حضرت
ہی الٹے مخدوم صاحب کے مرید ہوں اور مرید کو پیر پرست تمام میں بلواسطہ ہیں حضرت شمس الدین
ترک قدس اللہ سرہ العزیز کی کیفیت لکھتا ہوں کہ یہ حضرت نہ بابا صاحب کے مرید
ہیں اور نہ مخدوم صاحب کے کسی قسم کی مریدی سے واسطہ رکھتے ہیں بلکہ مخدوم صاحب کو اتفاقی ثابت
نہیں ہے مصنف سیر الاقطاب نے جیسا کہ وہ سلسلۂ صابری فرضی اور خیالی بنا لیا ہے ایسا
ہی انکا خلیفہ بھی فرضی قرار دے لیا ہے جیسا کہ سرمنشاء سلسلۂ صابریہ کا حسب
نسب وغیرہ کا مطلق پتا نہیں ہے ایسا ہی ان کے خلیفہ صاحب کا بھی
نشان کہیں نہیں ہے ہاں اک بزرگ حضرت شمس الدین مرید بابا صاحب کے خلیفہ کا نام ہے مگر ان سے
کسی کا مرید اور خلیفہ ہونا ثابت نہیں ہے اور حضرت شمس الدین ترک بقول حضرت ضیاء الدین پانی پتی
سلطان جی کے مرید ہیں حضرت شاہ فضل اللہ سہروردی کے مرید ہیں یہ مضمون کتاب ضیاء برنی کی نشان دہی
پر ہو جو ہے من شاء فلینظر الیہ اور حضرت مخدوم شمس الدین ترک عقلاً بھی سہروردی معلوم ہوتے
ہیں وجہ یہ کہ ان کے مزار پر راگ نہیں ہوتا اور علاوہ مزار کے قریب مزار بھی سماع کا نام نہیں ہے یہ مقام
غور ہے کہ مرشد کا انتقال حالت سماع میں ہوا اور مرید کو اس سے نفرت کامل ہو یہ انکی دلیل سہروردی
ہونیکی اس لیئے ہے کہ سہروردیوں میں سماع نہیں ہوتا ورنہ اس کے کیا معنے ہیں یا تو بقول صاحب سیر الاقطاب
وہ زمانہ تھا کہ حضرت شمس الدین سنے گانے کے اثر سے مخدوم صاحب کو بٹھا دیا اور اکثر اوقات مخدوم صاحب کو
گانا سنایا یا یہ زمانہ ہوا کہ ان کے مزار پر بھی سماع کی ممانعت ہوئی بوجوہ مذکورہ حضرت شمس الدین ترک کی خلافت
مخدوم صاحب اور بابا صاحب سے کلیۃً بیعت اصلی و مطلقاً ثابت نہیں۔ جیسا بانی سلسلۂ صابریہ صاحب سیر الاقطاب
کے سوا سرمنشاء سلسلۂ صابریہ کا اور کسی نے حال نہیں لکھا ایسا ہی حضرت شمس الدین ترک کا بھی احوال کسی نے

بقیہ حاشیہ اجرائے سلسلہ کا دارومدار ہے تو جو سلسلۂ اویسیہ خواجہ اویس قرنی سے جاری ہے اور نقشبندیہ
حضرت ابوالحسن خرقانی سے جاری ہے اور چشتیہ جو خواجہ ابوالعلیٰ سے جاری ہے وغیرہ وغیرہ ان سب
انکار کرنا لازم آئیگا۔
اب اگر کوئی معترض یہ اعتراض کرے کہ سلسلہ دست بدست بیعت ظاہری پر سلسلۂ دست بدست خلافت
کو کیا فوقیت ہے جو قطب صاحب نے اسپر اسکو اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول اس طریقہ میں سوائے پیراویسیہ

قلم بند نہین کیا - اور باقی عبارت ص۳۱ سے ص۴۵ تک کا جواب ہو چکا ہے ملاحظہ فرمائین -

قولہ جمالیون کی زعم مین یہ امر جما ہوا ہے کہ قطب الدین منور کو حضرت نظام الدین اولیا نے ایک تو وہ خلافت عطا فرمائی جو انکو حضرت قطب جمال الدین ہانسوی نے کہ گوہر سپردم بگوہر شناس لکھکر امانت سپرد فرمائی تھی جس کے ذریعہ سے آج خلیل الرحمن صاحب اپنے کو جمالی کہتے ہین اور دوسری خلافت اپنی جانب سے عطا فرمائی تھی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے کو نظامی کہتے ہین -

اقول جمالیون کے زعم مین نہین بلکہ پوری پوری سند سے اور کامل وثوق سے بیشک یہی یقین پر بلکہ عین الیقین سے بڑھکر حق الیقین ہے کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون

قولہ اب مین کہتا ہون کہ اگر موافق زعم خلیل الرحمن صاحب کے حضرت محبوب الٰہی خلافت امانت کے از جانب حضرت قطب جمال ہانسوی امین تھے تو وہ خلافت امانت طریقت سمجھی جاویگی اور اس کے ذریعہ سے خلیل الرحمن صاحب خود کو جمالی کے نام سے نامزد کر سکین گے اور اس کے ذریعہ سے طالبان خدا کو بیعت طریقت مین داخل

اقول جسطرح جی چاہے سمجھے جائیے آپ کو ہمارے جمالی اور نظامی بنتے اور نہ بننے کی کیا فکر آپ کو تو اپنی صابری ہونیکی سند بالاسناد اور مخدوم صاحب کی نسبت جو ہمارے سوال مین انکا جواب ہمکو دینا چاہئے

قولہ اور جو خلافت حضرت محبوب الٰہی نے اپنے جانب سے عطا فرمائی تھی وہ خلافت تبرک

بقیہ حاشیہ کے ایک تیسرے شخص لائق فائق کی شہادت لامحالہ اور بالضرور ہو جاتی ہے کہ جس کی ذریعہ سے خلیفہ کو خلافت کا ملنا نہایت معتبر اور مستند ظاہرًا و باطنًا ہو جاتا ہے **دوم** ایسے سلسلہ مین جو شخص داخل ہوتا ہے اسکو خواہ کتنے ہی واسطون کی بعد ہو جسطرح خاص اپنے شیخ سے فیض اور تعلیم کا حصول ہوتا ہے اُسی طرح صاحب سلسلہ سے بھی تعلیم اور فیض پاتا ہے گویا ہر شخص کو ایسے سلسلہ والو نہین سے دوہری تعلیم ملتی ہے اور دوہرا فیض ملتا ہے اس لئے کہ یہ خلافت بر طریقہ خلافت الٰہی ہے یعنی اللہ جل جلالہ نے جب اپنا خلیفہ حضرت آدم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو عطائی خلافت اور تنزیل وحی مین امین بنایا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین لقب حضرت جبرئیل کا امین آیا ہے تو جتنے انبیاء حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے وہ شریعت **آدمیہ** کے بھی پابند ہے اور اللہ جلشانہ کی **وحی سے** بھی مشرف ہوتے رہے اور علی ہذا القیاس ہر نبی اولو العزم کے بعد جتنے انبیاء اس نبی کی ملت پر ہوئے وہ اُس ملت سے بھی فائدہ اُٹھاتے رہے اور منجانب اللہ بھی وحی اُنپر نازل ہوتی رہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب

نہ صاحب اجرا انکے سلسلہ تو اس صورت مین سلسلہ شمسیہ ہوا نہ سلسلہ صابریہ پھر آپ صابری کیسے کہلائے
شمسیہ کہلانی تو درست تھا بہتر اسیدہے کہ آپ اپنے قول کیطرف رجوع کرکے آیندہ کو شمسیہ کہلاینگے
اقتباس الانوار صابری مین ہے کہ حضرت ابو الحسن خرقانی کو فیض روحی بایزید بسطامی سے ہے
اور ظاہر ارادت اور خلافت حضرت شیخ ابو العباس قصاب سے اور انکو حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ طبری سے
اور انکو حضرت شیخ ابو محمد حریری سے۔ تو اب غور کا مقام ہے کہ ابو الحسن خرقانی کے دونون سلسلے اس وقت
دنیا مین جاری ہین اور **نفحات الانس** کے صفحہ ۳۲۳ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ علی لالا کو دو سو چوبیس
جگہ سے خرقہ خلافت ملا ہو اور حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت کے ملفوظات مین لکھا ہے کہ انکو ایک سو
جگہ سے خرقہ خلافت پہنچا ہے چنانچہ حضرت **نصیر الدین** چراغ دہلی سے جو خرقہ چشتیہ خلافت کا
پہنچا ہے وہ سلسلہ بھی جاری ہو اور اس سلسلہ مین حضرت شیخ درویش قاسم اودھی ہین کہ جنسے حضرت
شیخ عبد القدوس گنگوہی قطب وقت نے بیعت کی ہے اب فرمایئے کہ وہ تو دراصل قادریہ تھے اور
قادریہ مین انکو خلافت تھی اور یہ خرقہ خلافت چشتیہ کا جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے ملا تو خرقہ
تبرک ہوا تو یہ سلسلہ انکو کیون جاری ہوا اور جاری ہی کیسا جو آپکے بزرگون نے اسمین بیعت کی اور
رسالہ ایمان محمودی مین لکھا ہے کہ حضرت شاہ بدیع الدین مدار کی تکمیل ارشاد حضرت علی

بقیہ حاشیہ ثابت ہوگی اور ہم اس رسالہ مین بہت اچھی طرح سے اسکو ثابت بھی کر چکے ہین یا ہم اسوقت
ان امور سے ہم قطع نظر کرکے یہ کہتے ہین کہ اچھا امانت سنبھی یہ تو لا محالہ ماننا پڑیگا کہ قطب صاحب نے
سلطانجی کو اپنی نعمت دیکر فرمایا کہ میرے فرزندو مین سے ایک فرزند تمھارے پاس آئیگا اسکو
دیدینا اس چیز کو آپ جسطرح پر چاہین سمجھ لین جب حضرت سلطانجی نے وہی نعمت قطب سوم کو
دیدی تو ہمارا مدعا ہر طرح ثابت ہی خواہ کوئی صورت ہو کیونکہ قطب صاحب کا حضرت سلطانجی کو اپنی
نعمت دینا ثابت اور انکا یہ وصیت کرنا ثابت کہ میرے پوتے کو دیدینا اور سلطانجی کا بموجب اس
وصیت کے قطب ثالث کو دینا ثابت تو اب آپ جن لفظون کے ساتھ چاہین ان تینون باتونکو
قبول کرین ۔ اور کرشمہ جمال مین یہ جو لکھا ہے کہ بطریق اویسیت سلسلہ **جمالیہ** جاری ہے
سو اسمین اویسیت یہ ہے کہ جسطرح **اویس قرنی** کو خلافت ملی ہے اسی طریقہ پر حضرت
قطب صاحب نے حضرت قطب سوم قطب ثالث کو خلافت دی ہے ۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب

ہو گئی نہ اس کے ذریعہ سے خلیل الرحمن صاحب اپنے کو نظامی کہہ سکیں گے نہ کسی کو نظامیہ میں بیعت
کر سکیں گے اور بحالت موجود جیسا کہ خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ حضرت محبوب الٰہی امین خلافت تھے
تو وہ خلافت جو حضرت محبوب الٰہی کے پاس امانۃً تھی خلافت تبرک ہو نہیں سکتی پس اگر خلیل الرحمن
صاحب اپنے کو ملقب کر سکتے ہیں تو جمالیہ ہی سے کر سکتے ہیں باقی اپنے کو نظامی ہرگز نہیں کہہ سکتے
کیونکہ خلافت تبرک باعث ازدیاد فیض تو ضرور ہو گی مگر سبب جریان سلسلہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی
اپنے کو بذریعہ خلافت تبرک کی اس خاندان کے نام سے مشہور کر سکتا ہے جس خاندان کے شیخ سے اسکو
خلافت تبرک ملتی ہے اسکی تصریح سوال چہارم میں ہو گی۔

اقول آپ کو دوسروں سے کیا مطلب آپ تو اپنا اثبات سلسلہ کیجئے قطب صاحب کا آپ فیصلہ
کر چکے قطب کا سلسلہ آپ کی نظر میں ثابت نہیں لیکن جس سلسلہ کا آپ کو گھمنڈ ہے اور جس کے
جریان فیض اور اجرائے سلسلہ کے مدعی ہیں وہ بیان کیجئے ۔ کیا آپ بھول گئے کہ یہی صورت آپ کے
سلسلہ کی ہے جو بقول آپ کے اور آپ کے اگلے پچھلوں کے حضرت شمس الدین ترک کو اول بیعت اور
خلافت بابا صاحب سے تھی پھر مخدوم صاحب سے بیعت وخلافت حاصل کی تو جو خلافت از جانب مخدوم صاحب
ہوئی وہ خلافت تبرک ہوئی اور خلافت تبرک کو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ باعث ازدیاد فیض ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ خاتم النبیین ہوئے تو آپ کی امت میں منصب اولیاء کاملین کو عنایت ہوا صدق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثۃ الانبیاء وعلماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل **شعر** این مدعا ست در اسلام چو خورشید عیاں ہا کہ ہر دو مسیحا نفسی
می آید پس انہیں وجوہ سے حضرت قطب صاحب کو شرف دیکر خداوند پاک نے ان کے سلسلہ کو بطریق
سنت اللہ وسنت رسول اللہ جاری فرمایا یہ ہے وہ حکمت خاص جس کے بیان کا وعدہ اوپر ہم کر چکے ہیں
یہیں سے دیکھ لینی چاہئے شان اس طریقہ کی اور سمجھ لینا چاہئے **مرتبہ قطب جمال الدین احمد
ہانسوی کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ** اب اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت قطب صاحب نے جو لعنت حضرت سلطان جی کو
دی تھی وہ خاص انہیں کو دی تھی امانۃً نہیں دی تھی کیونکہ راوی اس روایت کا صاحب سیر الاولیاء ہے
اور اس نے اس روایت میں لفظ **ایثار مسلّم** کا لکھا ہے اس لفظ ایثار سے امانت ثابت نہیں ہوتی تو ہم
کہتے ہیں کہ اگرچہ ایثار کے معنے کی تحقیق کی جاوے اور دامان سخن کو دراز کیا جاوے تو ثبوت مدلل طور پر امانت ہی

مرتضیٰ سے ہوئی اور ارادت و بیعت ظاہرا حضرت بایزید بسطامی سے اور ان سے دونوں سلسلے جاری ہیں اور نفحات کے صفحہ ۳۴۱ پر لکھا ہے کہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مرید شیخ مجد الدین بغدادی کے اویسیہ طریقہ میں ہیں اور حضرت مولانا روم نے لکھا ہے کہ نور منصور نے بعد ڈیڑھ سو سال کے فرید الدین کی روح میں تجلی کی ہے۔ آپ کو طریق اویسیت معلوم نہیں ہے کہ کسقدر ہیں اور کیا کیا صورتیں — وقت کی مناسب ظاہر ہوتی ہیں کتب سیر اور تصوف کو ملاحظہ فرمائیں تو حقیقت معلوم ہو حتیٰ ہٰذا قدر اللہ تعالیٰ کیف یشاء اور یہ جسقدر اولیاء اللہ کا حال اوپر آچکا ہے انکی تحریر خلافت نامہ اور خلافت اور امانت کا مطلق ذکر نہیں ہے جیسا کہ سوال چہارم کے جواب میں آپ نے درباره خلافت اویسیت کی شرط خلافت نامہ اور لفظ امانت قائم کی ہے اور خلافت تبرک تحریر سلسلہ نہیں مانا ہے جناب من وہاں خلافت نامہ کا ذکر تو درکنار لفظ خلافت بھی نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ فیض روحی فلاں سے فلاں کو ہوا اور انہوں نے اسی فیض روحی کے ذریعہ سے سلسلہ رشد اور ہدایت کا جاری کیا چنانچہ آپکے خاندان کا مسلم مسئلہ ہے اور اقتباس میں موجود ہے کہ حضرت ابوالقاسم گرگانی کو فیض روحانیت ابوالحسن خرقانی سے اور انکو حضرت قاسم بن محمد بن عبداللہ بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت سلمان فارسی سے اور انکو حضرت ابوبکر صدیق تو

بقیہ حاشیہ قطب صاحب کی خلافت اور نعمت حضرت سلطانجی کو دینا تھا تو کیا وہ کافی تھا جو انکو آپ مرید کرکے اپنی خلافت و نعمت سے مشرف کرکے پھر انکو ان کے دادا کی خلافت اور نعمت سے مشرف فرمایا اس کا **جواب** یہ ہے کہ اگر قطب صاحب ہی نعمت سلطانجی کو دیدیتے اور یہ وصیت کر دیتے کہ تم یہ نعمت میرے پوتے کو دیدینا تو اس صورت میں سلطانجی اس امر کے مجاز نہ ہوتے کہ انکو قبل خلافت کے اپنا مرید کرنے کیونکہ نعمت جسکو دل چاہے دیدو خواہ وہ مرید ہو یا نہ ہو اور خلافت بدون مرید کئے دی نہیں جاتی خواہ وہ اپنا ہو یا کسی اور کا مرید ہو کیونکہ خلافت کا امر اول اجازت بیعت ہے اور اجازت بیعت اسکو دیجاتی ہے جو مرید ہو کر خلیفہ ہوا ہو چونکہ قطب صاحب نے صرف نعمت ہی نہیں دی بلکہ اس نعمت کے ساتھ خلافت بھی تھی تو بدون مرید کئے حضرت سلطانجی خلافت کیسے دیدیتے اور خود قطب صاحب نے بھی وصیت میں فرما دیا تھا کہ میرا پوتا تمہاری بیعت قبول کریگا سو بموجب وصیت جب خود حضرت قطب الدین نے درخواست بیعت کی اور بعد بیعت کے سلطانجی نے انکو ان کے دادا

اکبر سے پس اگر آپ کی شرط تحریر خلافت نامہ سلام رکھی جاوے تو یہ تمام دفتر سلاسل اکابر کا درہم برہم ہو جاوے منظر اختصار چند امثال پیش کی گئی ہیں ورنہ مصرعہ صد ہزاران اینچنین اشباہ ہیں جد اگانہ کامل رسالہ طیار ہو جاوے۔

قولہ اب میں اول اسی دلیل کو جانچ کرتا ہوں جو خلیل الرحمن صاحب نے اسی مضمون میں اپنی جمالی ہونیکی قائم کی ہے اگر خلیل الرحمن صاحب کی دلیل قوی اور مستحکم ہے تو میں انکو آواز بلند جمالی کہونگا چشم ما روشن دل ما شاد اور جو انکی دلیل ہی خیالی ثابت ہو تو جمالی با یوجہ نہیں ہوسکتے کہ جس دعوے کے زعم پر اپنے کو جمالی کہتے ہیں وہ دعوی ہی بے دلیل ہو جاویگا۔

اقول سنیے ہی جانچ پڑتال کی تو صابری سلسلہ کی کچھ حقیقت نہ پائی اور کہیں نشان نہ ملا کیونکہ جس دلیل سے آپ اپنے آپ کو صابری کہتے ہیں وہ دعوی ہی بیدلیل ہے اول تو مخدوم صاحب ہی کے وجود میں کلام ہے اور جو کچھ وجود بقول صابریان مانا بھی جاوے تو انکی خلافت میں تو مطلق کلام ہے جس سے سلسلہ ظاہری اور باطنی دونو مفقود ہیں۔

قولہ اور نظامی اس سبب سے نہیں ہو سکتے کہ وہ خود مقر ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی امین خلافت تھے اور بحالت ہونے امین خلافت کے خلافت مشائخ عظام کی اپنی جانب سے خلافت طریقت دے نہیں سکتے تھے تو پھر خلیل الرحمن صاحب کیونکر نظامی مشہور ہو سکتے ہیں گو میرے اور تمام دنیا کے نزدیک قطب الدین منور نظامی تھے اور جسقدر ان کے نام لیوا گذرے ہیں انکو بھی نظامی ہی کہا گیا ہے مگر اب خلیل الرحمن صاحب کی تحقیقات نے نیا رنگ دکھایا ہے جسکی وجہ سے وہ جمالی ہیں تو معلوم ہوتے ہیں نہ نظامی۔

بقیہ حاشیہ کی خلافت عطا فرمائی اور قطب صاحب نے اس ترتیب سے وصیت فرمائی تھی کہ فرزند سوا از فرزندان من بہتر خواہد بوست ازین نعمتہای دینی و دنیاوی کہ ہمراہ شما شدہ است از وی دریغ مدارید چنانچہ اسی ترتیب سے حضرت قطب الدین منور نے خلافت پائی یعنی اول بیعت سلطانجی سے کی اس کے بعد سلطانجی نے وہ نعمت و خلافت انکو دی اور امین اس بیعت اور عطاے نعمت و خلافت کے حضرت سلطانجی نے اپنی خلافت سے ہی مشرف فرمایا تھا اُس سے یہ غرض تھی کہ میری نعمت تو دوگے مگر تم بھی دریغ مت کرنا اپنے باپ سے ہی دینا پس حضرت سلطانجی نے اول اپنی طرف سے خلافت دیکر پھر انکی دادا کی نعمت و خلافت عطا فرمائی یعنی قطب صاحب کی وصیت پوری کردی۔ علاوہ ازینکہ یہ

اقول حضرت صوفی صاحب آپنے کچھ تو خیال فرمالیا ہوتا ہم اگر بقول آپکے جمالی نہ تھے نظامی رہے
اور جو نظامی نہ تھے تو جمالی رہے لیکن **آپنے بھی کہیں جھونپڑا باندھا ہے** آپکو میں
اپنے دعوے کے اثبات میں اور آپ کی دلیل وضعی کے جواب میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
کی وہ حکایت یاد دلاتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خرقہ حضرت عمر فاروق اور حضرت
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کی وساطت سے حضرت **اویس** کے پاس قرن میں روانہ کیا تھا کامل طور سے یہ
روایت مدلل رسالہ **کرشمہ جمال** میں لکھی ہے حضرت اویس کے سلسلہ کیصورت اور قطب صاحب کے
سلسلہ کیصورت ایک ہے جب دو متعدے ہمشکل ہوتے ہیں تو فیصلہ بھی ایک ہوتا ہے۔

قولہ دوسری دلیل اپنے جمالی ہونیکی کرشمہ جمال کے صفحہ یکم پر خلیل الرحمن صاحب نے یہ لکھی ہے
کہ حضرت قطب الدین منور کو بطریق اویسیت بوساطت حضرت محبوب الٰہی کے حضرت قطب جمال الدین
ہانسوی کی خلافت اور نعمت پہنچی ہے یہ دلیل دلیل اول سے بھی زیادہ ذلیل ہے کیونکہ خلافت
اویسی اور نعمت اویسی میں وساطت کیسی خلافت اویسی بلا واسطہ غیرے حاصل ہوا کرتی ہے

اقول حضرت اویس قرنی کہ جنسے طریقہ اویسیہ کی بنیاد ہے انہیں کو بوساطت عمر و علی رضی اللہ عنہما
خلافت پہنچی ہے اور خود انمخدوم نے بھی سوال چہارم کے جواب میں خلافت وساطت کو ثابت کیا ہے +
اور کتاب **نفحات الانس** کا صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲ کو ملاحظہ فرماویں کہ حضرت شیخ رضی الدین علی لالا کو بوساطت
حضرت ابو رضا رتن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ایک کنگھا پہنچا اور وہ بدولت اس نعمت کے صاحب
مجاز ہوئے اور ان کے اس سلسلہ میں حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی ہوئے ہاں فیض روحی جسکو

+ [illegible]

بقیہ حاشیہ بات یہی ہے کہ جب کسی کام کے قابل کوئی کسی کو کر لیتا ہے تو اسوقت اس سے وہ کام لیتا
ہے تو حضرت سلطان جی نے قطب سوم کو اپنی خلافت عطا فرمائی اس خلافت کی برکت سے وہ ظرف
جب زیادہ قوی ہو گیا تو قطب صاحب کی نعمت اور خلافت عطا فرمائی کیونکہ وہ نعمت بڑی عظیم
الشان تھی یک لخت اس نعمت کا تحمل نہ ہوتا پس قطب سوم کو دو خلافتیں ملیں ایک خلافت نظامی
اور ایک خلافت جمالی اسلئے ہم **نظامیہ بھی ہیں اور جمالیہ بھی ہیں**۔ اور صاحب سیر الاولیا
نے درباره خلافت حضرت قطب سوم کے یہ لکھا ہے کہ سلطان المشائخ خلعت خلافت خود میپوشید کہ آمدہ است
شیخ قطب الدین را فرمود اس قول سے کئی طرح صاف ثابت ہو گیا کہ سلطان المشائخ نے قطب سوم کو

ہوتا ہے تو وہ بلا وساطت بھی بعض کو ہوا ہے اور بعض کو وساطت سے مگر خلافت اویسیت بلا واسطہ کسی کو نہیں ہوئی جسکی تفصیل ہم سوال سوم میں کر چکے ہیں ترجمہ قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب کا یہ قول لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبد الرحیم کو چند سال پیدا ہونے سے پہلے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے بیعت اور خلافت دیچکے تھے اسمین تحریر خلافت اور امامت کا ذکر کہاں ہے اور بلا واسطہ کوئی شے نہیں ہوتی دیکھو مرشد کو واسطہ صغریٰ کہتے ہیں اور رسول کو واسطہ کبریٰ اور بلا واسطہ وحی کا نزول ہوا اور نہ بیواسطہ نبی ہدایت خلق ہوئی خلافت اویسیہ بیواسطہ کیسے ہو سکتی ہے باقی مضمون کی تفصیل ہو چکی ہے اور ہو گی۔

بقیہ حاشیہ اپنی خلافت بھی دی اور قطب صاحب کی خلافت بھی دی اول تو لفظ (خود) یہ بتا رہا ہے کہ یہ جو تصریح و تخصیص خلافت نظامیہ کی گئی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ سوائے خلافت نظامیہ کے اور بھی خلافت حضرت قطب الدین منور قطب سوم کو ملی ہے کیونکہ اگر یہ اشارہ یہاں منظور نہ ہوتا تو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی اور حضرت قطب الدین منور قطب سوم کو وقت واحد مین خلافت ملی ہے جسطرح یہاں خود کا لفظ لکھا گیا ہے حضرت چراغ دہلی کی خلافت مین بھی لکھا جاتا حالانکہ وہاں لفظ خود نہیں لکھا ہے اور وہ دوسری خلافت حضرت قطب صاحب ہی کی جیسا کہ صاحب سیر الاولیاء نے روایت آئندہ مین اسکی صراحت کی ہے تا بیائیہ عطف کہ (وصیتی کہ آمدہ است) صاف صاف کہہ رہا ہے کہ جو وصیت کسی نے سلطان جی کو کی تھی وہ حضرت سلطان جی نے ادا فرمائی اور صاف ظاہر ہے کہ سلطان جی کو بابا صاحب کی پہنچی یا قطب صاحب کی سوا بابا صاحب کی وصیت تو وہ ہی تھی جو خلافت کے تحت مین آگئی اس لئے وصیت وہ نعمت الٰہی ہے جو سینہ بسینہ اولیاء اللہ مین چلی آتی ہے پس بابا صاحب کی جو نعمت سلطان جی کو دی تھی تو وہ سلطان جی کی ہو گئی تھی جب خلافت نظامیہ ملی وہ مل گئی اب یہ وصیت وہ ہی رہی جو قطب صاحب نے سلطان جی کو کی تھی یعنی وہ ہی نعمت و خلافت **جمالیہ** ثالثاً لفظ آمدہ است پوری پوری دلالت کرتا ہے پیشتر پر کہ وصیت ورائے وصیت شیخ کسی اور کی وصیت ہے اس لئے کہ اگر بابا صاحب ہی کی وصیت ہوتی تو چونکہ وہ تو بعد عطائے بابا صاحب ملک سلطان جی کی ہو چکی تھی اس کے لئے آمدہ است نہ لکھا جاتا کہ او وصیتی کہ آمدہ است) جیسا کہ حضرت حسام الدین ملتانی کی خلافت کی بابت میں لکھا ہے کہ (خلافت وے نگاہ باشد) تو ثابت ہوا کہ یہ وصیت بابا صاحب کی علاوہ کسی اور کی ہے سوائے بابا صاحب کے اور وصیت جو سلطان جی کو

قولہ تیسری دلیل اپنی جمالیت کی استحکام کی یہ لکھی ہے کہ جب حضرت قطب الدین منور کو حضرت سلطان المشائخ مرید کرکے خلافت سے مشرف فرما چکے تو یوں فرمایا کہ ای قطب الدین منور جب مین تصدیق خلافت کے لئے شیخ جمال الدین ہمارے دادا کے پاس پہنچا تو انہون نے مجھے بہت کچھ تربیت فرمانیکے بعد یون فرمایا کہ ای نظام الدین میرے شیخ نے جب مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب عوارف اور خلافت کی لوازم اور بہت کچھ فوائد اور بیشمار نعمت بھی عطا کی تھی اب مین وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور وہ لوازم جو ان کے ہون اس امید پر تمہارے سپرد کرتا ہون کہ ایک میرے فرزندونمین سے تمہارے پاس آویگا اسکو دیدینا اور دریغ نہ کرنا آج وہ امانت مین تمہارے پاس سپرد کرتا ہون اس روایت سے ثابت ہوگیا کہ حضرت قطب جمال صاحب نے جو نعمت کہ بابا صاحب سے پائی تھی وہ حضرت سلطان المشائخ کو امانتاً سپرد کردی تھی اور حضرت سلطان المشائخ نے وہ نعمت حضرت قطب صاحب کی پوتے قطب الدین منور کو پہنچا دی۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ بہت بڑی دلیل جمالیون نے اپنی جمالیت کی صداقت کیواسطے سمجھ کر لکھی ہے اور ان فقرون اور الفاظ کو عوام کے سامنے پیش کی ہے کہ خواہی نخواہی یقین ہی آجاوے کہ بیشک سلسلہ جمالیہ بطریق خلافت امانت کے جاری چلا آتا ہے مگر جن لوگون کو اللہ صاحب نے بینائی عطا فرمائی ہے اور جنکی آنکھ شریعت اور طریقت کی اصولون پر ہے وہ اس زٹل قافیہ کے لفظ لفظ اور فقرہ فقرہ سے سمجھ گئے ہون گے کہ جمالیون نے باوجود بیطریقت اور ذی علم ہونیکے خیالی گھوڑے دوڑائے ہین۔ اب مین اس خیالی پلاؤ کو بالیقین خیالی کر دکھاتا ہون کہ اول جمالیون کے فقرہ لکھونگا اس کے بعد اصل روایت کے فقرہ لکھونگا جن کے یہ سمجھی جمالیون نے لکھی ہین اس کے بعد اپنی رائے لکھونگا تاکہ ناظرین کو بروقت ملاحظہ لطف تو حاصل ہو

بقیہ حاشیہ پہنچی ہے وہ حضرت قطب صاحب کی ہی ہے کہ جو سلطانجی کا ملفوظ جو صاحب سیرالاولیا نے نقل کیا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ قطب صاحب نے بہت کچھ تربیت پیری کرکے کتاب عوارف اور بیشمار نعمت دی اور کہا کہ میرے پوتے کو دیدینا پس یہ وصیت یعنی نعمت و خلافت قطب صاحب ہی کی قرار پائی اور ان سب باتون کے علاوہ اجرائے سلسلہ **جمالیہ** کی بابت ہم ایک ایسی دلیل قوی پیش کرتے ہین کہ جس مین مجال انکار ہی کسی کو نہین وہ یہ ہے صاحب سیرالاولیا نے اسی بیت مین جسکی روسے **خلافت جمالی** حضرت قطب الدین منور قطب ثالث کو ملنا ثابت ہو جہان یہ ذکر کیا ہے کہ کتاب **عوارف** حضرت قطب صاحب نے حضرت سلطان المشائخ کو دی اور حضرت سلطان المشائخ

اے ناظرین یہ روایت جسکو بیعنی کرشمۂ جمال کے صفحہ ۱ پر لکھی گئی ہے سیر الاولیاء کی باب چہارم کی نکتہ اٹھویں میں لکھی ہے **قولہ** سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ قطب الدین منور کو حضرت سلطان المشائخ مرید اپنے کے خلافت کر مشرف فرما چکے تو یون فرمایا کہ اے قطب الدین منور جب میں تصدیق خلافت کے لئے شیخ جمال الدین ہانسوی کے پاس خدمت میں پہنچا ۲ **قول** روایت میں تو صرف اس قدر ہے کہ از ثقات منقول است چون شیخ قطب الدین منور ۔۔۔ شد اصل عبارت میں لفظ تصدیق خلافت جسکو میں ہر موقع پر محرف و مبدل کہتا چلا آیا ہون ہرگز نہیں ہے جیسے اول میں لفظ تصدیق خلافت خود غرضی کی غرض سے بڑھا دیا تھا ویسا ہی اس روایت میں زیادہ کر دیا ہے

قولہ تو انہون نے یعنی حضرت قطب جمال الدین ہانسوی نے مجھے بہت کچھ تربیت فرمانے کے بعد یون فرمایا کہ نظام الدین میرے شیخ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی تھی تو کتاب عوارف اور خلافت کی لوازم اور بہت کچھ فوائد بیشمار بھی عطا کی تھی اب میں وہ نعمت اور وہ کتاب اور وہ فوائد اور لوازم جون سکے تون اس امید پر تمہاری سپرد کرتا ہون کہ ایک فرزند میرے فرزندون میں سے تمہارے پاس آئیگا تم اسکو دیدینا اور دریغ نہ کرنا - **اقول** اس عبارت کے معنی میں خلافت کی لوازم اور بہت کچھ فوائد کو زیادہ بڑھا دیا ہے اور نیز اب میں وہ نعمت اور وہ کتاب اور فوائد اور لوازم جون کے تون کو ایجاد بندہ کیا ہے ظاہر کرتا ہون -

اقول حضرت صوفی صاحب میں اسوقت بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہہ سکتا ہون اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون جناب من اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں نبی آدم

بقیہ حاشیہ سے حضرت قطب سوم کو دی وہاں یہ عبارت لکھی ہے کہ (آن نسخہ تا این غایت در خاندان معظم شیخ قطب الدین منور حضرت خلف ستودۂ ایشان شیخزادہ برجادۂ نور الدین نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ کہ بر سیرت آبا و اجداد خود مشہور اسپہ وار است کہ قبلۂ دلہا شدہ موجود است) اس عبارت میں جو یہ فقرہ ہے کہ بر سیرت آبا و اجداد خود سید صاحب با بانگ بلند کہہ رہا ہے کہ حضرت قطب نور الدین قطب چہارم سلسلۂ جمالیہ میں منسلک نہ تھے کیونکہ حضرت قطب جمال الدین جو سلسلۂ جمالیہ میں جد اعلی حضرت قطب نور الدین کے ہیں انکی سیرت پر چلنا یہی ہے کہ ان کے طریقہ پر عمل کرتے تھے اور سیرت بجز انکے پیران سلسلہ کے کسی اور طریقہ پر عمل نہیں کیا کرتا پس اگر قطب صاحب سے سلسلۂ خلافت دست بدست جاری نہ ہوتا تو سیرت آبا و اجداد کی جگہ لفظ سیرت پیران طریقت کا لکھا جاتا لفظ آبا و اجداد کی تحریر نے ثابت کر دیا کہ قطب نور الدین کے پیران سلسلہ انکے آبا و اجداد ہی تھے ورنہ محض نسبت نسبی بغیر نسبت تعلیمی الیسے مقام پر مدح ہی نہیں ہو سکتی کہ ع بندۂ عشق شدی ترک نسب جامی کہ فلان ابن فلان در رہ جانان چیزے نیست اب تو اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ سلسلۂ جمالیہ کے اجزا کو خود صاحب سیر الاولیاء تسلیم کئے ہوئے ہیں - ۱۲

سید طفیل احمد ۔۔۔

اور یہی جان کا بار بار ذکر فرمایا ہے خلیل الرحمن او خلیل الشیطان کی شناخت کا طریقہ بھی انہی سے ملتا ہے جس
دجل کو آپ چھپاتے ہیں میں اسکو بھی ظاہر کرتا ہوں اور کہا دیتا ہوں کہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم**
میں کون ہے اور **ثم رددناہ اسفل سافلین** کے مصداق کون ہے **سیر الاولیاء** کی عبارت ملاحظہ فرمایئے
کہ کیا اسمیں محرف ہوا ہے یا آپنے اسکو محرف و مبدل کیا ہے اور وہ یہ ہے حضرت سلطان المشایخ فرماتے ہیں چون ما التماس تجدید بیعت
شیخ جمال الدین بیدریم بعد تربیت فرمودن بسیار آن نسخہ عوارف با نعمتہائے بسیار چنانکہ از شیخ شیوخ العالم یافتہ ام امروز بشما
ایثار میکنم باید آنکہ فرزندے از فرزندان من بشما خواہد بود در حق او این نعمتہائے دینی کہ ہمراہ شما شدہ است او را
دریغ مدارید اس عبارت میں سات لفظ تربیت فرمودن نسخہ عوارف با نعمتہائی بسیار چنانکہ بشما ایثار میکنیم
از این نعمتہائے دینی ہمراہ شما شدہ است از وے دریغ مدارید قابل غور ہیں جو ایک دوسرے کی شرح اور تفصیل ہیں یا
متصوفین میں یہ بات محقق اور مسلم ہے کہ جب کسی دوسرے کی وساطت اور توسل سے کسی اور کو خلافت
پہنچائی ہوتی ہے تو اسی قسم کی الفاظ یا ان کی مثل بہ استعارہ کیطور پر بولا کرتے ہیں بخلاف اس خلافت کی جو زندہ موجود کو
دیجاتی ہے بیعت زندہ مرشد کی ہوتی ہے اور خلافت متوفی مرشد سے بھی پہنچ سکتی ہے چنانچہ جس کتاب مبسوط میں متصوفین
کی آپ ملاحظہ فرمائیں گے اس قاعدہ کو اس میں موجود پائینگے **مثنوی شریف مولانا روم** کا دفتر چہارم صفحہ ۱۱۵
دیکھیے یعنی حضرت بایزید بسطامی اور انکی خلیفہ حضرت ابو الحسن خرقانی کے حال میں کیا ہے وہاں پر تو حضرت بایزید
رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ مرید سے خلافت مراد لی ہے ابو الحسن سے کو پہنچی ہے اور یہاں تو خاص لفظ موجود ہیں جنسے آپ اعراض کرتے
ہیں اور بیہودہ نزاع لفظی کیطرف متوجہ ہوتے ہیں اخی مکرم **مولانا شاہ سراج الحق** صاحب جمالی نے کتاب
مستطاب سیر الاولیاء کی عبارت کا ترجمہ کیا ہے ہاں کوئی کوئی لفظ بطور شرح بڑھا دیا ہے آپنے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ لفظ
تصدیق اور لوازمات خلافت اور فوائد سیر الاولیاء کی عبارت میں نہیں ہے تو میں آپکو ہندی کی چندی کر کے سمجھاتا ہوں حضرت سلطان جی
قطب سے مرے فرماتے ہیں کہ جب میں بابا صاحب سے خلافت لیکر قطب صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے بہت کچھ تربیت فرما کر ارشاد
کیا کہ کتاب عوارف با نعمتہائی بسیار چنانکہ از شیخ شیوخ العالم یافتہ ام یہ قابل توجہ ہے کہ وہ بہت نعمتیں کیا نہیں
جناب من لوازمات خلافت یہی تو ہیں اور حضرت سلطان جی کا یہ فرمانا کہ اے قطب الدین منور قطب صاحب نے بعد تربیت
فرمانیکی بہت نعمتوں کے ساتھ یہ کتاب مجھے سپرد کی تھی تو یہ تربیت فرمانا قطب صاحب کا قطب الدین منور کے لیے تھا تو لوازمات اور
فوائد خلافت سے تھا یا نہیں کیسلئے کہ بدون نعمت کے دیکر او تربیت کے کبھی خلافت نہیں دیجاتی اسواسطے قبل از نعمت تربیت کرنی ضروری ہے
اور بعد تربیت سپرد کرنا اور بعد نعمت خلافت دینا اولی و انسب سمجھا گیا ہے اگر تربیت نا جائز اور قواعد و قانون خلافت کی

منافی ہوتی تو حضرت سلطانجی کبھی بھی اس قانون کی پابند نہ ہوتیں پس فعل سلطانجی نے اسکو جلا دیدی نُورٌ علیٰ نُورٍ یہدی اللہ لنورہ من یشاء اور اگر آپکا اب بھی اطمینان نہ ہو تو لطائف اشرفی کی جلد دوم صفحہ ۳۶ ملاحظہ فرمائیے جو سیر الاولیا کی شرح خاص طور پر لفظ فوائد اور وصیت موجود ہے اور لفظ تصدیق کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

قولہ اور ایثار کے معنی پر کرنیکی لکھی ہیں جو قطعی غلط اور جو دو عرضی پر دال ہیں یہی ایک لفظ ایسا ہے جسکی تشریح کی بعید یہ دوسری دلیل جلا امانت کی خود بخود ذلیل ہو جائیگی محققین کے نزدیک ایثار اور بذل کے درجہ سوم میں داخل ہے بذل کے درجہ اول کو مکافات خیر کہتے ہیں یعنی جو عطا کرے ہاسبید وضعہ کے ہوتی ہے یعنی کسی شخص کو کوئی چیز اس غرض سے دیجاوے کہ ایسی ہی چیز اس سے لیونگی اور دوسرے درجہ بذل کو متاخرہ کہتے ہیں اور وہ اسطور سے ہوتا ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز عطا کرے نہیں سبقت کرے اور نیت یہ کہے کہ یہ اُس کے معاوضہ میں بہر سانہ کچہ مکافات کریگا یہ دونوں قسم عوام الناس میں جاری ہیں اور تیسری قسم بذل کی ایثار ہے جو محض بلا توقع مکافات کے ہوا کرتی ہے یہ بذل اولیاء کا ہے اور چوتھی قسم بذل کی جس کا نام وہ بمقابلہ ظلم اور جور کے دعا کا دینا ہے یعنی ایک شخص تو ظلم کرے اور جور کرے اور دوسرا شخص جسپر ظلم ہو دعا خیر سے یاد کرے یہ بذل انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ ایثار بمعنی امانت رکھنے اور سپرد کرنیکی نہیں امانت کا ایک شرعی حق ہے شرعی امر ہے نہیں الفلاح کا تنہا مسلمان پر فرض ہے جو الفاظ اس امر کیواسطے خاص کئے گئے ہوں اگر قطب جمال الدین ہانسوی کو کتاب عوارف امانتاً دینی منظور ہوتی تو وہ لفظ امانت اور وصیت فرماتے لفظ ایثار ہرگز بھی نہ فرماتے۔

اقول آپ کی یہ کل بحث فضول ہے قطب صاحب نے جو لفظ ایثار فرمایا ہے تو مشروط بشرط فرمایا ہے جس سے صاف امانت کی معنی ہوتی ہیں اور یعنی یہ ہے ایثار سلیم بامید آنکہ فرزندان از فرزندان من ہیچ خواہد ہیچ درحق او از بحضنہا کہ دینی کہ بہرہ تماشدہ ہست دریغ مدارید لطائف اشرفی کی صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ لشیخ کمال وہ ہوتا ہے جو صاحب ایثار ہوتا ہے پس حضرت قطب صاحب نے بیان اس حق کے لیے لفظ ایثار پسند فرمایا نہ بذل جیسا کہ صفحہ ۳۳ پر ہے کہ ایثار آن بود کہ آنچہ آن محتاج باشد بحالت دیگر صرف کنند تو معلوم ہوا کہ ایثار اس قسم کی دینے کو بھی کہتے ہیں خواہ وہ بطور امانت کے ہو یا غیر امانت کے یہ تحقیق آپکی سمجھ کا پھیر ہے کہ آپ لفظ ایثار کو حضرت سلطانجی سے خاص کرتے ہیں قطب صاحب نے صاف فرمادیا ہے کہ ایثار سلیم بامید آنکہ فرزندان از فرزندان من ہیچ خواہد ہیچ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ قطب صاحب نے جو نعمت سلطانجی کو ایثار کی تھی وہ کس کے واسطے ایثار کی تھی آیا خود سلطانجی کو یا قطب ثالث کو یا سلطان کے ایثار کی تھی اگر آپ سلطانجی کو اس ایثار سے خاص فرماویں تو محض غلط ہی کیونکہ پہلا ایثار سلیم بامید آنکہ فرزندے از فرزندان من آہ جملہ غلط ٹہیرتا ہے اور اُس کے کچھ معنی نہیں بن سکتے اور اگر قطب ثالث کے حق میں ایثار ہے تو بیشک حضرت سلطانجی امین ہوئے اور لفظ امانت ثابت ہو گیا اور آپکا یہ ارشاد کہ اگر قطب صاحب کو کتاب عوارف امانتاً دینی منظور ہوتی وہ امانت یا وصیت فرماتے ایثار ہرگز نہ فرماتے اسکا جواب یہ ہے کہ لطائف اشرفی کی جلد دوم صفحہ ۳۶ اور صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ چون حضرت شیخ قطب الدین سا رحلت کردند فرمودند کہ کتاب عوارف کہ جد تو شیخ جمال الدین ہانسوی بمن می گفتند کہ از حضرت شیخ کبیر بوقت

خلافت یافتہ بودم و این فقیر ہم از شیخ کبیر خلافت گرفتہ ہم در آن راہ آمدم و از شیخ جمال الدین
تربیت و نوازش یافتم فرمود کہ این کتاب مذکور با فوائد بسیار بتو میدہم بشرط آنکہ فرزندے
از فرزندان من بتو خواہد آمد باید کہ از وی نعمت و تربیت دریغ نداری امروز بموجب وعدہ
چند تو آن کتاب باز بتو میدہم و آن نعمت و تربیت تو از آنی میدارم زینہار سرسری ندانی کہ وجود
بزرگ بتو می سپارم لفظ فوائد اور ودیعت اور تربیت اور بموجب وعدہ اور باز بتو میدہم
اور شرط - یہ چھ لفظ اور ان کے درمیانی الفاظ کو دیدۂ تعمق سے ملاحظہ فرما کر پھر صاحب
کرشمۂ جمال کی عبارت کو نظر انصاف سے بغیر بعضہا بعضاً کو خیال فرمادیں۔ اور سنیئے



جس وقت کتاب مستطاب عوارف قطب صاحب نے حضرت سلطان جی کو اپنے پوتے قطب ثالث قطب الدین منور کے لئے سپرد کی تو اسوقت قطب صاحب کے کوئی بیٹا یا پوتا موجود نہتھا بعد اس امر کے قطب صاحب کے خدا کے فضل سے بیٹا بھی پیدا ہوا اور پوتا بھی پیدا ہوا اور پوتے نے بموجب آپ کی پیشگوئی کے حضرت سلطان جی سے موافق وصیت وہ کتاب معہ حلاوت و فوائد بیشمار حاصل کی۔ اب اسجگہ یہ بات بیان کر دینے کے قابل ہے کہ قطب صاحب نے اپنے خاص صاحبزادہ حضرت قطب دوم برہان الدین صوفی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر تیسری پشت مین اپنے پوتے قطب سوم قطب الدین منور رضی اللہ عنہ کو اس نعمت سے کیون مخصوص کیا۔

سو جاننا چاہئے اسمین سر عظیم یہ ہے کہ جب حضرت قطب اعظم نے انتقال فرمایا تو آپ کا ایک صاحبزادہ قطب برہان الدین صغر سن باقی رہا پس بعد از انتقال قطب اعظم حضرت بابا صاحب نے اس خلف مبارک کو صغر سنی ہی مین بیعت کرکے خلافت و نعمت سے مشرف و ممتاز فرمایا اور انکو ان کے والد کا جانشین اپنے حکم سے اور اپنے سامنے کر دیا اور فرمایا کہ جیسے مولنا جمال الدین احمد الہانسوی تمہارے والد ہماری طرف سے مجاز اور مختار تھے ویسے ہی اور اسی طور سے تم بھی ہماری جانب سے مجاز اور مختار ہو اس کے بعد کل تبرکات خرقہ وغیرہ حضرت بابا صاحب نے قطب صاحب کو عطا کر کے جو تھے وہ بھی بدستور جون کے تون حضرت برہان الدین قطب ثانی کو مرحمت فرما کر یہ ارشاد کیا کہ تم حضرت نظام الدین کی صحبت مین رہا کرو چنانچہ حسب ارشاد مرشد قطب ثانی حضرت سلطانجی سے تعلیم پاتے رہے اور بوجہ ادب حضرت سلطانجی کی حیات مین کسی کو مرید نہین کیا اور سلطانجی کی زندگی ہی مین وفات کر گئے حضرت سلطانجی نے ایک روز فرمایا کہ برہان الدین صاحب جب ہم اور تم ایک پیر کے مرید اور ایک مرشد کے خلیفہ مین تو آپ لوگون کو بیعت کیون نہین کرتے ہو تو انہون نے عرض کی کہ آپ کی موجودگی مین میری کیا مجال ہے کہ مین کسی کو بیعت کرون چنانچہ یہی قاعدہ اس زمانہ کا تھا کہ اپنے مرشد یا مرشد کے اس خلیفہ کی حیات مین جس سے تعلیم و تربیت حاصل کی ہو کسیکو مرید نہین کیا کرتے تھے از انجملہ ایک یہ نظیر ہے کہ حضرت سلطانجی نے مولانا بدر الدین اسحق کی حیات مین

کسی کو مرید نہیں کیا اور اسکی وجہ سیرالاولیاء میں یہ لکھی ہے کہ باباصاحب جو سلطانجی کو تعلیم کرتے یہ بوجہ ادب دوبارہ مرشد سے نپوچھ سکتے تھے اور بعض بعض باتوں نہیں جو سہو یا نسیان ہوتا اور ضرورت پڑتی تو حضرت مولانا بدرالدین اسحٰق سے دریافت کر لیتے۔

اس کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب جمال الدین احمد قطب اعظم رضی اللہ عنہ کو بہ وحی ولایت جس کا دوسرا نام الہام ربانی ہے کامل طور سے معلوم ہو چکا تہا کہ ہماری حیات مرشد کی حیات تک پہنچیگی (۱) اور مجھے خداوندکریم محض اپنے فضل وکرم سے ایک فرزند سعید ورشید آخر عمر میں عنایت فرمائیگا (۳) اور وہ سعید باعث میرے قبل از مرشد وفات پانیکی حضرت مرشد سے تعلیم وتربیت پائیگا اور وہ میرا ہر کام میں نظیر ومثیل ہوگا اور بوجہ مماثلت تامہ میرے منصب عظیم پر مامور اور قائم ہوگا (۴) پہر اسکی تکمیل حضرت سلطانجی سے ہوگی (۵) وہ بہی سلطانجی کی حیات میں اُٹہایا جائیگا (۶) اور میرے ایک پوتا بہی میرا نظیر وشبیہ اور نیز اپنے باپ کا کامل فوٹو ہوگا گویا کہ وہ ناظر اور منظور کا ایک آئینہ بنجائیگا (۷) اور وہ میرا جانشین اور میری نعمت کا مالک ہوگا (۸) اور میرے لیے میری اولاد جسمانی اور روحانی کا باعث ہوگا کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء ترجمہ جیسے وہ درخت جسکی جڑ مضبوط اور اسکی شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہوں (۹) اور سلطانجی کی وساطت سے وہ میری تکمیل سلسلۂ روحانی کریگا (۱۰) اور سلطانجی ہی اُس کے وقت تک زندہ رہینگے اور سلطانجی کی تربیت وتعلیم پانیکے وقت تک زندہ رہیگا اور سلطانجی ہی اس طرح کے امین ہونگے نہ کوئی اور ثلث عشرۃ کاملۃ یہ ایک پیشگوئی ہے جو دس پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو الہام الٰہی سے حضرت قطب اعظم کو معلوم کرائی گئی جو خداوندکریم ورحیم عزیز وحلیم کے عین فضل سے پوری ہوگئی اب اس سے زیادہ آفتاب آمد دلیل آفتاب اور کیا ثبوت آپ کے سامنے پیش کروں۔

رہی یہ بات کہ اس کتاب مبارک عوارف المعارف کو جو قطب اعظم نے اپنے صاحبزادہ کو چہوڑکر پڑہنے کے لئے کیوں خاص کی۔ کیا یہ دنیا کی دولت تہی یا دین کی گٹھڑی تہی یا دینی اور دنیوی دولت نہی اور ایک امر فضول اور لغو تہا سو دنیا کی دولت تو اس وجہ سے

نہتی کہ اس کتاب مین موتی لگے ہوے نتھے اور نہ ہیرے جڑے ہوے تھے اور نہ وہ کتاب لال کی
قسم سے تہی چنانچہ وہ ہی کتاب ابتک ہمارے خاندان عالیہ جمالیہ مین زبدۃ العرفا قدوۃ
الکملا پیرو مرشد حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب جمالی النعمانی دام فیضہ کے ہان
جسکی جلد ولایت بہین موجود ہے - اور قطب صاحب کو اپنے سارے سامان اور اسباب
مین ایک ہی کتاب کیون پیاری تہی جسکو اپنے پوتے کے لئے خاص کیا اور سلطانجی کو اس کا
امین پسند کیا - اور امانت بہی اسوقت کہ کوئی صاحبزادہ یا صاحبزادہ کا صاحبزادہ موجود تھا اور
نہ بظاہر کوئی اس وقت کسی قسم کی امید تھی جو حمل وغیرہ ذرائع سے انسان اک موہوم خیال
باندہ بیٹھے اپنی زندگی ہی کا بہروسہ نہین ہوتا اور قطع نظر امید کے جو اولاد سے مایوس ہوتے
تو کیون یہ امر حضرت سلطانجی پر ظاہر فرماتے اور اگر مایوس تھے تو خود بھی موجود تھے اور آپکی ایک
چھوڑ دو اہلیہ تھی دوسرے کو سپرد کر دیتے جو وہ بھی ساٹھ کوس کے فاصلہ پر رہتا ہو اور رہنے کے لئے
مامور ہو کیا ضرورت تہی اور حضرت سلطانجی ہی ایسے نہین تھے کہ اک امر موہوم کی امید پر اک عظیم
امانت کے امین بنجاتے (۲) اور پہر اپنی زندگی کو بھی اسوقت تک وفا کرنیکے لئے قطعی
اور یقینی جان لیتے (۳) اور قطب صاحب کی وفات کے جو اسوقت تک بحیات طیبہ بفضل
الٰہی سے زندہ موجود تھے قائل ہو جاتے حالانکہ زندگی کا بہروسا ہے نہین دونون طرف اس کا اثر
موجود تھا کسیکی تقدیم و تاخیر کیطرف کوئی وثوق نتھا - (۴) اور پیر بھی بفضل الٰہی زندہ موجود
تھے (۵) اور نہ صاحبزادہ کے لئے بلکہ صاحبزادہ کے صاحبزادہ کیلئے جو البعد البعید تھا
امین بنا خلاف امر معلوم ہوتا تھا (۶) حضرت سلطانجی کو بہی الہاماً یا قطب صاحب کے
فرمانے پر پورا پورا یقین تہا - ہان اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور فرما دیتے کہ میرا کوئی خلیفہ اس امر
کی تعمیل کر دے گا یا قطب صاحب ہی دور اندیشی کے الفاظ فرما دیتے کہ آپ کسی کو
اپنے خلفا سے نصیحت کر دین کہ وہی اسپر عمل کرے (۷) نہین نہین دونوکو
اعلام الٰہی پر وثوق تھا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ پر گہری نظر تھی کہ
یون ہی ہو گا نظام الدین ہی اس امر کے لئے چنا گیا ہے نظام الدین ہی اس کام کے
لائق ہے مکالمہ و مخاطبہ یقینیہ الٰہیہ اور الہام صریحہ و صحیحہ صاف بتلا رہا ہے کہ قلم قدرت

ہمرم طرح سے چل چکی ہے کہ یہیں ہو کر رہے گا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو سلطانجی ایسے امر
دشوار یا اس بارگران کے اٹھانے کیلئے کبھی بھی مقرر نہ ہوتے اور بھولے سے بھی اس طرف کو
قدم نہ اٹھاتے جو دشوار سے دشوار اور مشکل سے مشکل کام تھا۔

اور اگر وہ کتاب وہی نعمتوں سے ایک نعمت تھی تو یہ اسوقت بہتوں کے پاس ہوگی
کوئی بھی اسکے باعث ولی دوران نہ ہوا۔ اور اگر وہ کتاب فضول تھی کہ جس سے دینی او
دنیاوی امور اور فوائد دونوں مفقود تھے تو قطب صاحب کا دینا اور وصیت فرمانا
محض بیکار اور فضول اور عبث اور جناب سلطان المشائخ کا قبول کرنا اور امین بننا بالکل
لغو ہوگا اور اولیاء الرحمن اس صفت لغو اور فضول سے محفوظ اور مصئون ہیں ان اولیاء ہ
الا المتقون ترجمہ اللہ کے ولی متقی ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جس کسی غائب کو مرشد
کامل خلافت طریقت اور نعمت باطنی مرحمت فرماتا ہے تو اسکے لئے کوئی چیز ظاہری بھی تصدیق
خلافت کے لئے عطا کر دیتا ہے اور یہی قاعدہ قدیم سے تسلیم شدہ ہے اگر یہ طریقہ مثبتہ محققہ جاری نہ ہوتا
تو صدہا اہل ہوا اس قسم کی لاف وگزاف مارنے لگتے اور ہزارہا اہل فسق مدعیانہ کھڑے ہو جاتے
یہی راہ مستقیم ہے جس نے اہل ہوا کا منہ بند کر رکھا ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک حضرت
اویس قرنی کے لئے جناب عمر و علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ روانہ کرنا اور سلطان العارفین بایزید بسطامی
کا حضرت ابوالحسن خرقانی کیواسطے جبہ شریف دیجانا اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی کا نعلین چوبی کا
بابا صاحب کے لئے عطا فرمانا اور حضرت علی لالا کو حضرت ابوالرضا کا کنگھا امانتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجنا
ہمارے مدعا کیلئے سند ہے۔ اب ہم آپکو ایک نظیر قرآن شریف سے پیش کرتے ہیں سورہ بقرہ میں ہے

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنّٰى
يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً
مِنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ
يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ

مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ س البقرہ پ ٢-١٢ع-

ترجمہ اور فرمایا انکو ان کے نبی نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (تمہاری دعاؤں کے نتیجہ پر) طالوت کو بادشاہ مقرر کیا انہوں نے کہا کہ وہ ہم پر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں بسبب اس کے کہ ہم صاحب ملک و مال ہیں اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے نبی نے فرمایا کہ اللہ نے اسکو پسند فرمالیا ہے بہ نسبت تمہارے کیونکہ دنیا کچھ چیز نہیں اسکو علم اور جسم میں بڑائی بخشی ہے اور کشادگی عنایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے جسکو چاہے ملک دے اور کشایش عطا کرے وہ واسع اور علیم ہے (بات یہ ہے کہ جسکو علم بخشا اور توانائی جسم اور قوت جسد مرحمت فرمائی تو بادشاہت اور مملکت اس کے نزدیک کیا چیز ہے وہ خادم ہے اور خود بخود حاصل ہو جاتی ہے) اس کے بعد ان کے نبی نے فرمایا کہ اس کے بادشاہ ہونیکی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق جسمیں سکینت ہے اور جس میں بقیہ ہے کہ جو آل موسیٰ اور آل ہارون علیہما السلام نے چھوڑا ہے (یعنی تبرکات انبیاء علیہم السلام) پس وہ تابوت سکینہ تمہارے پروردگار کیطرف سے ملائکہ اٹھا کر لائیں گے بیشک اس میں مومنوں کے لئے نشانی ہے۔

اب غور فرمائیے کہ تابوت سکینہ یعنی تبرکات انبیاء علیہم السلام کا کسطرح نشان خلافت اور مملکت ٹھیرایا گیا و قس علیٰ ہذا پس ایسا ہی **قطب اعظم** کا کتاب **عوارف** سے نعمت وغیرہ **قطب ثالث** کے لئے سلطانجی کو بطریق امانت دینا ہے۔
جناب میں اور بابو تکو اگر ہم جانے دیں اور صرف تنزل کے طور پر کتاب **عوارف** کے ہی وہ ہے کو اگر خلافت کے لئے پیش کریں تو تمام لوازم خلافت اور اجرائے سلسلہ عالیہ **جمالیہ** کے لئے **کافی ثبوت** ہے

چونکہ کتاب عوارف المعارف قطب صاحب کو بابا صاحب نے بوقت عطائے خلافت و منصب منظوری و غیر منظوری خلافت مریدین عطا فرمائی تھی اس لئے وہ کتاب بطور نشان اور شاہد کے تھی اور تبرک ظاہری کے عطا سے ایک یہ بھی علت غائی اور مقصد اعظم اور مطلب اصلی ہوتا ہے تاکہ یہ

کامل ہمیشہ بتجدید بیعت سے شرف حاصل کرتا ہے اسکی نظائر متصوفین کے حالات میں بہت ہیں

صوفی علاوہ اس کے اس روایت میں لفظ دریغ ایسا واقع ہے کہ جس نے لغت کی جڑ کاٹ دی یہ قاعدہ مقررہ ہے کہ جو شخص کسی شخص کو امین بنایا کرتا ہے اول اس امین کے امانت دار ہونے پر یقین کامل کرلیتا ہے اور بحکم شریعت یوں کہا کرتا ہے کہ فلاں شخص کے واسطے تمہارے پاس امانت رکھتا ہوں اس کے وارث کو دیتے وقت دریغ مت رکھنا دریغ مدارید ہمیشہ شبہ کی حالت میں بولا کرتے ہیں نعوذ باللہ کیا بروقت سپردگی امانت کے قطب جمال ہانسوی کے دل حق منزل میں یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امانت محبوب الٰہی میرے پوتے کو نہ دیں جو انہوں نے دریغ مدارید کہا۔

حماد دریغ مدارید کے لفظ کو جو آپ شکی اور ظنی فرماتے ہیں تو یقینی لفظ بھی تو فارسی زبان کا لکھا ہوتا جو قائم مقام دریغ مدارید کے ہوتا یہ اردو کا لفظ دریغ مت کرنا آپ نے لکھا ہے تو یہ اچھا خاصہ ترجمہ دریغ مدارید کا کیا ہے کیونکہ دریغ مدارید اور دریغ مت کرنا ایک ہی بات ہے اسمیں فرق کیا ہوا۔ کچھ بھی نہیں۔ اس لکھنے سے تو آپ خاموش ہی رہتے تو خوب ہوتا۔ جناب من فارسی زبان میں دریغ مدارید وہی ہے جسکو آپ دریغ مت کرنا اردو میں فرماتے ہیں **نفحات الانس** میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا کمال جندی چون در خدمت شیخ نجم الدین مرتبہ تکمیل و کمال یافت حضرت شیخ خرقہ لوی دادند و گفت در دیار ترکستان مولانا شمس الدین مفتی را فرزندیست کہ ویرا مولانا احمد مسکہ نید خرقہ را بدو رسان و تربیت از و دریغ مدارید **لطائف اشرفی** کی جلد اول ص ۳۲۲ پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ اسمٰعیل سمنانی نے جو **شیخ طٰہ** کو قابل پایا تو حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خدمت میں سپرد کر کے سفارش کی کہ آپ **شیخ طٰہ** کی تربیت کرنے میں دریغ نہ کریں دریغ مدارید اک محاورہ کا اصطلاحی لفظ ہے جو تاکید کے لئے بولا جاتا ہے۔

صوفی چونکہ اس روایت میں فقرہ تربیت فرمودن بسیار واقع ہوا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ **قطب صاحب** نے حضرت **محبوب الٰہی** کو بعد ملنے خلافت کے بہت کچھ تربیت فرمائی اور یہ

مین اول سوال مین ثابت کرچکا ہون کہ بعد ملنے خلافت طریقت کے کسی قسم کی تعلیم اور تربیت کی ضرورت نہین رہتی اور جو کوئی خلیفہ بعد خلافت کے لائق تربیت و تعلیم کے رہتا ہے اسکے شیخ پر ایک بدنما اعتراض وارد ہوتا ہے اور بابا صاحب کے کمال پر اجماع خاندان ہے ایسے ان سے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ وہ ناممکل مرید کو خلافت نامہ دیتے پس یہ روایت بھی مثل ان روایات کے ہے جنکو سوال اول اور دوم مین مجروح کیا ہے۔

اقول عبارت **لطائف اشرفی** سے **سیر الاولیاء** کی عبارت کی شرح اور تصدیق کردی گئی ہے **سیر الاقطاب** صابری کو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت شمس الدین ترک بابا صاحب کے خلیفہ تھے پھر بارہ سال تک مخدوم صاحب کی تربیت مین رہے اور دوبارہ خلافت مخدوم صاحب سے پائی **ما ھو جوابکم فھو جوابنا** اور واضح رہے کہ قبل از خلافت مرید کو تعلیم ہوتی ہے جو خلافت کے درجہ تک پہنچنے کے لئے اک راہ ہوجاوے اور پھر بعد حصول خلافت اور قسم کی تعلیم کیجاتی ہے جو اس کے درجہ کمال اور مرتبہ تام کے لئے ہوتی ہے مثنوی شریف مولانا روم ملاحظہ فرماوین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کیا نصیحت کی تھی حالانکہ وہ منازل سلوک اور طرق خلافت اور سبل تعلیم و تربیت تمام و کمال حاصل کرچکے تھے کیا نعوذ باللہ منہا بقول آپکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یا آپ کی تعلیم و تلقین اور تربیت مین کچھ نقصان تھا جو وہ دوسرے کی تعلیم کے محتاج تھے۔

سوال چہارم

حقائق و معارف آگاہ محقق زمان حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن جمالی النعمانی

دام فیضہ و مدرشدہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ

خلافت شیخ کی حیات مین ملسکتی ہے یا بعد ممات بھی اگر بعد ممات مل سکتی ہے تو کس قدر زمانہ تک اور کس طریق سے۔

حضرت صوفی صاحب آپ نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ خلافت طریقت ایک منصب ہے جو از جانب حق برائے رہنمائے طالبان حق معرفت نبی وقت یا ولی زمانہ کے عطا ہوا کرتا ہے چونکہ اس منصب کی تفویض کا تعلق الہام سے ہے باینوجہ تفویض کرنیوالے کا چاہے وہ نبی وقت ہو یا ولی زمانہ زندہ ہونا شرط لازمی ہے کیونکہ نزول اور ورود الہام کا وقت حیات نبی اور ولی ہی تک ہوتا ہے بعد ممات نہیں۔ ہاں دو صورتیں ہیں جس کے ذریعہ سے بعد ممات شیخ بھی خلافت شیخ ملتی ہے اور وہ خلافت خلافت طریقت ہی میں داخل ہوتی ہے منجملہ اُن کے ایک خلافت امانت ہے اسکی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی حیات میں بحکم حق کسی اپنے مرید یا فرزند یا کسی ایسے شخص کے واسطے جو دو سو برس کے بعد پیدا ہونیوالا ہو خلافت نامہ لکھکر کسی امین کے پاس بہ لفظ امانت یا ودیعت چھوڑ جاتا ہے وہ خلافت نامہ امانتہً اور ودیعتاً اس امین کے پاس رہتا ہے اگر وارث خلافت حیات امین تک آجاتا ہے تو خود امین اُس کے سپرد کر دیتا ہو ورنہ امین کسی دوسرے شخص کے سپرد کر جاتا ہے جسوقت یہ خلافت نامہ معرفت امین کے اُس کے وارث کو ملتا ہے تو یہ خلافت بھی خلافت طریقت سمجھی جاتی ہے کیونکہ امین مثل شیخ کے اُس کے مستحق کو تعلیم اور تلقین بھی کرتا ہے اور خلافت نامہ دیتا ہی تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہونا جسکو بایں طور خلافت امانت ملی ہو جائز ہے اور یہ عین بیعت طریقت ہے

اقول صرف آپ نے اس تقریر میں تحریر خلافت نامہ میں زیادتی کی ہے جو ایک بے ثبوت امر ہے باقی اور سب مضمون ٹھیک اور درست ہے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی کی خلافت حضرت ابو الحسن خرقانی کو بالواسطہ پہنچی لیکن لفظ امانت اور ودیعت یا خلافت نامہ تحریری نہیں تھا مثنوی معنوی ملاحظہ ہو اور علی ہذا حضرت اویس قرنی کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جبہ شریف پہنچا اُس میں کوئی خلافت نامہ تحریری نہیں تھا خلاصہ یہ ہے کہ صرف آپ کا منشا تحریری خلافت نامہ سے یہی ہے کہ حضرت قطب ثالث کی خلافت نابود ہو جائے اور یہ ہو نہیں سکتا اللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون

باقی جواب آچکا ہے اور کچھ دس سوالوں میں آئے گا

انشاء اللہ تعالی

اب یہان سے سوالات اربعہ کی بحث تمام ہو کر بقیہ دس سوالات حضرت مقدس و مخدوم مولنا مرشدنا شاہ محمد خلیل الرحمن جمالی نعمانی عم فیضہ جو آپنے تقریر کی ہے اُسکی بطریق جمالی وصوفی بندہ کیطرف ایک سرسری نظر ہوتی ہے

آپ فرماتے ہین کہ اب جبکہ مین سوالات اربعہ کا جواب دے چکا تو مجھکو ضرور ہوا کہ ان دس سوالونکے جواب بہی حوالہ قلم کرون جو پیرجی خلیل الرحمن صاحب جمالی نے سوالات اربعہ تحریر کیے ہین انکا جواب دیتا ہون **سوال اوّل** جنکو تم مخدوم علاء الدین علی احمد صابر قتال کلیری کہتے ہو اوّل ان کا وجو ثابت کیجیے۔ جناب خلیل الرحمن صاحب آپ کا یہ لکہنا کہ جنکو تم قتال کلیری کہتے ہو آپ کی شیخوخیت کے بہی خلاف ہے اور نیز آپکے اس حسد کا ظاہر کرنیوالا ہے جسکو آپنے سوالات اربعہ مین نعم الفاظی مین پوشیدہ کیا تہا کیونکہ مخدوم صاحب کو کسی صابری نے قتال کلیری نہین لکہا ہے اور جو کسی نے بوجہ جہالت کے لکہا بہی تو آپ جیسے پیرطریقت کو اس جاہل کا اتباع کرنا کب درست تہا۔ اگر آپ کو مخدوم پاک کی ذات پاک سے حسد نہ ہوتا تو بیشک آپ جسوقت مخدوم پاک کو اس صفت سے متصف کرنا چاہتے تو یون لکہتے کہ جن حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کی کرامت سے کلیر برباد ہوا اُن کے وجود کا ثبوت دیجیے فقرہ قتال کلیری بزبان جاہل کہہ سکتا ہے یا جہالت طبعانی کینہ و حسد کے قلم سے نکلا ہوا۔

جمالی مین عرض کرتا ہون کہ یہ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے جو اچھی بات کو بُری اور بُری کو اچھی

سمجھتے ہیں چور کو چور اور سادہ سادہ دکھائی دیتا ہے ایک شخص صبح کیوقت بیٹھا بیٹھا خدا جانے کس
دھن میں اونگھ رہا تھا ایک چور اسطرف سے گزرا دیکھکر کہنے لگا کہ رات بھر اس نے چوری کی ہے اب سوتا
پھر ایک قمار باز کا وہاں گزر ہوا اُس نے کہا کہ اس نے ساری رات قمار بازی کی ہے اب سو رہا ہے پھر ایک
زانی آیا اُس نے زناکاری کی تہمت لگائی علی ہذا القیاس شرابی نے شراب اور بھنگی نے بھنگ پینے
کی علت میں اسے سانا اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر ایک شخص کا خیال اُسکی طرف منتقل ہوتا رہا اسکے
بعد ایک انسان راستباز عارف و عابد واسطے گزرے اُنہوں نے فرمایا اللہ اللہ یہ شخص کیسا پارسا
اور عابد اور زاہد اور عارف باللہ اور شب بیدار ہے جو شب بھر عبادت میں رہا اور اب آنکھوں میں نیند
بھری ہے تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا
رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ترجمہ خوف و رجا سے اپنا اپنے بستر سے کروٹیں یہ لیتے ہیں امام
علیہ صحیح ہی کہتے ہیں سو آپ خفا نہ ہوں حضرت مرشد دام فیضہ نے یہ لفظ قتال کلیری بڑی عزت کی
نگاہ سے لکھا ہے اکثر صابری صاحبوں کو قتال کلیری وظائف میں جو سیفی صابری کے نام سے
مشہور ہے پڑھتے سنا ہے یہ بڑی مشکل ہے کہ آپ اس لفظ کو ناپسند کرتے ہیں اور دوسرے
صابری اس سے خوش ہوتے ہیں اچھا اگر آپ اس لفظ سے ناخوش ہوتے ہیں تو گویا کلیر جی
ہم اسطرح ترمیم کر دیتے ہیں - جن حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد نے کلیر برباد کیا ہے یا مسجد
گرا کر مسلمانوں کو مارا ہے اور علماء کو [illegible] بات پر کہ مجھے اول صف میں جگہ کیوں نہیں دی
اور مجھے امام وقت کسلئے تسلیم نہیں کیا ہلاک کیا ان کے وجود کا ثبوت دیجئے - اب تو آپ خوش ہوئے
یا اس عبارت کے بدلے اور جو عبارت آپ پسند فرماویں سوائے لفظ کرامت کے کہ وہ نظری امر ہے اور
بدایت کے خلاف ہے ہماری طرف سے سمجھ لیجئے ہمارا مطلب کسی کی منقصت سے نہیں ہمارا مدعا صرف
ان کے وجود کے ثبوت اور عدم ثبوت سے ہے - آپ کو معلوم نہیں ہے یہ لفظ قتال اکثر بزرگوں کے
نام کے ساتھ پایا جاتا ہے حضرت مرشد نے نعوذ باللہ سہواً کسی کا دل دکھانے کے لئے یا کیسی یا منقصت شان
کے لئے یا [illegible] تعصب کے واسطے نہیں لکھا خزینۃ الاصفیا اخبار الاخیار وغیرہ کتب میں
حضرت عین الدین قتال حضرت راجو قتال حضرت نظام الدین قتال وغیرہ موجود ہے

صوفی اب آپ اپنے سوال کا جواب سنئے اس کا تو آپکو بھی اقرار ہوگا کہ اہل اسلام اپنے جھگڑون
او قضیون کا فیصلہ بذریعہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس ہی کے اوپر کرتے چلے آئے ہین
آپنے جو قصہ اثبات وجود مخدوم پاک کا پیش کیا ہے اس کا فیصلہ ان چار اصولون مین سے دو سے تو
ہو نہین سکتا البتہ اجماع اور قیاس سے کامل طور پر ہو سکتا ہے کیونکہ اجماع خود آپکے قول سے ثابت ہے کہ
آپنے خود صابریون کو جم غفیر اور مجمع کثیر لکھا ہے خاتمۂ اخبار شحنۂ ہند مطبوعہ ۱۶ ارپریل ۱۸۹۸ء مین لکھتے
ہین کہ صابریون کی کم حوصلگی اور کم ہمتی پر افسوس ہے کہ باوجود اس جم غفیر اور مجمع کثیر کے ایک شخص کے
مقابلہ کی تاب نہ لا سکے چونکہ یہ فقرہ خلیل الرحمن صاحب نے بہادرانہ لکھا ہے اس وجہ سے بحالت غلبہ
بہادری آپ کو رسول علیہ السلام کے ارشاد کا خیال نہ رہا جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور شیطان تنہا کے
ساتھ ہے کیون جناب خلیل الرحمن صاحب جب آپکی اس تحریر سے کہ صابریون کا جم غفیر اور مجمع کثیر ہے
اجماع ہو گیا تو اب آپ خود اپنے قول سے وجود مخدوم پاک کا اثبات کرینگے کیونکہ جب آپ خود صابریونکے
مجمع کو مجمع کثیر لکھ رہے ہین اور مجمع بھی کیسا کہ جسمین ہزارون اہل اللہ اور لاکھون صاحب کرامات
گذر چکے ہین اور صد ہا رہ نمائے ہدایت اس وقت موجود ہون جنکی ہدایت کا شرق سے غرب تک شور
مچا ہوا ہے پھر ایسا پاک مجمع بموجب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میری امت گمراہی پر
جمع نہ ہوگی بیہودہ کے اثبات وجود پر کیونکر مجمع ہو سکتا ہے سبحان اللہ واجب الوجود کا یہ ایک کرشمہ
ہے کہ منکر وجود سے اقرار وجود کرا دیا۔

جمالی آپ تو فرماتے ہین کہ قرآن و حدیث سے وجود مخدوم صاحب کا ثابت نہین اور آپکے مثیل
مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی صابری کہتے ہین کہ مخدوم صاحب کا وجود قرآن شریف سے ہوا آیۃ
ان اللہ مع الصابرین مخدوم صاحب کی شان مین نازل ہوئی ہے ان کا رسالہ دفع شبہات
المعاندین ملاحظہ فرمائیے۔ ان خوب یاد آیا آپ تو خود ہی فرماتے ہین کہ صریح طور سے قرآن شریف سے
مخدوم صاحب کا وجود ثابت نہین اس سے معلوم ہوا کہ صریح تو نہین لیکن اشارۃً ثبوت ملتا ہی ہے
رہا جم غفیر اور مجمع کثیر یہ دو لفظ ایسی جگہ مستعمل ہوا کرتے ہین جو غیر ثقہ اور بازاریون کا ٹولہ ہو
اور بیہودہ گو اور تماشائیون کا اکھاڑہ ہوتا ہے جو انسانیت سے ذرا بھی مس نہین رکھتے لو فرضاً اگر

کہہ کے آپ کی بات کو ہم تسلیم کرلین تو ہر ایک فرقہ جو ضال مضل کہلاتا ہے سب لاتجتمع امتی
اور خدا کے ہاتھ کے نیچے آجائیگا نیچری شیعہ خارجی معتزلہ مرجیہ وغیرہ وغیرہ سب کو ہدایت
یافتہ ماننا پڑیگا اور خیر و شر مین کوئی مابہ الامتیاز و محک نہین رہیگا اور ایک حدیث مین آیا کہ
کہ میری امت مین تہتر فرقے ہون گے اور انمین سے ایک جنتی باقی ناری اور قرآن شریف مین آیا
ہے **قلیل من عبادی الشکور** میرے بندے شکر کرنیوالے تھوڑے ہین اور امام مالک کا
قول ہے کہ جو اجماع کا دعوی کرے وہ کذاب ہے آپ مدعی ہین کہ صابریونمین صدہا اور ہزارہا صاحب
کرامت ہوئے ہین اور ہم اس سے منکر ہین اور کہتے ہین کہ صابریونمین ایک ہی صاحب کرامت
اور ہدایت نہین ہوا ہے اور جو ہوا ہو تو اُس کا نام بتلائین اور سند کامل پہنچائین حدیث شریف
مین آیا ہے **البینة علی المدعی** ترجمہ ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور حضرت مرشد نے بمقابلہ
صابریون کے اپنے آپ کو اکیلا فرمایا ہے ورنہ آنحضرت کے سنانہ تو بسنہ تعالی صالحین بہت کچھ مین
رسالہ گلزار خلیل ملاحظہ فرمالیجئے درحقیقت جسکی ساتھ معاملہ ہوتا ہے وہ بہ نسبت اُس معاملہ
کے اپنے آپ کو فرد اور اکیلا سمجھتا ہے اور یہ ایک نسبتی امر ہے نہ واقعی

اور کیا حضرت مرشد دام فیضہ اشتہار نہین دیچکے کہ صابریہ سجادہ نشین مجھسے بروے
مناظرہ تسکین خاطر کرالین لیکن ایک کے بھی منہ سے یہ نہ نکلا کہ ہم موجود ہین خدا جانے کہان چھپکر
بیٹھ گئے ایک کے بھی کان پر جون نہ چلی

ایک مرتبہ اجمیر شریف ہنگام عرس معرفت جناب دیوان غیاث الدین صاحب حضرات
صابرنے درخواست حضرت مرشد سے مناظرہ کی کی حضرت مرشد نے اس درخواست کو قبول
فرمایا اس کے بعد پھر صابریو کی طرفسے پندرہ روز کی مہلت کی درخواست گزری اسکو بھی حضور مرشد
نے منظور فرمایا اس کے بعد آوازہ برخاست ہنوز پندرہ روز پورے ہونے نہین آئے

حاشیہ اسجگہ کوئی صاحب یہ خیال کربیٹھیں کہ حضرت شمس الدین ترک اور شیخ جلال الدین اور شیخ عبدالحق
ردولوی اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی اور ان کے سلسلہ کے بزرگ کی ولایت سے اور کرامت سے انکار کیا گیا
سو یاد رہے کہ یہ بزرگ ہماری عبارت سے مستثنی ہین وجہ یہ کہ یہ بزرگ صابری نہین ہین از شمع جمال [illegible]

ایک دفعہ لدہیانہ مین صابریون نے اشتہار دیا کہ دو قطب صابری شاہ خلیل الرحمن
صاحب جمالی کے مقابلہ کے لئے آئے ہین اور وہ مجمع عام مین تصرف آزمائی کا تماشا دکھلائینگے
شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی تاریخ اور وقت اور مکان مقرر کرکے بذریعہ اشتہار اطلاع دین
اسپر حضرت مرشد عم فیضہ نے تاریخ اور وقت اور مکان معینہ سے مشتہر کیا کہ ہم اسی مکان پر آئینگے
جہان پر وہ دو قطب صاحب ساکن ہین اس اشتہار کے مشتہر ہوتے ہی وہ دونون قطب خدا جانے
کدہر بھاگ گئے اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ انپر کیا قیامت گذری ہو گی جو اذا النجوم طمست
کے مصداق ہوکر ایک دم کے لئے بھی تو صبر نہ کر سکے۔ اس کے بعد شیخ مشتاق احمد انبیہٹوی مدرس
اسکول اور ان کے شاگرد محمد شفیع رامپوری نے درخواست مناظرہ کی حضرت مرشد نے فرمایا کہ بہم
باوجود صابری ماننے کے تمہارے تو سلسلہ مین بھی کلام ہے پہلے تم اپنے پیر خواجہ طفیل علی صاحب
رامپوری کی خلافت کا تو ثبوت دو اور بعد ثبوت ان کو میرے مقابل لاؤ پندرہ روز کا وعدہ
ان دونون صاحبون نے کیا اور وہ بھی پورا نہ ہوا

پیرجی مفضل حق صاحب سجادہ نشین شیخ جلال الدین پانی پتی نے لکھا کہ آؤ ہم اور خلیل الرحمن
صاحب ایک حجرہ مین آٹھ روز تک بند ہین جو اس عرصہ مین مرجائے وہ ہارا حضرت مرشد نے قبول فرمایا
پہر وہ بھی گم ہو گئے

ایکبار میرٹھ مین آپ نے بہی ایسا ہی کیا تھا وہ ماجرا اسطرح سے ہے کہ میرٹھ مین
منشی محمد خلیل صاحب تحصیلدار کے مکان پر حضرت مرشد مقیم تھے آپ بہی معہ چند کس تشریف لائے اسوقت
تحصیلدار صاحب کے والد اور محمد ابراہیم خان صاحب سید پوری اور منشی عبد العلی صاحب نظامی وغیرہ
موجود تھے کہ آپ نے لفظ ایثار کے معنی مین کچھ بیان کرنا شروع کیا حضرت مرشد نے فرمایا کہ ہمارا او
آپ کا فیصلہ اسپر ہے کہ مخدوم صاحب کے مزار پر چلکر با بہین پران سے کہلا دوین؛ تو آپ نے فرمایا
کہ ہمارے مرید ہو جاؤ حضرت مرشد نے فرمایا کہ مرید بھی ہو جاؤنگا مگر مدت معین کرو اور بعد
انقضاء مدت آپ تو پہر کوئی عذر پیش کیا اور منزل مقصود تک نہ پہنچے تو آپ اپنا او کیسر قسم کا
تاوان قبول کر سکتے ہین تو آپ نے اس سے انکار کیا اور کچھ کا کچھ کہہ کے چپکا چہرہ [illegible] وہ مجمع کا [illegible]

جسکو آپ سند پیش کرتے ہین یہی اُس کا نمونہ ہے اب بہی وقت ہے کچہ دم خم ہے تو اور نمونہ پیش کیجیے ورنہ پہر اہل کمال کا نام نہ لیجیے پہلے لاکہون اور اب سیکڑون مین سے ایک دو تو لاؤ نہ لاؤ تو اُن کا چہرہ ہی دکہلاؤ کچہ تو کرو - مین پہر باواز بلند کہتا ہون صابری کوئی صاحب کمال ہوا ہی نہین اور نہ ہے - پہر کہتا ہون کہ صابریون مین کوئی صاحب کمال ہوا ہے اور نہ ہے -

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب اب جبکہ مین آپ ہی کے قول سے بذریعہ اجماع کے مخدوم پاک کے وجود کا اثبات کرچکا ہون تو مجہکو نہ دلیل عقلی لانیکی ضرورت رہی نہ شواہد نقلی کے پیش کرنیکی حاجت ہی - مگر عوام الناس کی تسلی خاطر کی غرض سے چند کتب معتبرہ کا حوالہ بھی دیئے دیتا ہون کہ اس مجمع کی کہ جسکو آپ نے مجمع کیلئے لکہا ہو وقعت بھی ظاہر ہو جاوے حضرت سید اشرف جہانگیر نے اپنی کتاب لطائف اشرفی مین اور صاحب سیر الاولیا نے سیر الاولیا مین اور حضرت عبد القدوس قطب العالم گنگوہی نے اپنی کتاب لطائف قدوسی مین اور حضرت علی اصغر بن شیخ داؤد بہلولی چشتی نے جواہر فریدیہ مین اور مخزن مناقب چشتیہ مین اور حضرت علاء الدین چشتی برناوی نے اپنی کتاب چشتیہ نورو سیہ مین اور حضرت شیخ محمد ہاشم خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب زبدۃ المقامات مین اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی نقشبندی مجددی نے انتباہ مین اور حضرت میرزا مظہر جانجانان نقشبندی مجددی نے اپنی کتاب معمولات مظہریہ مین اور حضرت شیخ ابوسعید نقشبندی مجددی نے اپنی کتاب ہدیۃ الطالبین مین اور حضرت شاہزادہ داراشکوہ قادری نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء مین اور حضرت مولنا نور الصمد صاحب خلیفہ مولانا عبد الرحمن لکہنوی نے اپنی کتاب انوار الرحمن مین اور مولانا عبد الرحمن صاحب صابری نے اپنی کتاب اقتباس الانوار مین اور صاحب سیر الاقطاب صابری نے سیر الاقطاب مین اور حضرت محمد باقی نظامی نے اپنی کتاب مطلوب الطالبین مین اور صاحب خزینۃ الاصفیا نے خزینۃ الاصفیاء مین اور صاحب چشتیہ بہشتیہ نے چشتیہ بہشتیہ مین اور صاحب سبع سنابل نے سبع سنابل مین اور جناب حافظ محمد حسین صاحب صابری خلیفہ حضرت مولانا امانت علی صاحب نے اپنی کتاب انوار العارفین مین حضرت مخدوم صاحب کا حال لکہا ہے اور بعض صاحب نے شجرہ بہی نقل کیا ہے جناب خلیل الرحمن صاحب اب محض بطریق ہمدردی آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آپ نے ایسے سلسلہ کو جسمین لاکہون

اہل اللہ داخل ہیں کرشمۂ جمال کے صفحہ ۵۹ پر بے بنیاد کیونکر لکھدیا گیا کوئی شجرہ بے بنیاد ایسا پھیل سکتا ہے کہ جسکی شاخیں مشرق سے مغرب تک سایہ گستر ہیں۔

جمالی النسان کامل حضرت مرشد دام برکاتہ نے اخبار ۔۔۔ میں اور برادر محترم شاہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی نے کتاب کرشمۂ جمال میں مفصل تمام کمال اور مختصر اس عاجز نے اسی رسالہ میں ان کتابوں کی واقعی حقیقت اور کیفیت ہر یک کو جدا جدا کر دیا ہے اور ہر ایک کتاب کی عبارت کھول کھول کر دکھلا دی کہ آیا یہ کتابیں ہماری معاون ہیں یا صابریوں کی۔ اب پھر دوبارہ مختصر طور سے عرض کرتا ہوں۔ آپنے اسی رسالہ میں یہ لکھا ہو کہ یہ تمام کتابیں جعلی ہیں اور مصنف ان کے جاہل اور حاسد اور کذاب ہیں صفحہ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ملاحظہ ہو اور آپکے مثیل محمد شفیع صاحب رام پوری نے رسالہ برق جلال میں سیر الاولیاء کو بے اعتبار لکھا ہے اور مولوی بہادر علی صابری نے رسالہ حجت الصابرین میں مولف سیر الاولیاء کو مخدوم صاحب کا منکر بیان کیا ہو صفحہ ۱۷۔ ملاحظہ ہو ماسوا اس کے اور جو جو صابریوں نے ان کتب کی نسبت تحریر کیا ہے وہ اس لائق نہیں جسکو ہم اپنے قلم سے ظاہر کریں۔ کیا تعجب خیز معاملہ ہے کہ جس کے سایہ سے آپ بھاگتے تھے یا جسکی پناہ سے ہیٹہ پھیرتے تھے یا جس کے دیکھنے سے کراہت کرتے تھے پھر اسی سایہ یا پناہ کی کیوں حاجت پڑی اور پھر وہ ہی منہ کیوں قبلہ تصور ہوا۔ اور آپ اسی رسالہ میں اپنا اصول قرار دیچکے ہیں کہ مخدوم صاحب کا احوال کسی نے نہیں لکھا۔ جب کسی نے مخدوم صاحب کا احوال نہیں لکھا تو ان کتابوں میں کس نے لکھدیا۔ یہ تو حضرت وہ ہی کتابیں ہیں جو آپکے سلسلہ کی جڑیں کاٹ رہی ہیں اور تمام تانا بانا اودھیڑ رہی ہیں۔ اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو کیوں وہ عبارتیں آپنے نہیں لکھیں جنمیں مخدوم صاحب اور سلسلہ صابریہ کا حال پایا جاتا ہے۔ اور آپکا یہ فقرہ حیرت انگیز ہے کہ عوام الناس کی تسلی کی خاطر کی غرض سے چند معتبر کتابوں کا حوالہ بھی دیتا ہوں سو ایسی صند کا کیا ٹھکانا اپنا مذہب چھوڑ کر دنیا میں ہوا کا فرزند وہ کافر مسلمان ہوگیا ہاں کیا خاص کی آپ تسلی کر چکے جو عوام کی طرف توجہ فرمائی یہ لفظ عوام الناس وہ ہی ہے جو جم غفیر اور مجمع کثیر کے سینے اپنے اندر رکھتا ہے سراپا دنیا فراموش۔ اور نہ معلوم کہ آپنے تکلم

اور ناسخ سے کتب مذکورہ کے بعض مضمون کو صابری کیسے قرار دے لیا اب مین ان کتابونکی
تشریح کرکے آپ کی قدیمی تحریف کو ظاہر کرتا ہون یہ کُل الکیس کتب ہین جو آپ نے اپنے ثبوت
مین لکھی ہین - لیکن چہ کتاب تو صابریون کی ہین جو مستحدث اور بہت تہوڑے زمانہ کی تصنیف
ہین اور بوجہ احداث اور اختراع روایات بغیر کسی بین ثبوت کے حجت نہین ہوسکتی اور خود آپ بہی
انکی نسبت یہی رائے قائم کرچکے ہین - چنانچہ آپ کی عبارت یہ ہے پس جو لوگ چالک قطبیت
اور ولایت کے قائل اور ناقل ہین زیادہ تر وہی لوگ اس فساد کے بانی اور مبانی ہین اور پہر آپ
فرماتے ہین - اکثر جہلانے اپنی کتابونمین لکہدیا ہے کہ ان ہر دو کاملین کے درمیان الخ اور پہر آپ
لکہتے ہین اور اس قسم کی لغو اور بیہودہ تحریرون پر جاہل ناز کرتے ہین - اور آپ پہر فرماتے ہین
کہ سینے اکثر یہ قصہ انہین الفاظ کے ساتہ جاہل صابریونکی زبانی سنا ہے - اور پہر آپ فرماتے ہین
کہ اس قسم کے جاہل خواہ کسی سلسلہ کے ہون - پہر آپ فرماتے ہین کہ یہ جاہل اس قدر بہی نہین
سمجہتے پہر ایک جگہ آپ فرماتے ہین کہ جسکو جہلائے صابریہ نے اور نیز دیگر خاندان کے لوگون نے
دوسرے طور سے شہرت دے رکہی ہے - پس یہ آپکے کلمات آپکے لئے غور کا موقع ہے چنانچہ
سیر الاقطاب تین سو برس کے قریب کی تصنیف شدہ ہے اور اس سے پہلے کوئی کتاب صابریہ
کی نہین ہے اور اسی کتاب کا مصنف سلسلۂ صابریہ اور قطب صاحب اور مخدوم صاحب
مین مصنوعی جنگ وجدل کا قائم کرنیوالا ہے - اس کے بعد مرآۃ الاسرار اور اس کے بعد اقتباس
الانوار ہے یہ دونون سیر الاقطاب کی ہی روایات بسیرو پا لیتے ہین - انوار العارفین زمانہ حال
کی تصنیف ہے جو سیر الاقطاب اور مرآۃ اور اقتباس سے اس کا راوی خوشہ چینی کرتا ہے اور کتاب
خزینۃ الاصفیاء غلام سرور لاہوری کی تالیف ہے جو یہ ہی ان کتب مقدم الذکر کا پس خوردہ
اور ان کے مصنفونکی ستے چاٹنے والا ہے - **حکایت** ایک بار حضرت مرشد دام فیضہ نے
عاجز سے فرمایا کہ ہمین پاک پٹن شریف سے واپس سادہ کو آتے ہوئے لاہور جانیکا اتفاق ہوا
چونکہ ہمکو حضرت مخدوم صاحب کے حالات کے متعلق تحقیقات تہی دل مین آیا چلو مفتی غلام سرور
صاحب سے ملاقات کریں شاید مفتی صاحب محقق ہون ور بیشہ گمان مبر کہ خالی ست اور بعد
تحقیق مخدوم صاحب کا حال خزینۃ الاصفیا مین لکہا ہوگا - بالآخر ہم ان کے مکان پر گئے

ملاقات کے بعد دریافت کیا کہ آپ نے جو فلان فلان بزرگ کا حال خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے اسکا ثبوت بڑی تحقیق سے آپ نے بہم پہنچایا ہوگا اور وہ کتب معتبرہ آپکے پاس موجود ہونگی مفتی صاحب نے فرمایا کہ تحقیق بڑی چیز ہے اور یہ سخت دشوار کام ہے مجھسے کب ہوسکتا تھا میں نے تو جو سنا اور جو لکھا دیکھا وہ لکھدیا۔ ہمنے کہا کہ ہمارے سہارنپور میں ایک مزار ہے اور وہان سال بہت بڑا عرس ہوتا ہے اور وہ مزار صرف مخدوم صاحب کرکے مشہور ہے انکا حال نہین ملتا اگر مفتی صاحب آپ کو معلوم ہو یا کسی کتاب مین دیکھا ہو تو فرما دیجئے مفتی صاحب نے فرمایا مجھکو کچھ معلوم نہین اگر آپ کو معلوم ہو وہ مجھسے بیان کرین مین کسی کتاب مین چھاپ دونگا

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

لطائف قدوسی مولانا رکن الدین صاحبزادہ قطب عالم کی تصنیف ہے حضرت قطب عالم کی تصنیف نہین ہے اور اسمین مخدوم صاحب کا ذکر مطلق نہین ہے چنانچہ اسکا ایک نسخہ قلمی پرانا ہمارے ہان بھی موجود ہے اگر یہی حال غلط فہمی اور تحریف کا ہے تو خدا حافظ ہے یہودی اسی وجہ سے مغضوب علیہم ہوئے یحرفون الکلم عن مواضعہ قرآن شریف مین موجود ہے ترجمہ بدلدیتے ہین کلام کو اس کی جگہ سے ۔ جواہر فریدی مین بیشک مخدوم صاحب کا ذکر ہے لیکن وہ ذکر الحاقیہ ہے جس قدر قلمی نسخے پرانے ہین وہ اس ذکر سے پاک ہین ہان مطبوعہ نسخہ مین حضرات سوا ہر نے الحاق کیا ہے اسلیئے یہ ذکر قابل قلم اور لائق سند نہین ہے چنانچہ آخری پرچہ مطبوعہ کے یہ عبارت موجود ہے کہ اس کتاب مین بوقت طبع بعض روایات زیادہ کردی ہین۔ اور اخبار الاخیار کے مؤلف مخدوم صاحب کے وجود سے بطریق استفہام انکاری منکر ہین اسکی تشریح کرشمۂ جمال مین کامل طور سے لیگئی ہے صفحہ ۴۵ و ۴۶ ملاحظہ ہو۔ اور رسالہ چشتیہ فردوسیہ مین ہے کہ شیخ صابر باباصاحب کا خواہرزادہ مشہور تو ہے لیکن کتاب سے پتہ نہین لگتا اور لطائف اشرفی مین مخدوم صاحب کا کچھ بھی ذکر نہین ہے صرف اس قدر ذکر ہے کہ شیخ صابر محل خلفا بابا صاحب سے تھے انکے اندر کچھ فتور آگیا تھا پھر رفع ہوگیا۔ مین کہتا ہون کہ شیخ صابر صد ہا آدمیونکا نام ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اس نام کے بزرگ بھی ہون یہ کہان لکھا ہے کہ مخدوم علاء الدین علی احمد صابری کلیری خواہرزادہ اور داماد بابا صاحب کے تھے تعریف المجہول بالمجہول

کچھ ابتلا کے طور پر شاید بدعقیدہ ہوگئے ہونگے بالآخر سنبھل گئے ہونگے واللہ تعالی اعلم انکو تو
ہم بزرگ مانتے ہیں لیکن انسے اجرائی سلسلہ کا اقرار نہیں - اور زبدۃ المقامات اور معمولات مظہری
اور مقصد الطالبین اور انتباہ یہ چار کتابیں خاندان نقشبندیہ کے بزرگونکی تصنیف ہیں انمیں شیخ صابر
کو مجہول الکیفیت لکھا ہے سواس سے مخدوم صاحب کے وجود کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور یہ کتابیں
بھی سو برس سے ورے کی تصنیف شدہ ہیں بلکہ انمیں کسی کتاب کا حوالہ بھی نہیں ہے اور سیر الاولیا
سے بھی اثبات مخدوم صاحب کو کچھ علاقہ نہیں اسمیں شیخ صابر نام درج ہے جو ہم پہلے ہی
قائل ہیں ان سے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا اور نہ اسکی عبارت سے کلیری اور صاحب سلسلہ اور
داماد اور خواہر زادہ بابا صاحب کا ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ
عبارت سیر الاولیا کی یہ ہے بندہ از خدمت والد خود سماع دارد کہ درویشے بود عزیز و صاحب نعمت
کہ او را شیخ صابر گفتندے نفسے گیرا و قدم ثابت داشت و ساکن قصبہ ڈیگری بود و پیوندہ ارادت
بخدمت شیخ شیوخ العالم داشت و او را از حضرت شیخ اجازت بیعت بود الغرض دراسچہ یاران اعلی
کہ بدولت خلافت شیخ مشرف بودند ہریکے را وداع می شد و بوصیتی مخصوص میگردانیدند
ونفسی ہمراہ او میکردند درین میان شیخ صابر عرضداشت کرد کہ در باب بندہ چہ فرمان می شود
در باب او فرمود کہ برو بہوگا خواہی کرد یعنی ترا عیش خوش خواہد گذشت الغرض تا آخر عمر عیش
خوش گذاشت و او سرے کشادہ و خوش باش بود علیہ الرحمہ تمت عبارتہ اس عبارت سے داماد اور
خواہر زادہ ہونا اور خلافت نامہ دہلی کا ملنا اور قطب صاحب کے پاس ہانسی جاکر جھگڑنا اور وہاں سے
خلافت نامہ چاک کراکر واپس بابا صاحب کے پاس آنا اور پھر انکو مکرر خلافت نامہ کلیر ملنا نہیں
پایا جاتا بلکہ یہ الفاظ غور کے قابل ہیں جو وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ شیخ صابر
ایک درویش تھے - صاحب سیر الاولیا کے والد بابا صاحب کے معاصر تھے اور وہ زمانہ گذشتہ
کا ذکر کرتے ہیں اور مخدوم صاحب کا انتقال بعد سلطان المشائخ کے قریب قریب ہوا ہے
تو یہ شیخ صابر اور ہیں اور مخدوم صاحب صوابر اور ہیں کیونکہ مخدوم صاحب کا اور صاحب سیر الاولیا
کا ایک زمانہ ہونا چاہیئے اگر یہ شیخ صابر مخدوم صوابر ہوتے تو وہ لکھتے کہ درویشی ہست شیخ
صابر نہ یہ کہ بندہ از خدمت والد خود سماع دارد کہ درویشے بود پس اس سے بصراحت ثابت ہوا

کہ انکا نام ہی شیخ صابر تھا برعکس اس کے صابریہ کہتے ہیں کہ اُن کا نام علاء الدین تھا اور صابر ٭
خطاب تھا اور وہ لکھتے ہیں کہ شیخ صابر قصبہ ڈگری کے رہنے والے تھے اور صابری کا پیر
بتاتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ انکو اجازت بیعت تھی اور صابریہ کہتے ہیں کہ انکو خلافت تھی حالانکہ
اجازت بیعت اور خلافت میں فرق عظیم ہے خلافت کا مرتبہ اعلیٰ ہے کیونکہ وہ اپنے کل
اور عکسی تصویر کہ دیجاتی ہے اور اجازت بیعت کا مرتبہ ادنیٰ ہے جیسا سچے صاحب سیر الاولیاء نے

٭ **حاشیہ** انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ جہانتک انسانی عقل خداداد یاری دے یا جس حد تک
اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل ہو حق کی مخالفت میں ایک قدم بھی نہ رکھے کیونکہ حق ایک
ایسی چیز ہے جو اپنے وقت مقررہ پر ظاہر ہو کر باطل کو نیست و نابود کر ڈالتا ہے اور وَ
الْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ کا نعرہ بلند کرکے باطل کا جگر پھاڑ دیتا ہے اور اس کے
کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا حضرات صابریہ نے بہت ہاتھ پاؤں مارے کہ
کہ کسی طرح حق کو چھپا لیا جائے اور ناشنیدہ حق کا پردہ ڈالدیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے
اپنے وعدہ کے موافق حق کو غلبہ بخشا اور دلائل بینہ اپنے فضل سے عنایت کیں۔ آج کل ہمکو
ایک **دیوان صابر** مطبوعہ ۱۹۰۹ء ملا ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم
صاحب فرماتے ہیں کہ میں حضرت سراج العارفین کے مرید و کمین ہوں اس دیوان کے صفحہ ۶۸ اور
سطر ۱۶ پر یہ شعر لکھا ہے **شعر** مرا در باب صابر از چنینم ٭ ز خدام سراج العارفینم ٭
کہئے اب ہم آپ کا قول مانیں یا آپکے صابر صاحب کا آپنے تو اپنی تحقیقات کا وہ پایہ بلند کیا کہ
خود صابر صاحب کو ہی غلطی پر ٹھیرا دیا۔ فرمائیے جب خود آپکے صابر صاحب اپنے آپ کو قطبی
کہتے ہیں تو آپنے سلسلہ صابریہ کہاں سے نکالا۔ اور آپ تو اپنے صابر صاحب کا نام
علاء الدین علی احمد اور صابر لقب رکھتے ہیں اور خود صابر صاحب اپنا نام **صابر علی**
تحریر فرماتے ہیں دیکھو دیوان مذکور کے صفحہ ۴۲ کو **شعر** خدایا بدہ خود صابر علی را
ز احسان و ایمان ز انوار ایقان ٭ اب فرمائیے آپ سچے ہیں یا آپکے صابر صاحب۔ کیونکہ
ہم نہ کہتے تھے کہ نام تو صابر علی ہوسکتا ہے۔ اور آپ انکو بابا صاحب کے خلفاء میں
حضرت سلطان المشائخ سے بھی سابق الخلافہ اور بزرگ مانتے ہیں اور خود صابر صاحب

خود خلافت اور اجازت بعیت کی اس موقعہ پر تشریح کی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہین کہ جبوقت کہ بابا صاحب اپنے یاران اعلیٰ کو خلافت سے مشرف فرما کر ملک بملک روانہ فرمارہے تھے اور وصیت خاص سے ممتاز کر رہے تھے پس اسی اثنا مین حضرت شیخ صابر نے عرض کی کہ میری نسبت کیا حکم ہے بابا صاحب نے فرمایا بہت اچھا کہاتے پیتے رہو - اس مین یہ عاجز عرض کرتا ہے

بقیہ حاشیہ اس دیوان مین اک غزل کی غزل حضرت سلطان المشائخ کی شان مین رقم فرماتے ہین جس کے مضمون سے صابر صاحب کا عقیدت مند ہونا حضرت سلطان المشائخ سے صاف طور سے ثابت ہوتا ہے دیوان مذکور کے ص۴۲ یہ غزل موجود ہے **غزل** —

سخن در بزم سلطان مشائخ | کہ ذات اوست ایمان مشائخ
ظہور گنجشکر در رخ اوست | ازین وجہ ست سلطان مشائخ
نظام الدین نظام الدین بگویند | کہ یاد اوست سامان مشائخ
تو نامش را درون دل نگہدار | کہ نام اوست درمان مشائخ
زہے بشنو نظام الدین چشتی | کہ ہست از جہان جان مشائخ
بخاک کوئے او سر بر نہادم | کہ کوئے اوست بستان مشائخ
چہ می پرسی ز من از سر پنہان | منم **صابر** نگہبان مشائخ

اب ہم بقول آپکے صابر صاحب کو سلطان المشائخ سے سابق الخلافۃ اور سلطانجی کا واجب التعظیم جانین یا بقول صابر صاحب کے حضرت سلطان المشائخ کا عقیدتمند سمجھین - کیونکہ اب وہ لن ترانیان حضرات صوابر کی کہ صابر صاحب نے فرمایا تھا کہ گو بہائی نظام الدین کے مرید اتنے ہین کہ جتنے آسمان پر ستارے - مگر میرا شمس جب چمکیگا سب چہپ جائینگے وغیرہ وغیرہ کس مد مین لکہے جائین - از جناب صوفی صاحب یہ بحث تو آپکے صابر صاحب اور حضرت سلطان المشائخ کے باب مین صرف تقدم تاخر اور بزرگی اور خوردی ہی کی تہی آپکے صابر صاحب تو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی اور حضرت سلطان العارفین کے سلسلہ مین اپنے آپ کو منسلک کررہے ہین دیوان مذکور کا صـ۴۹ ملاحظہ ہو اور سنو ردیف میم جو غزل شروع ہوئی اسکا مطلع اور تیسرا شعر

کہ بدون ارشاد و منشا باباصاحب کے بجل صابر صاحب نے عرض کی شاید انکو یہ خیال گزرا ہوگا کہ
کہیں میں نہ رہ جاؤں تو باباصاحب نے انکی خواہش کے مطابق فرما دیا کہ ہاں کہاتے پیتے رہو
پس باباصاحب کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے انکی زندگی عمدہ طور سے باعیش و عشرت
گزاری حضرات صابریہ کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب کو خلافت نامہ تحریری عنایت ہوا اور سیرالاولیا
کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو اگرچہ مخدوم صاحب نے زبانی اجازت بیعت تہی
تحریر خلافت نامہ کا ذکر تک نہیں حضرات صابریہ کہتے ہیں کہ مخدوم صاحب کو خلافت نامہ دہلی کا
مرحمت ہوا تہا اس عبارت سے اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے کہ انکو عام طور پر فرما دیا کہ جہاں دل چاہے

بقیہ حاشیہ اور مقطع اسطور پر ہیں

اگر خواہی کہ گردی در جہان عشق شمع دین | بیا ای دیدۂ دل رو بدرگاہ نصیرالدین
سراج العارفین را دیدہ دل ساز تا آنجا | ببین در کثرت وحدت جمال او بہ نیک آئین
بصد امید صابر رو بدرگاہ تو آوردہ | بکن رحمی بحال این غریب و عاجز و مسکین

جس حالت میں کہ صابر صاحب اپنے آپ کو سلسلہ نظامیہ میں داخل کرتے ہیں تو پہر وہ حضرت

قطب العالم مولانا جمال الدین احمد ہانسوی رضی اللہ عنہ سے جنکی

وفات شریف حضرت باباصاحب کی وفات سے گیارہ برس پہلے ہوی ہے اپنی خلافت کی
بابت جہگڑا لے کیونکر گئے۔ اور آپ تو اس بات کے مقر ہیں کہ قطب صاحب کا سلسلہ ہمارے صابر
صاحب کی دعا سے جاری ہوا اور دہلی کی خلافت کی تمنا میں صابر صاحب نے قطب صاحب سے
جہگڑا کیا اور خود صابر صاحب اپنے دیوان میں قطب صاحب اور ان کے سلسلہ کے بزرگوں کی مدح کرتے
ہیں اور انکی بدولت دہلی کی شان و عزت کے اقراری ہیں دیوان مذکور کے صفحہ ۱۰ اسطر (۱۶)
اور (۱۰) اور (۳۰) سطر کو دیکہنا چاہیے **اشعار** بسیدم بر ادبر بان دہلی ہست +
سلیمان ہست ایمان دہلی + اس شعر میں حضرت قطب ثانی مولانا برہان الدین صوفی کی طرف
اشارہ ہے۔ جمال حضرت سلطان دیدم + شدم از صدق دل قربان دہلی + اس شعر میں خود
حضرت قطب صاحب کی ذات پاک مقصود ہے کہ سلطان احمد اور جمال الدین دو قطب صاحب
کے نام ہیں۔ ز نور روضۂ قطب منور + بہشت آمد بچشم شان دہلی + یہ شعر تو صاف قطب صاحب

چلے جاؤ اور وہ لکھتے ہیں کہ جس خلیفہ کو وصیت خاص سے مخصوص کر کے کسی جگہ کو روانہ کیا گیا ہے
اسکی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ نفسی ہمراہ او کرد اور شیخ صابر صاحب کو صرف جاؤ ہی فرما دیا اور
وہ لکھتے ہیں کہ تمام عمر صابر صاحب کی بعیش و عشرت گزری اور صابریہ کہتے ہیں کہ انہوں نے
تمام عمر گولریاں کھا کر فقر و فاقہ سے گزاری اور وہ لکھتے ہیں کہ شیخ صابر مرد خوش باش تھے اور خوش
باش سیاحت پیشہ کو کہتے ہیں صابری صاحبان فرماتے ہیں کہ مخدوم صاحب کلیر سے ایک میل باہر
بھی نہیں گئے وہ لکھتے ہیں کہ شیخ صابر مرد کشادہ تھے اور مرد کشادہ خوش خلق کشادہ رو کو کہتے
ہیں اور صابری صاحبان فرماتے ہیں کہ مخدوم صاحب تند مزاج اور پر غضب اور النسا تو ہی متنفر تھے
سیر الاولیاء میں شیخ صابر صاحب کی تمام عمر کا حال لکھا ہوا ہے اگر وہ کسی کو مرید یا خلیفہ
کرتے تو ضرور اس کتاب میں ذکر ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ صابر صاحب نے نہ کوئی مرید کیا اور نہ
خلیفہ بنایا اور سیر الاقطاب جو صابریوں میں اعلیٰ درجہ پر مانی ہوئی ہے اس کے صفحہ (۱۷۷) پر صرف
شیخ صابر صاحب کو بابا صاحب کا خلیفہ لکھا ہے اور انکے مرید اور خلیفہ اور سلسلہ کا مطلق ذکر
نہیں کیا اور حضرت علاء الدین علی احمد صابر سے اپنے سلسلہ کا جاری ہونا لکھا ہے تو اس صورت میں
صاحب سیر الاقطاب کے قول سے ہی یہ شیخ صابر صابریہ کے مخدوم صابر نہیں ہوتے
اور رسالہ چشتیہ بہشتیہ میں مخدوم صاحب کا مطلق ذکر نہیں ہے اور سبع سنابل کا ذکر میں کئی
ورق پہلے لکھ چکا ہوں۔ اور عبد الرحمن لکھنوی نے نہ کلیر جانا لکھا ہے نہ انکے وجود میں بحث
کی ہے اور نہ خلافت میں تحقیق کی ہے اور سفینۃ الاولیاء میں دارا شکوہ نے شیخ صابر لکھا ہے
جنکو ہم بھی مانتے ہیں۔

اس سوال کی وہ وجہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ جن اختلافات کی وجہ سے یہ سوال کیا گیا ہے
جناب صوفی صاحب درحقیقت علاء الدین علی احمد صابر ایک نام نہیں ہے یہ
چار شخصوں کے چار نام ہیں جو تین نام اصلی ہیں اور چہارم وضعی ہے شیخ صابر
علاء الدین علی صابر صحیح اور اصلی اور ان تین کا مرکب کیا ہوا جو تھا نام علاء الدین

علی احمد صابر جس کے ساتھ کلیری لفظ لگایا گیا ہے واقعی وضعی ہے۔
جو تین نام کہ صحیح ہیں انمیں سے اول نام کے ایک بزرگ حضرت شیخ صابر رح بابا صاحب کے
خلیفہ ہیں لیکن انسے سلسلہ جاری نہیں ہوا سیر الاولیا سے ایسا ہی ثابت ہے خزینۃ الاصفیا میں
بحوالہ شجرہ چشتیہ صفحہ ۳۱۲ پر انکی وفات ۶۹۰ھ میں لکھی ہوئی ہے۔ دوسرے نام کے
بزرگ حضرت علاء الدین رح ہیں بابا صاحب کے پوتے ہیں انکی وفات ۷۳۰ ہجری میں ہوئی
اور پاک پٹن میں دفن ہوئے انکی زندگی میں انکی مصنوعی قبریں بہت بن گئیں تہیں اور عقیدت کیوجہ سے
عرس بھی ہونے لگ گئے تھے یہ بڑے اعلے درجہ کے بزرگ ہیں صابر اور شاکر تھے اکثر روزہ
رکھتے اور شکم سیر ہو کر کبھی نہ کھاتے اور جو کوئی کچھ پیشکش کرتا وہ فوراً راہ خدا میں صرف کرتے
یہ صاحب سلسلہ ہیں ان کے خلیفہ کا نام معز الدین ہے جواہر فریدی میں ایسا ہی لکھا ہے شک
ہو تو ملاحظہ فرمائے - تیسرے نام کے بزرگ شیخ علی صابر رح ہیں یہ باباصاحب کے
خواہرزادہ ہیں لیکن منقطع الخلافۃ ہیں قطب صاحب نے انسے خرقہ خلافت واپس لے لیا تہا
اور فرما دیا تہا کہ تم اس لائق نہیں ہو سبع سنابل میں اسیطرح لکھا ہے دیکھ لیجئے - چوتھا نام جو ان
تینوں ناموں سے مرکب ہے یعنی علاء الدین علی احمد صابر اس نام کا بزرگ کوئی نہیں پایا گیا
یہ نام صرف مصنوعی ہے اس مجہول الکیفیت اور مجہول الاسم کی وفات منگہڑت کتاب
سیر الاقطاب میں ۶۹۰ھ میں لکھی ہے منگہڑت کا لفظ اس سنہ وفات کی نسبت میں نے
یوں لکھا ہو کہ تا آپ کو یہ دہوکہ نہ لگے کہ جسکے سن وفات موجود ہوں اور وفات کا وقت
معین ہو تو پہر کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نام کا شخص مجہول الاحوال ہو پس جاننا چاہئے کہ یہ
کتاب تین سو سال کے قریب کی تصنیف ہے اور اس نام کے بزرگ کو سات سو سال کے
قریب زمانہ ہوا اور اس کتاب میں کسی ایسی کتاب کا حوالہ نہیں جو اس زمانہ کی کتاب ہو
تو بغیر حوالہ کے کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ سیر الاقطاب نے جو سنہ وفات لکھا ہے وہ صحیح ہے
پس باقی روایات جو ہم لکھیں گے اسی پر قیاس کرنا چاہئے اور ساطع الولایت ۶۹۰ھ نیز
اور اقتباس الانوار میں ۵۸۹ھ جس میں فاصلہ ۱۰۱ سال کا ہے اور جو بروئے سیر الاقطاب اندازہ
کیا جائے تو ۱۱۶ سال کا فاصلہ ہے - اسقدر فصل ممکن نہیں ہے اور جو سیر الاقطاب اور ساطع الولایت

کے سنونمین تطبیق دیجاوے تو ۶۲ برس کا فرق ہے اور ۶۹۰ اور ۸۳۰ کو مقابلہ کیا جاوے
تو ۹۰ سال کا فصل ہے مرآۃ الاسرار کے مصنف جو صابری ہین وہ لکھتے ہین کہ مجھے سن وفات
ہی نہین ملے مگر حضرت نظام الدین اولیار سے چند سال پہلے انتقال کیا ان کا قول اس بارہ
مین عمدہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ انھون نے خوب غور کیا ہوگا کہ جس سنہ وفات صابری صاحبون
نے لکھے ہین وہ سب مصنوعی اور طبعی ایجاد ہے۔ پس انکا انکار صاف دلالت کرتا ہے
کہ جس کے سنہ وفات نہین اُس کے حالات اور دیگر روایات قابل وثوق نہین پس حضرت
نظام الدین اولیار کی وفات ۷۲۵ مین ہوئی ہے تو اس سنہ مین اور ۶۹۰ مین فرق ۳۵
سال کا ہے اور جو ۶۶۴ جو وفات مخدوم صاحب اور ۷۲۵ جو سلطان المشائخ کے ہین تو ۶۱
سال کا فاصلہ ہوتا ہے اور اگر بقول اقتباس الانوار ۶۷۰ اور ۷۲۵ کو ملایا جائے تو ۵۵
برس بچپن سے خوبرو ہوتے ہین اور اگر ۶۷۹ اور ۷۲۵ کو دیکھا جائے تو ۴۶ سال کا فرق ہے
اور سجو یا با صاحب کے ۶۲۰ اور مخدوم صاحب کے ۵۱۰ کو وزن کیا جائے تو ۱۱۰ سال کا فرق
ہوتا ہے اور ۶۰۰ کو مقابل کیا جائے تو ۲۰ سال کی کمی ہوتی ہے اور ۶۷۰ کو ۶۶۴ سے مقابل کرین
تو ۶ برس کی کمی ہوتی ہے اور ۶۷۰ کو اور ۶۷۹ کو ملاوین تو ۹ سال بچپن سے اڑتے ہین علاوہ
اختلاف ازمنہ وسنون کے اس امر کے مصنوعی اور بناوٹی ہونمین بہت کچھ براہین وحجج بینہ وصریحہ
ہین جنسے کوئی ادنی عقل کا انسان بھی انکار نہین کرسکتا کرشمۂ جمال اور گلزار خلیل مین مفصل حضرت
مرشد عم فیضہ کو یہ دریافت کرنا تھا کہ ان چار مین سے مخدوم صاحب کون سے ہین دریافت کرنا آک
امر کا دیہے اور توہین کرنا کسیکا اور بات ہے نعوذ باللہ کچھ کسیکی تنقیصِ شان منظور نہتی اور نہ ہے

صوفی اے معاوینِ خلیل الرحمن اپنی حاسدانہ آنکھون کو تھوڑی دیر کیواسطے
بند کرکے انصافا منظر انصافانہ سے اُن الفاظون کو دیکھو جو صاحب کرشمہ جمال نے مخدوم جیسے ولی برحق
کی نسبت لکھے ہین کہ غلبہ جوانی کے عالم مین ہوکر خلاف حکم پیر طریقت قطب صاحب سے جنگ وجدل
کرکے ولایت لینا بھلا کہین ایسا ہوسکتا ہے کہ ولایت نہ ہوئی گشنم گشتہ ہوئی افسوس کہ جس شخص کو ایسے
غلبہ جوانی کا ہو کہ اُس غلبہ مین اُسکو اپنے نفع نقصان کی بھی خبر نہ ہو بھلا اُسکو ولایت کیسے مل سکتی ہے
کیونکہ غلبہ جوانی کے طرارے عین شرارے نفسانی ہوتے ہین۔ ای ناظرین دیکھو کہ خلیل الرحمن صاحب

اور نیز کل جمالیون نے حضرت مخدوم صاحب کلیری کی ولایت کیسے صریح کر [illegible]
اور کیسی مکروہ عبارت مین مخدوم صاحب کو مغلوب النفس لکھا ہے۔ الغرض [illegible]
مین جو باوجود اس [illegible] برا کہنے کے بھی بیگناہ صابریونکو برا اور جمالیونکو اچھا کہے جاتے ہین۔

جمالی بہتان اور کذب اور افترا تو آپ صاحبونکے [illegible] الیاس [illegible]
سن جنکو آپ معتبر تسلیم کرچکے ہین یہ قول آپہی معتمد دیکھا ہے اور آپ صابری فرماتے ہین [illegible] اپنی کی
کرتوتکا عل ہے جمالی بیچارے جیتا تو ناقل ہین نقل را چہ عقل وہ صاحب کرشمۂ جمال سیر الحق
صاحب مخدوم نے بہی صرف صابریونکا قول نقل کرکے یہ بیان کیا ہے کہ ایسے خصائل سے
انسان ولایت کے درجات عالیہ کو نہین پہنچ سکتے صفات ذمیمہ اور قوائے سبعیہ جنسے
وہ لوگ پاک ہوتے ہین وہ اللہ تعالی کے ہاتہ سے دہوئے جاتے یعنی اور تخلقو باخلاق اللہ
اور شان رحمانیت سے متجلی اور اسکے نور اور اسکی معرفت سے ممسوح ہوتے ہین [illegible] اور دیگر
کی ایک عجیب شان ہوتی ہے وہ درندگی سے بیزار اور جمعیت سے سرتاپا پر ہوتے ہین آپکو تو
صاحب کرشمہ جمال کا مشکور ہونا چاہیے تہا کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ذرا آنکہین
کہولکر اقتباس الانوار صابری کو ملاحظہ فرمایئے تا بیہوش شود ہر کہ در عشق باشد۔

صوفی حضرت مخدوم صاحب کی نسبت ایسے کلمات نہین لکہے ہین کہ
جنکو سنکر یا دیکہکر عاشقان صابریہ کی صفت صبر برقرار رہ سکے

جمالی صفت صبر ملتی ہی کب جواب دہ سکتی ہمیشہ سے اضطراب اور واویلا رہا ہے اور
ہر بیسہ بران ظالمانہ اور وحشیانہ صفت نمایان رہی ہے۔ اگر صفت صبر ہوتی تو خلافت سے
محرومی اور بے نصیبی کیون سہنی پڑتی †

---

† **حاشیہ** سیر الاولیاء کے صفحہ ۲۲۱ کی سطر ۱۰ سے آخر صفحہ تک جو عبارت لکہی ہے اسکا مطلب
یہ ہے کہ ایک شخص نے بابا صاحب سے کہا کہ مین آپ کا قدیم مرید ہون یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مجہ
کو خلافت نملے اور نئے مریدونکو خلافت ملجائے مجہے اگر آپ خلافت نہ دینگے تو ملیا خلافت
نامہ کا کاغذ تو مین خود بہی لکہہ لونگا۔ اور نیز صفحہ ۲۰۰ کے سطر ۱۰ سے سطر ۱۲ تک یہ روایت
لکہی ہے کہ بابا صاحب نے ایک شخصکو خلافت نامہ دیکر قطب صاحب کے پاس بہیجا تو قطب صاحب نے

سوال دوم حضرت مرشد ایدہ اللہ تعالیٰ

مخدوم صاحب کے والد ماجد کا اسم شریف اور نسب یعنی قوم فرمائیے کیا ہے

صوفی کل اولیاء سلسلۂ صابریہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مخدوم پاک سید النسب ہیں اور بعض لوگوں نے حضور کے والد کا اسم سید عبد الرحیم لکھا ہے اور سید عبد الرحیم کے والد کا اسم شریف سید عبد الوہاب جو کہ خلف حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

گنگوہی بلا تحقیق و بغیر حوالہ کتب مستند کسی کا نسب قابل احتجاج و اخذ و استناد نہیں ہو سکتا اسطور سے صدہا لوگ باطل النسب صحیح النسب بن سکتے ہیں اور ہر کہ وہ اپنا نسب جہاں تک اور جس کے نزدیک چاہے پہنچا سکتا ہے مجیب کو ضرور ہے کہ تمام پہلو زیر نظر کرکے پھر جواب کے لئے قلم اٹھاوے معلوم النسب اور مجہول النسب میں محک اور معیار کتب مستندہ ہیں۔ یہ تین جملے آپکے جو یکے بعد دیگر لکھتا ہوں غور کے قابل ہیں **ایک** کل اولیائے سلسلہ کا اس پر اتفاق ہے۔ اسکی سند کیا ہے **دوسرا** اور بعض نے حضور کے والد کا نام سید عبد الرحیم لکھا ہے۔ اسکی حقیقت اور ثبوت کیا ہے **تیسرا** جو کہ خلف محبوب سبحانی ہیں۔ اسکی وجہ ثبوت کیا ہے۔ یہ لفظ اتفاق وہی ہے جسکی نسبت آپ حضرت مرشد پر الزام لگا چکے ہیں اگر وہ الزام آپ سچا جانتے ہیں تو اسی الزام سے اقراری ملزم بنگئے آن ہمہ سنگ ہست کہ بر سر من زدی **اول جملہ** کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرت

بقیہ حاشیہ اس سے خلافت نامہ واپس لیکر چاک کرڈالا اور فرمایا کہ تو لائق خلافت نہیں ہے سیاق عبارت سیر الاولیاء سے یہ دونوں روایتیں ایک ہی شخص کے حال کی معلوم ہوتی ہیں یعنی جس شخص کا خلافت نامہ قطب صاحب نے چاک کیا وہی شخص تھا جسنے بابا صاحب سے کہا تھا کہ یا تو مجھے خلیفہ کردیں ورنہ میں خود خلافت نامہ لکھکر خلیفہ بنجاؤنگا۔ اور سیر الاولیاء کے بعض نسخوں میں اور مطلوب الطالبین وغیرہ میں بالعموم لکھا ہے کہ اس شخص نے بسفارش و مزاحمت خلافت پائی تھی اور سیر الاولیاء کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھا ہے کہ سفارشی خلافت نامہ ناجائز ہے۔ اس سے ہمارا مطلب ہے کہ اسی شخص کو تمام صابریہ نے اپنا مخدوم صابر قرار دیا ہے جسکا خلافت نامہ قطب صاحب نے چاک کردیا تھا اور یہ قیاس حضرات صوابر کا یوں مانا جاتا ہے کہ جو حضرات صوابر نے حالات اپنے مخدوم صابر کے لکھے ہیں وہ اس عبارت سے مطابق اور موافق ہیں کہ (یا تو مجھے خلافت دو ورنہ میں خود خلافت نامہ لکھکر خلیفہ بنجاؤنگا)

شمس الدین ترک اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء اور حضرت عبد الحق ردولوی اور حضرت عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ عنہم جو اپنے اپنے زمانہ میں کامل اور فرد تہے اور کمال ولایت میں منتہی تہے اور بقول آپکے یہ صابری تہے + تو انہوں نے مخدوم صاحب کا احوال کیوں نہ لکہا بلکہ باوجود کسی قسم کے احوال کے

+ حاشیہ ہمارے نزدیک انکا صابری ہونا ثبوت کو نہیں پہنچا بلکہ برخلاف اس کے یہ محقق طور سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت شمس الدین ترک حضرت شاہ فضل اللہ سہروردی کے طریقہ سہروردیہ میں مرید ہیں اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر صاحب کے مرید ہیں اور قلندر صاحب سلطانجی کے مرید ہیں اور حضرت شیخ عبد الحق اپنے والد کے طریقہ نظامیہ میں مرید ہیں اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی حضرت درویش قاسم اودہی کے مرید ہیں طریقہ نظامیہ اور جلالیہ میں اور حضرت شاہ اعلی صاحب صاحب سیر الاقطاب کے مرشد شاہ نظام نارنولی کے نظامیہ طریقہ میں مرید ہیں اور شاہ اعلی کا پسر منصور شاہ نام وہ اپنے والد کی حیات میں وفات کر گیا اور چہ مہینے کا بیٹا چہوڑ گیا جسکا نام شاہ محمد تہا شاہ محمد نے جوان ہو کر اپنے والد شاہ منصور کا نام شجرہ میں لکہ لیا -

اور شاہ عثمان زندہ پیر حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی ساتوین پشت میں ہیں یہ کسی کے خلیفہ نہیں ہیں بعد انتقال انکے والد کے رؤسا شہر نے انکو انکے والد کی گدی پر بٹہا دیا تو بہت کچھ تکرار واقع ہوا یہانتک کہ تکرار میں سر پہوٹ پہٹول کی نوبت پہنچی زخمی ہو کر گر پڑے مگر تاہم خلیفہ بن ہی بیٹہے این خانہ تمام آفتاب است ٭ منہ

یعنی بقول صابریہ مخدوم صاحب کا برے حالوں اور بانکے واڑہ ون پہٹے کپڑوں کلیر میں پہنچتے ہی مسجد جامع میں جا کر منبر پر چڑہ بیٹہنا اور کہنا کہ میں یہانکا شاہ ولایت ہوں میری اطاعت کرو اور مجہے اپنا امام بناؤ — یا قطب صاحب کے پاس بے ادبانہ چوڈول پر سوار چلا جانا اور بیباکانہ کہنا کہ میرے خلافت نامہ پر مہر جہٹ پٹ کر دو اور خلافت نامہ کے چاک ہونے پر مارے غیظ و غضب کے قطب اعظم کا مصلا پہاڑ ڈالا + وغیرہ وغیرہ مجنونانہ حرکات

+ معلوم ہوتا ہے کہ قطب اعظم کی جو گستاخی اور بے ادبی مخدوم صاحب نے کی یعنی چوڈول سے نہ اترے اور لب فرش تک چڑہے ہوئے چلے آئے اور آتے ہی

جو ضروری ولابدی باتین ہین وہ بہی نہین لکہی جیسے نام اور نسب اور نام والدہ اور نام والد اور وطن وغیرہ وغیرہ پہر ہم انکو صابری کیسے جانین رہے صاحب سیر الاقطاب جو اس جہگڑیکا بانی مبانی ہے سو انکو صفحہ ۱۵۳ پر مخدوم صاحب کو بنی اسرائیل سے لکہا ہے یعنی موسوی النسب اور حافظ محمد یعقوب صابری نے مخدوم صاحب کو فاروقی لکہا ہے اور گلزار فریدی مین ۹۱ صفحہ پر اُن کے والد کا نام عبد اللہ لکہکر انکو سید حسینی لکہا ہے اور دوسری کتابونمین اُن کے والد کا نام علی صابر لکہا ہے اور اقتباس جو میرے سامنے اس وقت موجود ہے اسمین اُن کے والد کا نام احمد صابر لکہا ہے اور حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی کے شجرہ مین اُن کے والد کا نام شیخ صابر ہے اور مقام کوٹ پتلی یا ست کہیتڑی علاقہ جیپور مین پیرجی کمال الدین ہین اُن کے ہان شجرہائے چشتیہ اور چشتیہ مین نظامیہ صابریہ اور قادریہ نقشبندیہ کا مجموعہ مطبوعہ موجود ہے اسمین اُن کے والد کا نام صبار لکہا ہے یعنی شیخ علاء الدین بن صبار اور یہ مجموعہ صابریون کا چہپوایا ہوا ہے اور ترجمہ مطلع العلوم جلد اول مطبوعہ صفحہ ۱۳۳ پر انکو قوم بنی اسرائیل سے لکہا ہے

بقیہ حاشیہ صاف بتا رہی ہین کہ یہ گستاخانہ کلمہ کہ مجہے خلافت نہ دوگے تو مین خود خلافت نامہ لکہکر خلیفہ بنجاؤنگا حضرت مخدوم صاحب نے بابا صاحب سے کہا ہوگا۔ اس سب تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب مخدوم صاحب نے بسفارش و مزاحمت خلافت ناجائز پائی اور پہر وہ بہی سلامت نرہی خلافت نامہ چاک ہوگیا تو سلسلہ صابریہ کہان چلا اور کیونکر چلا پہر حضرات صابریہ جو اپنے اجراے سلسلہ کے خیالی چاول پکا رہے ہین اور عالم توجہات مین انپر سلسلہ کی بڑائی کا نقارہ بجارہے ہین یہ بہی اپنے مخدوم صاحب کے اتباع مین مٹی سونا کر رہے ہین کیسی بڑ لگا رہے ہین ورنہ اہل فہم خوب سمجہتے ہین کہ سلسلہ صابریہ کا وجود ہی نہین یہ محض اک فرضی نام قرار دے لیا ہے - ۱۲ منہ

بے ادبانہ کہا کہ اسی وقت فرمان کے اوپر مہر کردو اور قطب صاحب نے جو فرمایا کہ اب شام کا وقت ہوگیا ہے چراغ روشن ہونے دو تو مخدوم صاحب نے اپنی انگلی جلاکر کہا کہ اس کی روشنی مین کردو پہر قطب صاحب نے انکی انگلی کو پہونک مار کر گل کردیا اور خلافت نامہ چاک کردیا اور فرمایا کہ جاؤ تم قابل خلافت نہین ہو پہر مخدوم صاحب نے غضب اور تو

تحفۃ الابرار صفحہ ۱۹

اب فرمائیے اتفاق کہاں رہا آپکے دعوی انصاف اور حق پسندی اور ثالثی پر افسوس آتا ہے
جس گلزار حقیقت صابری کی نسبت آپنے صفحہ ۱ پر یہ لکھا ہے کہ اس کا فقرہ فقرہ برباد کنندہ ایمان ہے
اور صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ گلزار حقیقت صابری پر سینکڑوں اعتراض کئے جا سکتے ہیں پھر اسی کتاب
کی طرف رجوع کرنا اور اسی کا دامن پکڑنا تقوی اور دعوی حق پسندی کے خلاف ہے سوا
اس کتاب کے اور کس کتاب میں مخدوم صاحب کے والد کا نام عبد الرحیم لکھا ہے۔ اور بابا صاحب
کہ حضرت محبوب سبحانی کے بیٹے کا نام عبد الرحیم نہیں ہے اگر ہے تو هاتوا برهانكم ان كنتم
صادقين ایک ثبوت کے ساتھ اب دو دو ثبوت کی آپ پر اور مصیبت وارد ہوئی۔ مولوی
بہادر علی نے اپنا رسالہ محب الصابرین اسی کتاب غارت گر دین و ایمان سے روایتیں لیکر طیار کیا
اور قاضی عبد الحق نے رسالہ گلزار صابریہ اسی کتاب فتنہ انگیز سے بنایا۔

کچھ نہ ہو سکا حضرت قطب صاحب کا مصلا بچھا ڈالا اور پھر حسب پٹ پاک پتن واپس جا کر بابا
صاحب سے شکایت کی کہ میرا فرمان خلافت قطب صاحب نے چاک کر ڈالا اپنی بات کو چھپا لیا۔
ظاہر ہے کہ چونکہ بابا صاحب خدا کے خالص بندے اور مصلح خلق اللہ اور روشن ضمیر تھے اور قطب
صاحب کو منظوری اور عدم منظوری خلافت کا رب العزت کی طرف سے فرمان پا کر اختیار کامل بحکم
تھا اور انکی حالت سے بھی بخوبی واقف تھے اور دیکھ چکے تھے کہ یہ ہم سے بھی دو بدی ادبی کے
کلام کر چکے ہیں بیشک قطب صاحب کی خدمت میں مخدوم کوئی ایسی بات کی ہے جس سے
وہ انسان حلیم اور دانا اور ملہم من اللہ رحماء بینہم کی اک دلیل واضح جو فطرۃ جمالیت کے
مادہ سے پیوستہ اک عینی تحریک سے حرکت میں آیا حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ دریدۂ جمال را
فرید نتواند دوخت مطلب یہ ہے کہ جاؤ اب کچھ نہیں ہو سکتا جمال کے نامنظور کئے
ہوئے کو میں منظور نہیں کر سکتا میرے جمال کی نامنظوری میری نامنظوری سمجھو

اس مقام میں یہ امر بھی قابل تحریر ہے کہ بابا صاحب نے قطب صاحب سے وہ وہ باتیں خاص کی ہیں
جو اپنے کسی دوسرے مرید سے یا اپنی اولاد سے خواہ وہ کسی مرتبہ اور کسی درجہ پر ہو نہیں کی
اس تعلق خاص کی وجوہ اگر حیز تحریر میں لانا چاہیں تو اک ضخیم کتاب طیار ہوتی ہے
لیکن میں اس جگہ مختصر طور پر لکھتا ہوں۔ اول بارہ برس تک محض بوجہ محبت جس کی کہ تم

صوفی اسے ناظرین سطور سے خلیل الرحمن صاحب کے زعم میں حضرت مخدوم صاحب کا شجرۂ طریقت مصنوعی ہے اور فرضی ہے اسی طرح سے حضور کا شجرۂ جدی بھی ان کے نزدیک فرضی ہے سو میں لکھتا ہوں کہ اگر بفرض محال شجرۂ جدی فرضی بھی ثابت کیا تو سلسلہ عالیہ صابریہ میں کوئی نقصان آجائے گا۔

حکاک نقصان کے کیا معنی بجگنی ہوتی ہے

صوفی اب میں پھر خلیل الرحمن صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اجرائے سلسلے کے واسطے شیخ کے شجرہ طریقت کی صحت کی لازمی ہے شجرہ جدی کی صحت کی ضرورت نہیں ہو اگر صحت سلسلہ جدی در اصل شرائط ہوتی تو خاندان چشتیہ تو اول ہی معدوم ہو جاتا کیونکہ حضرت خواجہ حسن بصری کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان کے والد صاحب کا نام مولی ثابت انصاری ہے اور بعض کے نزدیک

بقیہ اور تمکو یہ کب حق پہنچتا تھا کہ تم بارگاہ جمال میں ایسی حرکت کرو اور پھر باوجود نادم ہونے کے انکی ہم سے ہی انکی شکایت کرو ایسے امور کے نتائج اچھے نہیں ہوتے بتلاؤ تمہارا اسمیں کیا حرج تھا جو ذرا سا توقف چراغ کے روشن ہونے تک کرتے۔

بقیہ صفحہ ۸۵ مسئلہ

نتیجہ نافرمانی حضرت قطب صاحب اور بابا صاحب رضی اللہ عنہما

بقول حضرات صوابر مخدوم صاحب خلافت دہلی سے اتنک محروم رہے حضرات صوابر کو جس کا ہمسر ہوں آجتک چلا جاتا ہے اور کبھی کیطرح ہر وقت کف افسوس ملتے رہتے ہیں۔

پاک پٹن سا مقام جسمیں حضوری شیخ حاصل تھی اس سے بھی محرومی اور شیخ سے دوری و مہجوری رہا علاوہ اس کے یاران طریقت اور اقربا کی صحبت سے بھی علحدگی ہوئی تا زیست یار دوست کی ملاقات تو درکنار انسان کی صورت دیکھنے سے بھی ترسنا پڑا نوبت تنہائی سے جو انوکی صحبت میں زندگی کی کہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۶ مسئلہ اور تعلیم اور رشد بھی حاصل تھا حضرت بابا صاحب کے قطب صاحب کے پاس ہانسی میں تشریف رکھی یہ ایک قدرتی نظارہ ہے کہ مقام بھی ہانسی قطب صاحب کو دہ لاکہ اگر بابا صاحب ہانسی نہ رہتے تو پاک پٹن سے دہلی اور دہلی سے پاک کی راہ گویا صراط مستقیم کا نمونہ تھا اسلئے جانے بابا صاحب کو دوبار ضرور رہے گا موقع ملتا اور پھر حضرت سلطان جی اور دیگر یاران طریقت کی بھی ہمیشہ ملاقات کا اکثر موادے سے جو کوئی پاک پٹن جاتا اور پاک پٹن سے واپس دہلی آتا وہ ضرور حضرت قطب صاحب سے ملاقی ہوتا یہ بھی ایک قسم کا برزخ تھا۔

سوائے ان خواجہ اویس قرنی ہے

گمالی یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شجرہ جدی و فقی شجرہ طریقت کے لئے کوئی ثبوت یا عدم ثبوت میں داخل نہیں ہے۔ اگر یہی بات تھی تو اس قدر گدی کے پیچھے سے ناک کیوں پکڑی پہلے ہی کیوں نہ کہدیا کہ شجرہ جدی یا نام والد حضرت مخدوم صاحب ہمیں معلوم نہیں ہے یا اسمیں اختلاف ہے

بقیہ حاشیہ در حرام کر لی ہے کسی شخص نے بعیت ہی نہ کی انسانی غذا کے عیوض جو طیب ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ

کہو اللہ کی زینت اور پاکیزہ رزق اس نے جو اپنے بندوں کے لئے پیدا کی کسنے حرام کی۔ جو الی غذا بلکہ جسکو حیوان بھی کھاتا ہیں گولریاں کھا کھا کر حیات کا زمانہ پورا کیا عوہ پھر لباس بھی نصیب نہ ہوا بعد وفات بقول حضرات سو برکئی سو سال تک لاش بھی بے گور و کفن پڑی رہی اور قہر اور عضب الٰہی کی تلوار باران کوس تک برہنہ چلتی رہی کہ کوئی بھی وہان نہ جا سکا بلکہ جو اک بڑا آبادی بستی تھی وہ مخدوم صاحب کے تشریف فرما ہوتے ہی چند روز مین اُجاڑ ہو گئی اور وبا اور ہیضہ سے جلد تباہ ہو گئی اور جب سے مخدوم صاحب دفن فی الارض ہوے سوائے منہیات شروع شریعت حسنات کا کام ہی نہیں اگر وہان کوئی قرآن شریف کا ایک پارہ بھی پڑھ لے تو وہ مرض با کوڑھی ہو جائے رات دن بجائے اہل اللہ اور صلحاء کے طوائف کا رقص رہتا ہے اس سلسلہ پاک میں اکثر طبیعتیں مرید ہوتی ہیں۔ جمالیہ جو اک سلسلہ رسوم ہے وہان عیوب ہے

دوم حضرت بابا صاحب اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت **قطب الدین** کے انتقال کے وقت ہانسی مین تھے اعلام الٰہی سے اطلاع حاصل کر کے دہلی گئے اور تین روز رہکر پھر واپس ہانسی آگئے برادران طریقت نے ہر چند کہا کہ آپکے مرشد آپ کو تبرکات عنایت کر گئے ہیں تم یہیں رہو بابا صاحب نے فرمایا کہ میں ہانسی جاؤنگا

سوم یہ کہ اپنے خلفاء کی منظوری اور غیر منظوری قطب صاحب پر منحصر رکھی

چہارم اگر قطب صاحب نے کسی خلیفہ کی خلافت کو نا منظور کیا تو بابا صاحب نے بھی نا منظور کیا اور جو منظور کیا وہ بابا صاحب کے ہاں بھی منظور رہا اور جو کسی نا منظور شدہ نے بابا صاحب کی بارگاہ مین اپیل کیا تو وہ اپیل نا منظور ہو کر دیدۂ حجاج افریدہ متوانند دو ختن

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

ہم تحقیقا کچھ نہیں کہہ سکتے طریق تقوی اور سعادت انسانی یہی ہے کہ جس بات کی انسان کو خبر ہو اوسمین لب کشائی نہ کرے ایک امر نامعلوم الحقیقت اور مجہول الکیفیت کو پیچ در پیچ اور گرہ در گرہ بیان کرنا تقوی کے خلاف ہے پس سیدہی اور سیدہی راہ اختیار کرنا سعادت کا موجب اور صدق کا باعث ہے۔ جناب من مخدوم صاحب کے تو نسب مین ہی گفتگو ہے نہین گفتگو تو تمام معاملات مین ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ پاک ہے ان دونو سلسلون کا مقابلہ ناظرین کرسکتے ہین اسی لئے خدا کے فضل سے بغیر ہمارے ارادے کے ان دونو حاشیون کو یعنی حاشیہ در حاشیہ۔ اور حاشیہ در حاشیہ در حاشیہ هذا ما فهمني ربي بفضله۔ منہ

کا اشیرحکم صادر ہوا **پنجم** یہ کہ بابا صاحب بابا قطب صاحب کی نسبت فرمایا کرتے تھے **جمال جمال ماست** اور کبھی فرماتے **جمال میخواہم کہ گرد سر تو بگردم** یہ عجیب وغریب پر معانی فقرات خصوصیت کے ہین جس خصوصیت مین کوئی شریک نہین لفظ جمال ہی خصوصیت کو چاہتا ہے **ششم** بعد انتقال قطب صاحب ان کے صاحبزادہ قطب دوم حضرت **برہان الدین صوفی** کو صغرسنی مین خلافت عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جیسا میرا جمال میری طرف سے مجاز تہا ویسا ہی تو بھی مجاز ہے اور قطب صاحب کا خرقہ اور تبرکات قطب صاحب کو دیکر کہے تہے وہ بہی الکو عنایت کئے **ہفتم** بابا صاحب قطب کو مولانا جمال الدین یا برادرم جمال الدین فرمایا کرتے تہے **ہشتم** اگر قطب صاحب نے بابا صاحب کی خدمت مین اپنی حاضری کے لئے عرض کی تو بابا صاحب نے فورًا فرمایا کہ آپ مت آئین ہم ہی آتے ہین۔ **نہم** بابا صاحب نے جب قطب صاحب کو خلافت عطا فرمائی تو کتاب **عوارف المعارف** بہی عطا فرمائی جس کا ذکر حضرت قطب صاحب کی ہشتگو مین بیان کر چکے ہین پس یہ خصوصیات خاصہ ہین جو بلا شرکت غیرے قطب صاحب کو حاصل ہین جو دوسرے حاصل نہین ہین **اللهم اجعلنا منهم واحشرنا يوم القيامة معهم**

۱۲۔ منہ

وجود نام حسب نسب والد والدہ بیعت خلافت سکونت دفن قبر سنہ ولادت سنہ وفات دامادی خواہرزادگی وغیرہ کوئی بات تو ثابت ہو حضرت خواجہ حسن بصری کے ایک جزو مین کسی کو کم فہمی سے ہوگا یہان تو ساری بات تو پر پانی پھرا ہوا ہے اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نسبت اجماع کل فرق اسلام کا پایا جاتا ہے قدر مشترک لینے سے نسب کی بھی صحت ہوجاتی ہے اور جہان قدر مشترک نہ ہو تو وہان کس بات کی امید رکھی جاوے ایک مولینا شاہ ولی اللہ صاحب نے محدثانہ اس بارہ مین کلام کیا تھا اس کا جواب فخر الحسن مولانا فخر الدین صاحب نظامی کی طرف سے شائع ہوا۔

صوفی صاحب ایسے ہی حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید کے حسب کا پتہ ہے نسب کا نشان ہے اور اسیطور سے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کو بعض نے خراسانی الاصل اور بعض نے سمرقندی الاصل اور بعض نے بخاری الاصل اور بعض نے کوفی الاصل لکھا ہے

مجالی اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ انکا ثبوت نہین تو مخدوم صاحب کا بھی ثبوت نہین فافات **الشرط فات المشروط** ابھی جناب انکا وجود اور ثبوت موجود ہے اور کافی ثبوت ہے اور ایک سکونت کے اختلاف سے تو کچھ حرج نہین ہے اور یہ بھی آپکے نزدیک اختلاف ہوگا ہمارے پاس تو کچھ بھی حرج اور اختلاف نہین ہے باقی اس کا جواب سوال دوم مین آچکا ہے

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب آپکو محض بطریق تحقیق ہی سلسلہ جدی کی تحقیقات منظور ہوتی تو آپ سے پہلے ان حضرات رضی اللہ عنہم کے حسب و نسب کی تحقیقات کرتے جو طبقہ اولی کے خاندان کے چشتیہ بزرگ ہین اس سے کیا معنے کہ طبقہ اولے کے بزرگ کو حسب و نسب کیطرف تو التفات نہین اور مخدوم پاک کے حسب و نسب کی تحقیقات ہورہی ہے۔

مجالی جناب صوفی صاحب بانی وہین سے ہوتا ہے جہان پہنچا ہوتا ہے طبقہ اولی سے نہین بحث ہی کیا ہے ان کی نسبت شک کسکو ہے جو خواہ مخواہ ایک امر ثابت شدہ کو لے بیٹھین تحقیقات تو اسکی چاہئے جو بالمقابل ہو اور مدعی سامنے ہو اور اپنی فتح اور دوسرے کی شکست اور اپنا وجود اور دوسرے کا عدم بیان کرے جب کبھی دروازہ تحقیقات کا دروازہ کہلاتا ہے تو بمقابل مدعی کہلاتا ہے سوتین سو برس سے حضرات صلو بر مدعیانہ مقابل تھے یہ وقت اللہ جل شانہ نے اپنے

عالم میں اس تحقیق کا مقدر رکھا تھا یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ کا زمانہ بھی ابھی مقرر کیا تھا۔ سو درپیش ہے

صوفی علاوہ اس کے آپ کا قلب سلیم ہوتا تو اسمیں یہ خیال ضروری آتا کہ کیا بعید ہے جو اللہ تعالے نے بزرگان سلسلۂ عالیۂ صابریہ کو بذریعہ الہام آپکا حسب نسب ظاہر فرما دیا ہو جسکو وہ اپنی کتابوں میں لکھ رہے ہیں

جمالی جناب صوفی صاحب رحمک اللہ وغفرلک یہ امر قابل التسلیم ہے انتہی جھگڑوں کے بعد یہ ایک بات فرمائی ہے لیکن اسمیں اس قدر خیال ہے کہ الہام الٰہی اخبار کی نسبت بلاتفاوت مراتب ایک ایسی قسم کا ہوتا ہے جسمیں نسخ جائز نہیں ہے قرآن شریف میں یوسف ابن یعقوب ابن اسحق ابن ابراہیم علیہم الصلوۃ والسلام ہے تو تمام کتب الہامیہ وسماویہ میں ایسے ہی موجود ہے نہ اس کے برخلاف۔ پس یہ آپ صاحبوں کا کیسا الہام ہوا کہ نسب اور نام ہی میں اختلاف بلکہ ایک دوسرے الہام کی ضد موجود ہے کسیکو الہام ہوا کہ مخدوم صاحب بنی اسرائیل میں اور کسیکو الہام ہوا کہ قریشی ہیں اور کسیکو الہام ہوا کہ سید حسینی ہیں اور کسیکو الہام ہوا کہ سید حسینی ہیں اور کسیکو الہام ہوا کہ غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور کسیکو الہام ہوا کہ انکا نام علی صابر ہے اور کسیکو کہ انکا نام علی صابر ہے اور کسیکو الہام ہوا کہ انکا نام علاءالدین ہے اور کسیکو الہام ہوا کہ انکا نام علاءالدین علی احمد صابر ہے اور کسیکو الہام ہوا کہ ان کے باپ کا نام احمد ہے اور کسیکو الہام ہوا کہ انکا باپ جبار تھا اور کسیکو الہام ہوا کہ ان کا باپ عبداللہ تھا اور کسیکو الہام ہوا کہ عبدالرحیم والد تھا۔ یہ درحقیقت الہام نہیں صرف خیال ہے

سوال سوم حضرت مرشد دام فیضہ

مخدوم صاحب کی جائے ولادت بتلائے

صوفی مخدوم پاک کی جائے ولادت بعض کے نزدیک ہرات ہی اور اکثر نے جائے ولادت کا ذکر ہی نہیں لکھا اگر جائے ولادت کو ہرات ہی مان لیا جاوے تو ایمان میں کیا کچھ نقصان آجائیگا یا اگر جائے ولادت کا پتہ ہی نہ نکلے تو کیا سلسلۂ صابریہ کے جاری ہونے میں کوئی نقصان آجاویگا۔

جمالی ہرات کی جائے ولادت کا آپکے پاس کیا ثبوت ہے مخدوم کی جائے ولادت کی بثبوت ہرات

تسلیم کیجائے تو اک قسم کا کذب لازم آتا ہے اور کذب پر یقین کرنے سے بیشک ایمان کا نقصان ہے اور جائے ولادت کے نکلنے سے آپکے سلسلہ کا نقصان اور ہمارا سوال قائم۔ باقی ہوا سوال دوم میں آچکا ہے اور جائے ولادت صرف اک گلزار حقیقت صابری نے لکھی ہے جسکو آپ مردود فرماتے ہیں نہ بعض نے

سوال چہارم حضرت مرشد دام برکاتہ

مخدوم صاحب کا نام حضرت علاء الدین علی احمد صابر ہے یا حضرت شیخ صابر ہے یا حضرت عمر صوفی ہے یا حضرت علاء الدین ہے یا حضرت علی صابر ہے۔

صوفی صاحب یہ اظہر من الشمس ہے کہ تعداد اور تکثر اسماء باعث تعداد و تکثر ذات مسمی نہیں ہوسکتا اور نہ موجب مسدودی فیض ذات مسمی ہوسکتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر کسی طالب نے اس ذات واحد کو جو سر منشاء صابریہ ہے مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کہکر پکارا اور کسی نے شیخ علی صابر اور کسی نے دوسرے لقب اور نام کے ساتھ پکارا تو کیا ان پکارنے والوں کو بوجہ تعداد القاب اور تکرار اسماء کے فیض حاصل نہ ہوگا۔

حالی بیشک تعداد اسماء ذات بخلاف اسماء صفات ذات واحد مسمی میں خلل انداز ہے اگر یہ بات نہیں تو ذات کے کیا معنی اور واحد کے کیا معنی ہونگے یہ بات بدیہی الثبوت ہے کہ تعدد و تکثر اسماء ذات سے تعدد ذات مسمی ہوسکتا ہے کیونکہ ذات اور صفات کے لفظ سے ہی فرق بین ہے زید اک اسم ذات ہے اور عالم فاضل جاہل غبی بلید فصیح سب اسکی صفات ہیں لیکن زید بکر عمر خالد جو تمام اسماء ذات ہیں ان سے ایک فرد زید یا بکر نہیں سمجھا جاتا بلاشک زید بکر عمر کے کہنے سے تعدد ذات پر دلالت ہوگی مثلاً آپ کا نام صوفی جان جو آپکے والدین نے وضع کیا ہے تو آپکی ذات واحد کے لئے وضع کیا ہے جس سے آپ ہی کی ذات مقصود تھی نہ ذات متعدد پس یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ احمد جان محمد جان وغیرہ نام پکارا جائے اور اس سے خاص اک فرد صوفی جان سمجھا جائے واضع اسم کی غرض یہی ہوتی ہے اگر یہ نہ ہو تو اسماء ذات اور صفات کا تمیز و تفرقہ اٹھ جائیگا۔ اور باوجود اسم ذات یا صفات کے ایک لقب ہوتا ہے مگر لقب اور اسم ذات اور صفات یا خطاب میں فرق عظیم ہے

پس تعدد اسمار ذات سے ایک شخص واحد نہیں ہوسکتا سوائے اس کے کہ تعدد اسمار ذات سے کئی ایک متعدد اشخاص سمجھے جائیں اب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ پانچ اسم مذکورہ اسمار ذات ہیں اور ہمیں اسی بات میں تحقیق کرنی ہے کہ نام کونسا ہے اور خطاب کونسا اور لقب کیا ہو ہاں اگر یہ بات آپ کہدیتے کہ علاء الدین بن علی بن صابر ہو ہے جس سے نسب کی طرف اشارہ ہو تو کچھ رونے ہوئے کے آنسو پونچھے جاتے لیکن ثبوت پھر بھی درکار تھا ہمیں صرف تحقیق ہے نہ معاذ اللہ منقصت شان مخدوم - بعد ثبوت ہم اسی طرح مخدوم صاحب کو ماننے والے ہیں جیسے ذات بابا صاحب اور سلطان المشائخ اور حضرت قطب صاحب کی مانتے ہیں - اب ہم کریں کیا مدعی سست گواہ چست کی بات تو نہیں بنتی - دیکھو حضرت عمر صوفی بابا صاحب کے داماد ہیں اور بی بی مستورہ بابا صاحب کی صاحبزادی انسے منسوب ہوئیں اور شیخ محمد فرزند تولد ہوئے انہوں نے حضرت سلطانجی کے ملفوظ جمع کئے تو عمر صوفی اس صورت میں صابریہ کے مخدوم کا نام کبھی نہیں ہوسکتا ہے باقی تشریح سوال اول میں ہے۔

صوفی خلیل الرحمن صاحب نے اس سوال لچر پر کہ جس نے آپ کی پیری کو لچر کردیا اخبارات میں بہت زور دیا ہے کہ سیر الاقطاب نے چار ناموں کا ایک نام کرلیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ چار ناموں کا ایک نام جو بنالیا ہے اسی ذات کیواسطے تو بنایا ہے جو سر منشا سلسلہ عالیہ صابریہ ہے

جمالی الحمد للہ کہ آپ نے اس نام کو مصنوعی قبول کرلیا **شعر**

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

صوفی دیکھو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو ہند الولی اور خواجہ بزرگ اور خواجہ اجمیری اور خواجہ حسن سنجری لکھا ہے اور کسی نے پورا نام معہ القاب کے ہی تو کیا اس اختصار کی وجہ سے چار پانچ نام ہو جائینگے۔

جمالی عرض یہ ہے کہ اسم ذات اور صفات ایک نہیں ہوجایا کرتے القاب اور خطاب جز اسم نہیں بنجاتے خواجہ حسن کسی نے نام نہیں لکھا ہاں معین الدین بن حسن سنجری لکھا ہے جو بن کو تخفیف کرکے خواجہ معین الدین حسن سنجری لکھتے ہیں جب آپکو القاب اور خطاب اور کنیت اور اسم ذات اور صفات میں تمیز نہیں ہے تو کیوں تحقیق کے لئے

دوات قلم لے کر بیٹھے - جناب صوفی صاحب انہیں کہو کہ لفظ ہند الولی غلط ہے اور ولی الہند
صحیح ہے پس ہند الولی یا خواجہ بزرگ یا خواجہ اجمیری کوئی بھی نام نہیں لیتا نام معین الدین
ہے باقی لقب ہیں یا صفات ہیں - پس اگر مخدوم صاحب کا نام علاء الدین تھا اور لقب
یا خطاب صابر تھا تو نام مع خطاب یا لقب علاء الدین صابر ہوا ہے یہ دو نام علی اور احمد
پیچھے کیسے آگئے اور لقب صابر کی بھی کوئی وجہ ہونی چاہئے بغیر ثبوت تو یہ لقب بھی
عند العقلاء قابل التسلیم نہیں ہے کیونکہ مخدوم صاحب میں کوئی صفت صبر پائی نہیں جاتی
کلیر کا احوال اور قطب صاحب کی ملاقات کا حال حیرت میں ڈالتا ہے اگر نام علاء الدین
صابر کے بدلے بقول آپکے علاء الدین محسن کش نام ہوتا تو درست ہوتا اور سیر الاقطاب
کی تحریر کے بموجب جو بارہ برس بابا صاحب کے لنگر خانہ پر امانت اور دیانت سے رہی اور ایک
دانہ تک بغیر حکم مرشد نہ کھایا تو بجائے صابر کے امین یا متدین لقب ہو سکتا ہے
تو اس صورت میں علاء الدین امین یا علاء الدین متدین نام مع لقب ہو سکتا ہے اور لقب صابر
بالکل موزون نہیں ہو سکتا اور اب مجھ یہ بات بھی دریافت کرنی پڑی کہ مخدوم صاحب نے بارہ برس
جو لنگر سے ایک دانہ نہیں کھایا تو گھر میں سے کھایا ہوگا تو یہ صبر کیونکر ہوا اور اگر بارہ برس
کھایا ہی نہیں تو یہ اظہار کرامت ہوا پس ایسی کرامت کا صادر ہونا قرآن شریف کے
خلاف ہے وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا
خَالِدِينَ ترجمہ اور ہم نے انکو ایسے اجسام نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں یعنی وہ
کھانے کے محتاج تھے پس جو جسد محتاج طعام ہو وہ بغیر از طعام زندہ نہیں رہ سکتا - پس اس لقب صابر
کو بابا صاحب کی طرف منسوب کرنا بابا صاحب پر بہتان ہے بابا صاحب نے ہرگز لقب صابر
نہیں فرمایا - اس نام یا لقب کی صورت مصنوعی پہلے بیان ہو چکی ہے یہ ایک اور بطور نمونہ بیان
ہوتی ہے ایک صاحب صابری رسالہ برق جلال میں صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے
مخدوم صاحب کی والدہ سے فرمایا کہ نام علی رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ احمد نام رکھنا اور خدا نے کہا کہ مخدوم نام رکھنا اور خضر نے کہا کہ علاء الدین نام رکھنا کیا خوب
نسخہ بیان فرمائی ہے ان حضرات صابریہ کے حصہ میں جو قدیم سے جھگڑا اور فساد آیا ہے

علاوہ جھگڑے قضیہ حضرت غوث صاحب اور قطب صاحب کے اللہ تعالی اور خضر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور علی مرتضی میں بھی آپ نے باہم کا تنازع پیدا کر دیا **شعر** دل جلا جان جلی دونوں جہان
پھسکے ما اسکو تماہوں کہ اُسے پاؤں پڑوں کس کس کے ۔ اگر حضرت علی کے فرمودہ کو
بجالایا جاوے تو خضر اور رسول اللہ اور خدا تعالی کی خفگی ہوتی ہے اور جو فرمانا خضر کا کیا جاوے تو علی
اور رسول اللہ اور خدا کی ناراضگی ہوتی ہے غرضکہ جس کے برخلاف کیا جاوے اسی کا مورد عتاب
ہونا پڑتا ہے ایک کی فرمانبرداری اور دوسرے کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ کل ناموں کو
مجموعہ کر کے ایک نام قرار دیدیا تاکہ سب راضی اور خوش رہیں تب بھی اس خمسیہ شجرہ کی
ترکیب ٹھیک نہیں بنتی عدول حکمی اور نافرمانی ایک دوسرے کی سوراخ بند نہیں ہوتا۔

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب کتب سیری کو غور سے دیکھئے اس خاندان
چشتیہ میں حضرت ممشاد دینوری کے نام پاک میں دو نام شامل ہیں مگر کوئی نقص کی بات نہیں ہے

جمالی جناب صوفی جان صاحب آپ ہی تو کتب سیر کو تدبر سے دیکھئے حضرت
ممشاد دینوری کے نام میں دو نام ہرگز ہی نہیں ہیں در اصل نام ممشاد ہے اور دینوری میں
یائے نسبتی ان کے مسکن کی ہے جو دینور کے نام سے مشہور ہے اور بعض جگہ یہ بھی لکھا ہے
کہ **ممشاد علی دینوری** جو فارسی ترکیب میں ابن کا لفظ تخفیف کر کے حذف کر دیا
کرتے ہیں اور صرف اضافت باقی رکھتے ہیں تاکہ اضافت ابن کے حذف پر دلالت کرے
پس ممشاد ابن علی دینوری کا ممشاد علی دینوری ہو گیا ہے مثلاً قطب جمال الدین ہانسوی
امام محمد غزالی سید عبد القادر جیلانی وغیرہ وغیرہ اصل کی تحقیقات سے فروعات کا خود بخود
فیصلہ ہو جاتا ہے فروع اصل کے تابع ہے جسکی اصل نہیں اسکی فرعیں گفتگو بے سود ہے

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب جو کچھ اعتراض آپنے چار ناموں کے ایک
کرنیکے متعلق بیگناہ صابریوں پر کئے ہیں وہ اعتراض موافق آپکے زعم کے اور خیال کے کل
بزرگان چشتیہ پر جنمیں حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی بھی شامل ہیں وارد ہوں گے

جمالی یہ صرف آپکا حسن ظن ہے باقی جواب سوال اول میں آچکا ہے

صوفی علاوہ اسکے جناب خلیل الرحمن صاحب نے اخبارات اور

نیز کرشمۂ جمال میں جو لکھا ہے کہ ان چار بزرگوں میں سے آپکا سلسلہ صابریہ کس بزرگ سے جاری
ہوا ہے اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ آپکو وہم نے گھیر رکھا ہے اجی حضرت صابریہ سلسلہ لفظ
صابر کیوجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور لفظ صابر چاہے لقب ہے یا نام آپ جیسے پیر طریقت کا یہ
فرمانا کہ آپ کا سلسلہ صابریہ کس سے جاری ہے ابعد البعید ہے جناب سلسلہ صابری کو بھی
لفظ صابر کی وجہ سے جو ہر کی اور بہشتی میں موجود ہے صابر کہا گیا ہے۔

کرشمۂ جمال

جمالی

سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ حضرت مرشد دام فیضہ نے اور نیز صاحب
کرشمۂ جمال نے یہ کب دریافت کیا ہے کہ صابریہ سلسلہ کس لفظ سے مشہور ہے اجی
جناب وہ تو یہ دریافت کرتے ہیں کہ کس بزرگ سے جاری ہے اور آپکا یہ سپید جھوٹ زمین و آسمان
میں سما نہیں سکتا کہ سیر الاولیا سے لیکر کل کتابوں میں موجود ہے حضرت سوائے صوابر کی کتابوں کو
اور کسی کتاب میں نہیں ہے پس جیسا کہ منجملہ دس سوالات کے سوال اول میں نہ ہونا ثابت کر دیا گیا ہے

سوال پنجم و ششم حضرت مرشد دام فیضہم

ان کی دامادی کا ثبوت دیجئے کہ بابا صاحب کی کونسی صاحبزادی سے منسوب ہوئے
اور خواہرزادگی کا ثبوت دیجئے کہ کونسی بہن کے فرزند ہیں۔

صوفی صاحب

بزرگان سلسلہ صابریہ میں اسی قدر مشہور ہے کہ مخدوم پاک بابا صاحب کے
بھانجے اور داماد تھے اسکی تصریح نہیں کہ کونسی بہن کے فرزند تھے اور کونسی دختر کے خاوند تھے

جمالی

آپکو اگر یہ امر محقق نہیں ہے تو کیوں بے تحقیق اور مشہور بات کی
پیروی کر رہے ہیں کیا یہ جواب مسکت خصم ہو سکتا ہے کیا کوئی محقق تسلی یاب ہو سکتا ہے
جناب میں بیشک اخبار دیکھیں اور کتاب کرشمۂ جمال میں یہ بات اجلی بدیہیات کیطرح
ثابت کر کے دکھلا دی ہے کہ حضرت بابا صاحب کے تین صاحبزادیاں تھیں ایک بی بی فاطمہ
دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ۔ حضرت بی بی فاطمہ بدر الدین اسحٰق سے اور حضرت
بی بی مستورہ محمد صوفی سے بیاہی گئیں اور بی بی شریفہ صغر سنی میں بیوہ ہو گئیں پر انہوں نے
نکاح ثانی نہیں کیا چنانچہ سیر الاقطاب اور کل کتب صوابر میں اسیطرح موجود ہے چونکہ

صاحبزادی کوئی ثابت نہیں جو مخدوم صاحب سے بیاہی گئی ہو ہاں ایک بات معلوم ہوتی
ہے کہ جیسے فرضی صاحبزادی بابا صاحب کی بنائی گئی ایساہی فرضی داماد بھی بنایا گیا اور
علی ہذا القیاس فرضی وجود کے فرضی حالات عجیب وغریب لطیفہ جواہر فریدی کے
صفحہ ۳۵ پر حضرات صوابر نے الحاق کرکے یہ مضمون لکھدیا ہے کہ مخدوم صاحب سے بی بی شریفہ
بیاہی گئیں تھیں جو عین جوانی میں بیوہ ہوگئیں علاوہ گناہ قذف جو سخت کبائر سے ہے
اک دہوکہا کہا یا الحاق کیا پر کرنا نہ جانا بی بی بیوہ ہو جائے خاوند زندہ رہے
سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد مخدوم صاحب کی عمر بقول صوابر ۹۸ سال کی ہوئی ہے
نادان دوست سے خدا بچاوے۔

صوفی اس قسم کی امورات کی تحقیق داخل ضروریات شریعت اورطریقت نہیں ہے
ولی برحق کی خلافت حقیقی کی تحقیقات کرنا ضروریات میں ہے۔

کمالی ان اقسام کے امورات کی تحقیق ہمیشہ داخل ضروریات شریعت اور طریقت ہے اسکی
وجہ یہ ہے کہ انبیاء اور اُن کے مثیل اولیا اسی لئے دنیامیں یکے بعد دیگرے مبعوث ہوتے
ہیں کہ تا اُن کے افعال اور اقوال کی پیروی پیروی کرکے ہر یک شخص اپنی اپنی مناسبت
پر مدارج علیا اور مراتب عظمی کو پہنچے اور مطلوب حقیقی کی مرضیات کو حاصل کرے
قرآن شریف میں ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
تشریح اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے فرماتا ہے یعنی اگر تم اللہ کے محبوب
بنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تم اللہ کے محبوب ہو جاوگے۔ بات یہی ہے کہ انسان
اللہ تعالی کے برگزیدوں کی اتباع سے روحانی اور جسمانی فوائد کو بتمام وکمال اپنے انتہائی
نقطہ تک پہنچکر حاصل کرلیتا ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر انبیاء کا وجود فضول اور
اُن کے امثال کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جنکے دلوں میں محبوب حقیقی کی تڑپ اور مطلوب اصلی
کی جلن ہے وہ تو زندہ ہی مر گئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ جو اللہ تعالی نے پانچوں نمازوں اور دیگر اوقات میں پڑھنے کیلئے
تعلیم کیا ہے اور مقاصد عظمی اور مطالب کبری کو اکمل اور اعلی اور ارفع طور سے پُر کیا ہے

جس سے کسی قسم کی صداقت باہر نہین ہے اک بیہودہ امر سمجھا جائیگا پھر وہ کونسا راستہ
جسپر چلنے سے وصول الی اللہ کا مزہ چکھیے اس دعا سے کے تو یہی معنے ہین کہ الٰہی ہمکو
وہ راہ دکھا تیرے منعم علیہم یعنی انبیا اور صدیقا اور شہدا اور صلحا مین داخل ہو
جائین اگر ہم مین تو نبی انبیا کے درجات ظلی اور مثالی طور پر حاصل کر سکتے ہین تو ہمین انبیا
کا ظل اور مثل بنا دے اور جو ہم مین مادہ صدیقا اور شہدا اور صلحا کا ہے تو انکا ہمرنگ
یا وہی بنا دے اور یہ بات محققانہ طور سے تحقیق کے منصہ ظہور پر جلوہ گر ہو چکی ہے کہ جبتک
حال اور قال ایک نہ ہو جاے یا ایک ہو جاے لیکن موافق حال حضرات انبیاء الرحمن یا انکے جانشین
کے موافقت نہ ہو تو ہرگز اس لائق نہین ہے کہ اسکی پیروی کر کے اس کے انتہائی مرکز کو جو
انسانیت سے موسوم ہے حاصل کر سکے اور بطریق تنزل تو یہ سب مین مشہور ہے کہ علم سے نہ ہے بہ از جہل
اگر آپکے نزدیک یہ تحقیق لغو ہی تو کیون آپنے یہ چند اوراق سیاہ کئے اور جس شخص کا وجود ہی نہ ہو تو
اسکی خلافت حقیقی کی تحقیقات تو اسی طرح پر ہو سکتی ہے کہ جیسے اب درپیش ہے

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب مخدوم پاک کو بابا صاحب سے رشتہ آل معنوی حاصل
تھا تو اب کیا ضرورت ہے کہ ہم رشتہ ظاہری کی ہی جستجو مین اپنا وقت ضائع کرین یہی وجہ ہے کہ
بزرگان عالیہ سلسلہ صابریہ نے ایسے ہی مخدوم پاک کے حسب نسب وغیرہ کی تفتیش ظاہری نہین
فرمائی جیسے طبقہ اولی کے حضرات چشتیہ نے حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید کے حسب نسب
وغیرہ ظاہری کی جستجو نہین فرمائی۔

جمالی جناب من آپ کیون صداقت کا خون کرتے ہین کون کہتا ہے کہ حضرات چشتیہ
طبقہ اولی کے حسب نسب کی تحقیق نہین کی کیا آپ کو معلوم نہ ہو سکی یہ بات صفحہ دنیا سے مٹ
سکتی ہے صدہا کتابین اس تحقیق سے بھری پڑی ہین اور ما سوا اس کے محدثین کی سعی کو غور سے دیکھیے
اور علم رجال کو ملاحظہ فرمائیے کیا کیا تحقیقات حسب نسب کے علاوہ فعل و قول وغیرہ کی ہی کی ہین اگر
ایسی تحقیقات کوئی نہ کرتا تو دینی کام درہم برہم ہو جاتا اور سلاسل طریقت کی صف ایکدم مین لپیٹ
دی جاتی آپ کیسے فرماتے ہین کہ شریعت و طریقت مین یہ تحقیقات داخل نہین ہے **شعر**

چشم بد اندیش برکندہ باد　　　عیب نماید ہنرش در نظر

نظیر حدیث تفسیر فقہ وغیرہ علوم پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر ایک شے اور ہر ایک امر کی تحقیق ہوئی ہے اگر یہ تحقیقات نہ ہوتی تو نہ ہم نماز پڑھ سکتے تھے نہ روزہ رکھ سکتے تھے نہ کسی مذہب اور ملت اور سلسلہ کی پابندی اختیار کر سکتے تھے اور پہلے آپ ہی فرما چکے ہیں کہ اولیا، صابریہ نے ابا ماں مخدوم صاحب کے حسب و نسب کی تحقیق کی ہے ۔ غرض تحقیق فضول نہ رہی ہوئی خواہ کسی طرح ہو

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب جب شاہ عبد الحق محدث دہلی نے اخبار الاخیار میں اس قدر لکھدیا ہے کہ وہ بزرگ جس کا سلسلہ شیخ عبد القدوس گنگوہی سے ملتا ہے وہ بابا صاحب کے داماد اور خواہرزادہ مشہور ہیں تو آپ کو وہ کونسی ضرورت پیش آئی جو آپنے رشتہ معنوی چھوڑ کر ظاہری کی تحقیقات کی۔

حالی اسکا جواب ۸۹ صفحہ پر لکھ چکا ہوں اور مفصل کرشمہ جمال کے صفحہ ۵۴ پر ہے ۔

سوال ہفتم و ہشتم حضرت مرشدام فیضہ

۷ یہ قبر کلیر میں کب بنی ہے اور کس نے بنائی ہے ۸ اور اس چار ناسون مذکور الصدر میں سے کونسے بزرگ کی ہے اور کس بادشاہ کے زمانہ میں کس کے اہتمام سے بنی ہے ۔

صوفی صاحب ایک عرصہ تک مزار پر انوار مخدوم پاک کا بوجہ ویرانی کلیر اور نیز بوجہ استغراق ذاتی مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کے بلا تعمیر پڑا رہا اور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال بھی بوجہ استغراق ذاتی کے اسطرف کو التفات ہی نہیں ہوا اور نیز بوجہ غالب ہونے فیض مخدوم پاک کے جان نثاران سلسلہ بھی داخل سلسلہ ہوتے ہی مستغرق ہو جاتے تھے اور رسوم ظاہری کیطرف انکو التفات ہی نہیں ہوتا تھا استغراق کلی کا باعث اس کا ہوا کہ عرصہ دراز تک نہ تعمیر خانقاہ ہوئی نہ کوئی امر جو کہ تعلق امور ظاہری سے ہے ظہور میں آیا یعنی تالیف ملفوظات کی طرف بھی خیال نہیں گیا یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کتب سیر میں قلت سے ہے کیونکہ اولیا، اللہ کے مریدا اور مریدان مریدہی انکے حالات اور کرامات وغیرہ کو جمع کر کے لکھا کرتے ہیں جب ان حضرات کا جو لوگ جمع کرنیوالے تھے بوجہ استغراق کے یہ حال تھا تو پھر ملفوظات کیسے جمع ہوتے اور بلا جمع ہونے ملفوظات کے اسپر کو حالات لکھے

حالی آپ یہ حالات اپنی طرف سے لکھتے ہیں یا کوئی انکا ثبوت بھی ہے بغیر ثبوت کے جو ناقص طور سے بھی آپنے نہیں دیا ہم کیونکر تسلیم کریں آہ ۔ گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ۔ لیک یک تن ہم نشد آسرار جو ۔ اور پھر آپ ہی

جبکہ حالت میں اپنی تحریر کی نفی کرتے ہیں کہ کسی کتاب میں مخدوم صاحب کا احوال نہیں ملتا تو یہ بیان آپکا کیسے قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ وحشد کو آپ نے خوب جمع کیا کہیں تو لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا ذکر کسی کتاب میں نہیں اور کہیں لکھا ہے کہ کتب سیر میں قلت ہے اور کہیں لکھا ہے کہ مخدوم صاحب کا ذکر ہر ایک کتاب میں ہے اور کہیں لکھا ہے کہ یہ کتب سیر اور ملفوظات چھپے ہیں۔ اور دلیل ایک بیان کی بھی پیش نہیں کی۔

صوفی اس استغراق کی کیفیت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے زمانہ سے لیکر حضرت شاہ عبد الحق ردولوی کے قرب زمانہ تک رہی یعنی ان حضرات کا احوال بعد وصال مخدوم پاک کے مثل صحابہ کے تھا

حمالی حضرت شمس الدین کا احوال لکھ چکا ہوں کہ یہ سہروردی تھے اور حضرت جلال الدین قلندری اور نظامی تھے سیر الاقطاب میں ہے کہ انکو ترقی باطن شیخ شرف الدین بو علی قلندر سے ہوئی قلندر صاحب کی نظر پڑتے ہی فیض سے معمور ہو گئے اور دیوانہ وار صحرا میں پھرنے لگے پھر خلعت کی ہدایت کیلئے مامور ہوئے اور مولانا محمد حسین شاہ صاحب مراد آبادی صابری کے پاس شجرہ قلندریہ موجود ہے اسمیں شیخ جلال الدین کے نام کے اوپر قلندر صاحب کا نام موجود ہے اور انکی تصنیف سے جو کتاب زاد الابرار ہے اسمیں مخدوم صاحب کا ذکر بالکل نہیں ہے اور نہ کہیں اپنا صابریہ ہونا لکھا **ھذا الشئ عجیب** اور شیخ عبد الحق ردولوی اگرچہ مرید شیخ جلال کے ہیں مگر انہوں نے اول بیعت [illegible] سلسلہ نظامیہ میں کی ہے اور شیخ دیوانہ سنامی اور علاء الدین بخاری اور شیخ نور قطب عالم نظامی اور سید احمد گیسو دراز نظامی سے بھی فیض حاصل کیا ہے اور شیخ جلال اور شیخ عبد الحق کے ہاں لنگر خانہ جاری تھا عمدہ تکلف پوشاک پہنتے تھے اور عمدہ گھوڑے سواری کیلئے موجود تھے اور مرفع الحال تھے اور پختہ مکانات اور خدمتگار بکثرت تھے کیا یہ حال مستغرقین کا ہوا کرتا ہے جو لوگ مستغرق الحال ہوتے ہیں انکے اکثر اجرائے سلسلہ نہیں ہوا کرتا ہے

صوفی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ کے بوجہ قرب زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصال آنحضرت کے ایسی کیفیت رہی کہ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق کتابت جمع نہ کیا جب وہ اثر صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کم ہونا شروع ہوا تو تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی بڑی جانفشانیاں کرکے اسلام کے ہر ایک امر کا انتظام کرنا شروع کر دیا۔

حمالی بڑی مغالطہ کی یہ بات ہے حضرت من احادیث نبوی بزمانہ نبوی لکھا جانا بھی ثبوت کو پہنچا ہے آپ ہر ایک امر میں اپنی رائے لگا دیا کرتے ہیں جو جو ضروریات کی نسبت احادیث وہ بعض نے

مبارک اور بعض بزمانہ صحابہ لکھی گئی ہین چنانچہ حدیث کی کتابون سے انکا پتہ ملتا ہے ہان الیسا الزام صحیح
کرینگا جیسا کہ بعد مین بزمانہ ائمہ حدیث ہوا وہ اسوقت وابستہ نہین کیا استغراق صحابہ بالکل نہین تہا
اگر استغراق صحابہ کو تسلیم کیا جائے تو اس سے تمام سلسلہ اسلامی درہم برہم ہوتا ہے یاد رہے کہ قرآن
شریف اس وقت نازل ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہوتے ہی عملی حالت کر کے دکھاتے
تہے اسلئے احادیث کی چندان ضرورت نہتی۔ پس آپ کا قیاس اس باب مین قیاس مع الفارق ہے۔

صوفی اسی طرح جب زمانہ حضرت شاہ عبدالحق ردولوی کا گزرا اور وہ استغراق کم ہونا
شروع ہوا تب بالہام حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس امر پر مامور ہوئے
نہ کہ برائے رونق سلسلہ اور قیام برائے جریان فیض کے واسطے مزار پر انوار تعمیر کرین چنانچہ حضرت شیخ عبدالقدوس
قطب العالم گنگوہی نے بحضور مخدوم پاک درخواست کی کہ اب طالب جان دادہ کی جانب نظر ترحم فرمائے
جاوے چنانچہ یہ درخواست قطب العالم کی بپایہ قبولیت کو پہنچی اور مخدوم پاک نے بحکم حق طالبان
حق کی موافق استعداد طالبان حق کے فائز فرمانا شروع کیا اس روز سے آج تک جو دریائے فیض صابری
موجزنی کرتا ہے اظہر من الشمس ہے کہ کوئی کور باطن اس مقام پر نہ سمجھے کہ اول مخدوم پاک کا فیض بند تہا
بعد درخواست قطب العالم کے جاری ہوا نہین بلکہ میری تحریر کا یہ منشا ہے کہ جیسا فیض اس وقت سے قبل بشان
استغراق تہا وہ اب نرہا بلکہ موافق استعداد طالبون کے فیض رسانی شروع ہوئی پس مخدوم پاک کے مزار پاک کے تعمیر کے بانی
بالہام حق حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم گنگوہی ہین ان کے بعد وقتاً فوقتاً غلامان سلسلہ تعمیر کو وسعت
دیتے رہے چنانچہ وہ تعمیر اس وقت تک موجود ہے۔

حالی حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا سراسر بہتان ہے قرآن شریف مین کاذبون
اور مفتریون کے حق مین بہت کچھ وعید ہے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین تو ہر ایک خاص و عام مین مشہور ہے
الیسی کذبون اور افتراؤن نے دنیا کو تباہ کیا ہے۔ ✝ اگر آپ کے نزدیک یہ روایت سچی ہے تو آپ نے

✝ **حاشیہ** مین آپ کو اس وقت اک اور بات ~~[illegible]~~ منورہ وغیرہ بلاد مین الہ بخش حنیف
مشہور ہے اور حضرات صابریہ کہتے ہین کہ یہ الہ بخش صابری ہے بعض کہتے ہین کہ حضرت شیخ داؤد علیہ الرحمۃ کا
خلیفہ ہے بعض کہتے ہین حضرت شیخ صادق محبوب الٰہی کا ✝ خلیفہ ہے اور ان حضرات کا اسم حنیف

✝ **حاشیہ در حاشیہ** حضرت شیخ صادق محبوب الٰہی کی محبوبیت کا عجیب وغریب قصہ ہے

لازم ہے کہ اس کا ثبوت پہنچا ئین اسطور سے کہ حضرت سلطانجی کی خانقاہ شریف مین ایک جلسہ کیا جا ئے
اُس جلسہ مین بحوالہ کتب اس کا ثبوت پیش کرین پس اگر آپنے ثبوت جیسا کہ چاہیئے اُس جلسہ مین پہنچا دیا
تو آپ سچائی کے مستحق ہونگے ورنہ اسی وعید قرآنی کے نیچے آئینگے جسکا ذکر آ چکا ہے اور یاد رہے
کہ کتاب کے شائع ہونے سے بیس روز کی آپ کو مہلت ہے کہ آپ اس عرصہ مین معہ اپنے مریدین کے تشریف
لاوین اور اگر آپ بیس روز کے اندر پہلوتہی کر گئے تو آپ مورد لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مستحق ہونگے
اور جو ہماری طرف سے کسی قسم کا اعتراض ہوا تو ہم دو چند یا سہ چند کے مستحق ٹھہرینگے واللہ علی ما نقول وکیل

بقیہ حاشیہ صفحہ ... نسبت یہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین اسکو قید کرنیوالا کوئی نہین اول تو یہ قید ہی نہین ہوسکتا اور جو کوئی قید کر بھی لے
تو اُس کے پیاسکی مدد کرکے چھڑا لیتے ہین اور اُس کے خبیث ہونیکی بابت یہ روایت کرتے ہین کہ یہ الٰہ بخش اپنے پیر کو نہلا
رہا تھا کہ ایک عورت نے اسکو ایک رقعہ دیا کہ تم اپنے پیر کو دیدو اُس نے جو وہ رقعہ دیکھا تو وہ ایک نقش تھا بس اُس نقش کے
دیکھتے ہی اسکا سر قلم ہوگیا اُس وقت چونکہ الٰہ بخش حالت جنابت مین تھا اسواسطہ خبیث ہوگیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ
الٰہ بخش نے وہ نقش جب دیکھا اُسکا سر کٹ گیا پھر اُس کے پیر نے دیکھا تو اُنکا سر بھی تن سے جدا ہوگیا وہ اُسوقت غسل
کر چکے تھے۔ اس روایت کے ساتھ یہ بھی اضافہ کرتے ہین کہ ایک خاکروب جو اُس کے پیر کے مکان مین رہتا تھا وہ بھی بڑا
ساحر تھا اُس نے جو اُس نقش کو دیکھا وہ بھی مارا گیا۔ اور جب گنگوہ مین حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا عرس ہوتا ہے
تو اس الٰہ بخش خبیث کی وجہ سے بڑا ازدحام خلائق ہوتا ہے ہزارہا مرد اور عورت سر لاتے ہین اور اُن کے روبرو ڈھولک
بجتی ہے اور چڑھاوے چڑھتے ہین تماشہ دیا جاتا ہے درحقیقت تو وہ ہنگامہ الٰہ بخش کا ہوتا ہے مگر بوجہ تقدم تاریخ
یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عبدالقدوس کا عرس ہوتا ہے بہر کیف کچھ ہو مگر اس خبیث کی بدولت ازدحام کثیر ہوتا ہے کیونکہ
شیخ عبدالقدوس مرحوم کی اولاد سے جو حضرت شیخ صادق ہین انکا مقبرہ جو گنگوہ مین ہے اُس مقبرہ کے اندر ایک گولر کا
درخت ہے کہتے ہین کہ اس گولر کے اوپر الٰہ بخش رہتا ہے اور اُس گولر پر ہزارہا بیاں عطر کے اور چڑھاوے چڑھتے ہین اور اُس
احاطہ مین جگہ جگہ ڈھولک بجتی ہے اور مرد عورت سر لاتے ہین اور کہتے ہین کہ اُن کے سر پر الٰہ بخش سوار ہے اور اُس کے چڑھاوے مین

حدائق داؤدی وغیرہ کتب صابریہ مین لکھا ہے کہ وہ ایک روز شکار کھیلنے کو تشریف لیگئے اور
ایک خرگوش کو مارنا چاہا تو اُس نے کہا کہ مجھ کو نہ مارو مین ایک خرگوشنی پر عاشق ہون میرا گوشت کام نہ آئیگا مجھے
اور تم محبوب الٰہی ہو اُس روز سے وہ محبوب الٰہی مشہور ہے۔ یہ روایت قابل غور ہے کہ حضرت شیخ صادق کو اپنی حصول
محبوبیت کی خبر خرگوش کے کہنے سے ہوئی یہ عجیب محبوبیت ہے کہ خود شیخ صادق مرحوم کو جو محبوب ہوچکے تھے خبر

اور حضرت عبد القدوس سے جو بہتان تعمیر مزار مخدوم صاحب باندھا ہے یہ گلزار حقیقت صابری کی کا لنبلیسی آپنے کی ہے - حضرت عبد القدوس مخدوم صاحب سے کئی سو سال بعد ہوئے ہین اور اسی کتاب مین ہے کہ ابراہیم بادشاہ لودھی نے بنایا ہے اور حدیقۃ الاولیا مین ہے کہ حضرت شمس الدین ترک نے معجزہ بنایا ہے اور سیر الاقطاب مین ہے کہ روضہ مجاوروں نے بنایا ہے اور بقول سیر الاقطاب مین ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے روضہ بنایا ہے اور اپنی قبر بہی وہین بنائی - اب دیکھئے کس قدر اختلاف ہے حالانکہ جہانگیر کا مقبرہ اب لاہور مین ہے -

صوفی جناب خلیل الرحمن آپنے جو یہ دریافت فرمایا ہے کہ ان چار ناموں مذکور الصدر سے پیر کیسا کا

بقیہ حاشیہ سے جو مندہا ہو بہہ آتا وہ تو پیرزادہ گان کا حق ہے وہ اسی وقت لیتے ہین اور جو بہینکڑ بہیسر وغیرہ آتے ہین وہ اک جولاہہ جو اسی خانقاہ مین ایک مکان مین رہتا ہے وہ لیتا ہے - اور اس احاطہ خانقاہ کے باہر ایک اور احاطہ بطور میدان کے ہے اس مین بہی ایک گولر کا درخت کہڑا ہے اس کے لئے یہ بات مشہور ہے کہ اس گولر مین الہ بخش کے پیر کا بہنگی رہتا ہے اس کا ایک بہنگی مجاور ہے وہان سور کے نیچے چڑہائے جاتے ہین - ان حالات مذکور کی نسبت مختصراً یہ عرض ہے کہ کسی صاحب نے سنا ہوگا کہ اولیاء اللہ کے سلسلہ مین کوئی خبیث بہی داخل ہوا اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ وہ خبیث تو جسقدر چاہے مخلوق کو ستالے مگر اسکو کوئی بہی نہ ستا سکے اور اگر اسکو کوئی قید کرے تو اس کے پیر اسکی حمایت کرین خبیثون کی حمایت کرنا اولیاء اللہ کا کسی نے نہ سنا ہوگا - اور یہ بہی عجیبات سے ہے کہ حالت جنابت مین مرنے سے مسلمان شخص خبیث ہو جائے اور اس کے تمام اعمال صالحہ زائل ہو جائین اور نور ایمان کا اس سے جدا ہو جاوے - اور اک محبوب الہی کا صرف اک نقش کے دیکہنے سے مر جانا تعجب ہے - اک خبیث کو بچانا اور اس کا چڑہاوا لینا سوائے حضرات صابر کے کسی مسلمان کا دیکہا نہ سنا اور پہر وہ مال کہا کر اہل کمال کہلانا اور اہل اللہ مین داخل ہونا نئی بات ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے یَا اَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ اور ایک جگہ ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ اے رسولو اور اے ایمان والو پاک اور طیب مال کہایا کرو طیب کے معنے یہ ہین کہ جو صورت مین اور سیرت مین پاک ہو - اور پہر محبوب الہی کی خانقاہ

بقیہ حاشیہ محبوبیت کی خبر نہ ہوا اور خرگوش انکو انکی محبوبیت کی خبر دے - اور اس سے عجیب تر یہ بات ہے کہ خرگوش کے کہنے پر اظہار دعوی حصول محبوبیت عوام کر دیا جاوے واہ وا واہ محبوبیت الہی اور خرگوش کی گواہی اور حیرت در حیرت یہ بات ہے کہ اک حیوان جو انسان سے کم درجہ کی مخلوق ہے اور بالخصوص خرگوش جو بہت گہٹیا جانور ہے اس کا انکشاف تو یہانتک ترقی کرے کہ انسان کی محبوبیت کی گواہی دے اور جو انسان کہ خود محبوب ہو چکا ہے

جمالی — اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہزاران بزرگ کا جو بابا صاحب کے خلیفہ اعظم تھے اور جنکا نام یا خطاب صابر ہے اور جنکی وجہ سے یہ سلسلہ صابریہ مشہور ہو خاص و عام ہوا اور جنکی توجہ سے لاکھوں اہل حق اور صاحب دل اصل بحق ہو گئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں پہلے آپ ایک بات قرار دیں کہ انکا نام صابر تھا یا خطاب تھا بڑی افسوس کی بات ہے کہ آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مخدوم صاحب کا نام صابر تھا یا خطاب صابر تھا اور پھر اسی مجہول یا نامعلوم الاسم کو سر شمار سلسلہ قرار دیتے ہیں سب تو الہام اور کشف سے معلوم ہو جاتے اور جو بات اصل الاصول ہے وہ معلوم نہ ہو۔ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

بقیہ حاشیہ کے جوار میں سور کا چڑھوانا بھی حضرات صوابر کا کام ہے۔ ان سب حالات پر جو ہم غور کرنے میں اور اسکا تلاش کرتے ہیں کہ ایسے خلاف اہل اسلام امور ان صابریہ سے کیوں سرزد ہوتے ہیں آخر تو یہ مسلمان ہیں اہل طریقت لیکن ان کے نام لیوا ہیں تو بجز اس کے اور کوئی سبب خیال میں نہیں آتا کہ یہ حضرات جو حضور **قطب العالم قطب جمال الدین احمد ہانسوی رضی اللہ عنہ** کی جناب میں گستاخی **اور بے ادبی** کرتے ہیں اسکی **پہٹکار** میں گرفتار ہیں ورنہ اہل اسلام سے ایسے امور کا وقوع بیّنا غیر ممکن ہے اور اس پہٹکار کا اثر یہانتک پہیلا کہ مہم میں **شاہ غلام حسین صاحب صابری** نے بارہ برس تک بحالت ہوش و حواس **اک سور** پال رکہا تہا۔ ای افسوس یہ عبرت کا مقام ہے کہ ابہی آپ صاحبوں کی آنکہیں نہیں کہلتی اور کہلے کیونکر جب کال پہٹکار پڑتی ہے تو خرابی بہی خرابی معلوم نہیں ہوا کرتی تاکہ وہ خرابی معلوم نہ ہو۔ **اسی بے ادبی کی سزا کا ایک اور نمونہ ہے** حضرت شیخ **عبد القدوس** گنگوہی کا جب عرس ہوتا ہے تو آخر روز عرس کو صاحب سجادہ حضرت شیخ **عبد القدوس** کا جبہ پہنکر ہاتہی کے ہودج میں سوار ہوتا ہے اور اس ہاتہی کے دونو پہلو زنجیر رستے لٹکتے رہتے ہیں اور ان رسوں کے نیچے کی جانب لکڑیاں بندہی رہتی ہیں ان لکڑیوں پر پاؤں جما کر رستے پکڑ کر صاحب سجادہ کے عزیز و قریب دس پانچ شخص سجادہ کے ارد گرد ہوتے ہیں اور

بقیہ تفسیر — اسکو اپنی محبوبیت کا بہی انکشاف نہ ہو اور تعجب پر تعجب یہ معاملہ ہے کہ **معرفت الٰہی** صرف **انسان ہی کیواسطہ** خاص ہے اور اسی کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات ہے اور کشف و الہام معرفت الٰہی کے ہی ادنیٰ شعبے ہیں اور دیگر حیوانات اس نعمت معرفت سے محروم ہیں تو کشف والہام سے بہی انکو کچہ علاقہ نہیں پہر خرگوش کو شیخ صادق صاحب کی محبوبیت محبوبیت کا علم کس ذریعہ سے

صوفی جناب خلیل الرحمن صاحب جس خیال سے آپنے یہ سوال کیا ہے وہ خیال آپ کا بالکل آپکی شان اور آپکی شیخوخیت کے خلاف ہے اور آپکی تحقیقات سے ظاہر ہے کہ آپکے نزدیک یہ مزار جو پیران کلیر مین موجود ہے مصنوعی ہے مین افسوس کرتا ہون کہ آپ کی پیری پر کہ آپ پیر طریقت ہوکر پیران عظام کی عظمت کے منکر ہون۔

جمالی جناب صوفی جانصاحب جس خیال سے آپنے حق کا خون کیا ہے اور حق پر پانی پھیرنا چاہا ہے یہ بالکل آپ کی شان پیری اور عظمت سادات کے مطلق خلاف ہے جو باوجود مخدوم بننے کے آپ ہمپر بہتان بندی کرین اور ظنوا المؤمنین خیرا سے اعراض کرین اور مجھکو سخت افسوس ہوتا ہے کہ جب مین آپکے رسالہ مین متقدمین اور متاخرین سلف اور صالحین کی نسبت مکار اور کذاب اور مفتری اور جاہل کے الفاظ دیکھتا ہون۔

سوال علم حضرت مرشد دام فیضہ

کلیر کے جلنے اور مسجد کے گرنے اور مسلمانون کے دبکر مرنیکا کیا ثبوت ہے

صوفی مجھکو اس کے ثابت کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ یہ واقعات فلان فلان کتاب مین لکھے ہین

جمالی جب کو ضرورت نہی تو کیون یہ کتاب لکھی اور کیون اسکا نام قول فیصل رکھا۔

صوفی ہان اس قدر ضرور لکھتا ہون کہ اس قسم کے واقعات گاہ گاہ بزرگون کو کشف سے منکشف ہوا کرتے ہین

جمالی آپ تو فرماتے تھے مجھے ضرورت نہین اب کیا ضرورت پڑی صاحب کشف کا نام بھی تو لکھا ہوتا اب اور ثبوت کی ضرورت پڑی۔

صوفی جب یہ واقعات حد خرق عادت مین داخل ہین اور حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ولی برحق ہونا ثابت ہے اور کرامت اولیا برحق عقائد اہل سنت مین داخل ہے تو کیا تعجب ہے کہ یہ واقعات حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور مین آئے ہون اور انکا علم بذریعہ کشف کسی ولی سلسلہ کو ہوا ہو اور اس ولی نے

بقیہ حاشیہ اور وہ ہاتھی شہر کی گلیون مین پھرتا ہے اور اس کے آگے قوالی ہوتی جاتی ہے اور صوفی اس کے آگے وجد کرتے ہین اور ہوتے ہوتے تھوڑی دور چلکر اس ہاتھی کو ٹھیرایا جاتا ہے اور قوالی ہوتی رہتی ہے اور بعض بعض ہوشو

حاشیہ اور خود شیخ صادق صاحب جو معرفت الٰہی حاصل کرکے مقام محبوبیت کو پہنچگئے تھے اور کشف و الہام انکی ذات عادی تھی تو انکو اپنی محبوبیت کا علم کیون نہ ہوا۔ اور یہ بھی غور کے قابل بات ہے کہ اگر گوشہ کا

بیان کو کسی اہل سیر نے اپنی کتاب مین لکھا ہو

جمالی یہ واقعات خرق عادت مین داخل نہین ہوسکتے **قرآن شریف** اور سنت کی برخلاف ہین اور مخدوم صاحب کا ولی برحق ہونا تو جب تسلیم ہوگا کہ وجود ثابت ہو جو کرامت خلاف سنت اللہ ہو وہ حق ہے ورنہ باطل ہے **الحق حق والباطل باطل** اور یہ بات ہی اظہار کے قابل ہے کہ جب کل نمازیان مسجد مسجد کے گرنیسے دبکر مرگئے اور ایک فرد البشر بھی زندہ باقی نرہا تو یہ قصہ کہ مخدوم صاحب کو مصلے سے اٹھا دیا خلق مین کسنے کہا ہوگا تو سوائے اس کے اور کوئی بات معلوم نہین ہوتی کہ مخدوم صاحب نے اپنی کرامت آپ ظاہر کی ہوگی حالانکہ سوائے اس ولی کے جو محدثیت کی مرتبہ مین قدم بقدم انبیاء علیہم السلام مبعوث ہو کرامت کا ظاہر کرنا مذموم ہے اور قطع نظر اس کے مخدوم صاحب بتارک کسی سے ملے ہی نہین اور نہ کلیر کے بارہ بارہ کوس تک کسی انسان یا حیوان کا بقول حضرات صوابر گذر ہوا اور کئی سو سال تک لاش مبارک مخدوم صاحب پڑی رہی تو فرمائیے کہ کرامت انہدام اور قتل اہل اسلام وغیرہ کی اطلاع مخلوقات مین کسنے ظاہر کی فتدبر ولا تکن من الجاہلین۔

صوفی یہ امور ایسے نہین ہین کہ جنکے متعلق ایسی چالاکی سے بحث کیجاوے جیسے آپ کر رہے ہین۔

جمالی تو نے چھپا چھپایا کیا اچھا ہوتا جو آپ لکھدیتے تاکہ آپکی محققیت کو دھبہ نہ لگتا۔

صوفی علاوہ اسکے اگر آپکے خیال کے مطابق یہ واقعات بھی مصنوعی ہین جیسا کہ آپ نے کرشمہ جمال کے صفحہ ۱۲ پر کہا ہے تو بھی مخدوم پاک کے کمال ولایت مین کوئی نقصان نہین آسکتا کیونکہ کرامت کا اظہار شرط ولایت نہین

جمالی اصل ثبوت وجود لازم ہے جب وجود کا ثبوت ہو تو اظہار کرامت کیسا جب آپکے نزدیک اظہار کرامت شرط ولایت نہین ہے تو یون لکھدینا تھا کہ درحقیقت جو قصص کلیر مخدوم صاحب سے متعلق ہین یا انکی طرف منسوب کر رکھے ہین وہ غلط ہین اگر اظہار کرامت آپکے نزدیک شرط اظہار ولایت نہ ہوتی تو آپ ان قصص کاذبہ کی تائید نہ کرتے ۔۔

بقیہ حاشیہ ہاتھی کے قدمونکی خاک کو اپنی ڈاڑھیونمین ڈالتے ہین یہ سب حضرت قطب اعظم کی بے ادبی کا نتیجہ ہے)۔ اور ہر طرف گلی کوچونمین اور مکانات کے در و دیوار چھتون پر بیبات کی عورتین بن ٹھن کے بیٹھتی ہین

فائدہ عشق تو حز گرش کو ایسا لازم ہے کہ اسکو انسان نے مقام محبوبیت تک کا انکشاف ہو گیا اور جو انسان کہ خود محبوب خدا ہو تو محبت الٰہی اسکو تاہی نہ کرے کہ وہ خدا اپنی محبوبیت سے وصف ہے

صوفی علاوہ اس کے جناب خلیل الرحمن صاحب آپ اُن واقعات کو جنکا تعلق کرامت اور خرق عادت سے ہے کرشمۂ جمال کے صدقے پر صابریوں سے دریافت فرماتی ہیں کہ مسجد گرانا اور علماء و فضلا و فقرا اور اولیاء اور مسلمان نمازی کو عین نماز میں مار ڈالنا یہ افعال کیسے ہیں اور انکا مرتکب کون ہے اور پھر ان افعال پر آپ حکم شریعت دریافت فرماتی ہیں خدا جانے آپ کی پیری اور مشیخت کس رنگ اور کس ڈھنگ کی ہے جو آپ بحالت پیری متقدمین یہود اور متاخرین ہنود آریہ سماج کا اتباع کر رہے ہیں یعنی ان لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ محمد صاحب کیسے رحمۃ للعالمین تھے جنہوں نے ہزاروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔

جمالی انا للہ وانا الیہ راجعون

صوفی ایسے ہی جناب خلیل الرحمن صاحب نے اپنے اخبار شحنۂ ہند مطبوعہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء میں لکھا ہے کہ لفرض محال اگر بابا صاحب نے مخدوم صاحب کو صابر کا خطاب ہی دیا ہوتا تو برعکس صبر کے کلیر میں جبر ہوتا غصہ میں مسجد گرائی نمازیوں کو خود عمداً ترک جماعت کی شہر کو جلایا گیا اسی کا نام صبر ہے جناب خلیل الرحمن صاحب اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ اپنے اغراض کو جو مخدوم صاحب کی صابر ہونے پر کیا ہے مثل انہی اغراض کے پاوینگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے پر یہود و آریہ سماج نے کیا ہے

جمالی یہ قیاس آپ کا قیاس مع الفارق ہے کہاں جہاد منجانب رحمانی اور کہاں جذبہ نفسانی کہاں توحید کی تعلیم اور کہاں تقلید شیطان رجیم سبحان اللہ ھذا بہتان عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراں برس کامل تکالیف اور مصیبتیں اٹھائیں گھر سے بیگھر ہوئے دنیا کی مار اور لعن طعن کی حد سے زیادہ برداشت کی کچھ اصحاب مظلوم قتل کئے گئے دکھ دئے گئے ہزارہا اصحاب کا سامنا ہوا قتل کئے گئے تعاقب کئے گئے جب بحکم رب العزت جہاد کا حکم ہوا اور وہ بھی اسی قدر جسقدر وہ ہیں اور پھر بھی بچوں بوڑھوں دردیشوں عالموں پر رحم کیا گیا حتی الامکان جزیہ لیکر وہی بقدر ہر ایک کو چھوڑ دیا گیا بخلاف کفار کے کہ عورتوں اور بچوں تک بھی قتل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنی طرف سے ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ مبعوث ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل شروع کیا قرآن شریف کی تعلیم کے یہ امر بالکل برخلاف ہے جب انبیا کو یہ حکم ہو تو اولیا کے

بقیہ حاشیہ انہیں سے کوئی اس ہاتھی کے سونڈ میں پیسہ ڈالتی ہے کوئی کپڑا کوئی کیڑا۔ صاحب سجادہ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ غرض اس روایت کی خوبیاں کہاں تک بیان کیجائیں باوجود دعوی عاقل بالغ مسلم

لئے ایسا جائز ہو سکتا ہے ہرگز نہیں مخدوم صاحب نے ایک ساعت بہی تبلیغ احکام الٰہی نہیں کی ایک گہڑی بہر بہی حجت اللہ پوری نہیں کی سوائے اس کے کہ اوہر آتے ادہر امامت و ولایت کا دعویٰ کیا اسطرف قتل اور سفاک دہار شروع کیا۔

صوفی کیا آپکو خبر نہیں کہ اہل تصوف نے اپنی کتابوں میں تحقیق سے لکہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس قوم کا برباد کرنا ہوتا ہے تو اس قوم پر ابدال عبد القاہر کو منصب ابدالیت پر معزز فرما دیتا ہے ان کا کام تو یہ ہے کہ وہ بحکم حق جسپر مامور ہوتے ہیں برباد کرتا ہے۔

حاجی اٰمَنَّا بِذٰلِکَ وَصَدَّقْنَاہ لیکن بعد تبلیغ اور اتمام حجت ایسا ہوتا ہے نوح علیہ السلام نے نوسو پچاس سال تک علی کسی سے نکسی حد تک تبلیغ جب کسی نے قبول نکیا تو ہلاک ہوئے اور جو آئمین سعید اور رشید تہے وہ ایمان لائے یہ کسی نے نہیں کیا کہ آتے ہی ترچہی نگاہوں دیکہنے لگے اور لغتۃً خونریزی پر کمر باندہی اور ایکدم سے سب کا فیصلہ کیا۔ اور کہاں صبر اور کہاں قہر پہر مخدوم صاحب کو بجائے صابر قاہر کہنا چاہیئے اور بجائے صابریہ کے قہاریہ اس سلسلہ کا نام رکہنا چاہیئے۔ ہمیں ثبوت درکار ہے۔

صوفی کیا آپ کو خضر و موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کا علم نہیں دیکہو خواجہ خضر علیہ السلام سے کیسے افعال سرزد ہوئے تہے جو صورتاً مذموم معلوم ہوتے تہے جنکی مذمومیت ظاہری پر بوجہ علیہ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا تہا کلام پاک میں اس قسم کی قصوں کا بیان فرمانا صرف اسی وجہ سے ہوا ہے کہ عوام خاصوں کے افعال پر معترض ہو کر اپنا ایمان برباد نہ کریں۔

بقیہ حاشیہ اردگرد جو لوگ ہوتے ہیں وہ جمع کرتے رہتے ہیں بعض مرتبہ تغلب ہوتا ہے تو دہول دہپہ کی بہی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور علی ہذا القیاس **پانی پت** میں بہی یہی قاعدہ ہے مگر وہاں بجائے ہاتہی کے صاحب سجادہ ڈولی میں بیٹہکر نکلتے ہیں۔ اس رسم کی نسبت یہ بات کہنے کے قابل ہے کہ حضرات صابریہ نے اپنی رسم ایجاد کی ہے جسکو علاوہ شریعت کے بدعت طریقت کہنا چاہیئے کیونکہ اسلاف اہل طریقت میں کسی نے یہ طریقہ نہیں برتا ہے اور شریعت کا ملین تو کہیں اسکا اتا پتا ہی نہیں پس شرعاً و طریقۃً ہر طرح یہ فعل عبث ہوا **کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ** جتنی بدعتیں ہیں سب گراہی ہیں اور اگر عقلاً بہی دیکہا جاوے تو اپنے آپکو تماشا کر

تقریظ پڑہے لکہے ہونیکو جو صاحب صابریہ ایسی بہیر وپارو ہتیں سے خدرشہ لکہتے ہیں وجہ اسکی یہی ہے کہ حضرت قطب عالم قطب جلال الدین احمد کی جناب میں اس گستاخی کا نتیجہ یہ ہے کہ فہم صحیح ان صاحبوں کو سلام کر گیا ہے۔ منہ

جگالی یہ آپ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ خضر کی تعلیم لینے کے لیئے اللہ تعالیٰ کے امر سے گئے تھے اور خضر نے وہ جواب دیا کہ جو اللہ کی تعلیم سے تھا حضرت خضر نے جو کچھ کیا وہ خدا کے حکم سے تھا کیا اللہ نے حضر کا قول قرآن شریف مین اسطرح نقل کیا ہے **وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ** یعنے جو کچھ کیا اپنی طرف سے نہین کیا - بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے افعال کا نمونہ اپنے خاص بندو کین رکھا ہے جو سنت اللہ کے نام سے موسوم ہے وجہ یہ ہے کہ ادہر موسیٰ مبعوث تھے ادہر خضر مامور تھے - آپکے رئیس سلسلہ مین تو ایک بات بھی نہین ہوئی اور پھر علماء و فضلاء وہان اکثر تھے اہل اسلام کا شہر تہا - میر الاقطاب مین ہے کہ اسوقت اس مسجد مین ۵۰۰ علماء فضلا موجود تھے جو دب کر مر گئے پس جس مسجد مین علاوہ نمازیون کے پانسو عالم فاضل ہون تو اور عوام الناس نمازی پچاس ہزار سے تو کم نہ ہونے چاہئین اور جہانکے باشندو کمین مرد مسلمان عاقل بالغ پچاس ہزار ہون وہانکی عورتین بھی اور بچے بھی لاکھ ڈیڑہ لاکھ ہونے ضرور ہین اس قدر لوگونکا ہونا ایک اس بچہ کی جان کے جو مصلحت من الہام الٰہی ہو برابر اور یہ فعل یہ فعل ہو سکتا ہے و ما یستوی **الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ** سورۂ فاطر ع ۳ پ ۲۳ **ترجمہ** نابینا اور بینا اور ظلمت اور نور اور سایہ اور دہوپ کبھی برابر نہین ہو سکتے صدہا بچے چیچک کی مرض مین یا دیگر امراض مین مرجاتے ہین ہزار ہا نیک انسان اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے اس جہان فانی سے گزر جاتے ہین ان کے حق مین

بقیہ حاشیہ خلائق بنایا اور سانگ بہرنیوالون تہیٹر والونکی طرح گلی کوچونمین اک ہیئت عجیب اپنی دکہانا عقل سلیم کبھی پسند نہین کرتی بلکہ آپ اپنے آپ کو رسوا کرنا عقلا کے نزدیک یہ صورت قرار پائیگی پس جب یہ امر دین کے اعتبار سے گمراہی اور دنیا کے اعتبار سے رسوائی قرار پائیگی اور حضرات صاحب یہ اسکو اچھا سمجھکر کرتے ہین پس جو شخص برے کو اچھا سمجھے اسکی نسبت سوائے اس کے کہ **خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** کہین اور کیا کہہ سکتے ہین حضرت **قطب اعظم** کی بے ادبی دیکھیئے کہانتک نوبت پہنچا رکھی - دنیا طلبی کا ستاناس ہو **قطب اعظم** فرماتے ہین **طَالِبُ الدُّنْیَا مَرْدُوْدٌ** دنیا کے طالب خدا کیطرف سے رد ہوگئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین **اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ** دنیا مردار ہے دنیا کے طالب کتے ہین - ۱۲ منہ

آپ کیا فرمائینگے اسی طرح اور بہت سی نظائر ہین پس آپ کا استدلال فعل خضر سے ہرگز مساوات نہین پکڑتا۔ فقط

جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون قدرت مین جس کا نام اُس نے اپنے کلام مین سُنّۃ اللہ رکہا ہے ہر ایک چیز کے حق و باطل کے امتیاز کے لئے محک اور معیار قائم کیا ہے عالم معاملات مین جس کا تعلق محض فانی جسم تک محدود ہے اُسکی رحمانیت نے ہر ایک مضر و مفید چیز مین تمیز کرنیکے لئے ایسے بین قانون انسان کو سمجہائے ہین کہ انسان کبہی بہی بشرطیکہ اُن قوانین کی پوری پابندی کرے کہوٹے کو کہرا اور مضر کو مفید نہین مان سکتا مثلاً سم الفار کی خاصیت اور اُس کے مشہودی نتائج اور تریاق کی خاصیت اور اُسکے مشہودی نتائج اور اندراین کا مزہ اور اُس کے مشہودی نتائج اور سیب کا مزہ اور اُس کے نتائج کیا امتیاز بین نہین رکہتے حساب کتاب مین جسپر تمدن اور امور منزلیہ کا پورا مدار ہے کیا ایسے قوانین وضع نہین کئے گئے کہ جنسے انسان غلطی مین پڑنے اور ضرر عظیم مین مبتلا ہونے سے مامون محفوظ رہ سکتا ہے فن معماری مین دیوار وغیرہ کی کجی اور راستی کے دیکہنے کے لئے باغبانی مین زمین کی صلاحیت اور عدم صلاحیت کے پرکہنے کے لئے پودون کے مضر اور موافق موسم کے جانچنے کے لئے قاعدے مقرر ہین قوانین مرتب ہین جنسے عجیب خوشنما نظام اور ترتیب سے کارخانہ عالم چل رہا ہے اب غور کرنیکا مقام ہے کہ جس رحمٰن نے چند روزہ کارخانہ کے لئے ایسے اصول جنپر انسان کی فلاح اور کامیابی موقوف ہے عنایت فرمائے ہین تو کیا اُس کی رحمانیت گوارا کرسکتی ہے کہ انسان کی روح کے لئے جو ہمیشہ باقی رہنے والی اور سرور دائمی کی مستحق ہے ایسے قواعد اور قوانین مرتب نہ کرے جو مجمع کو حق و باطل کے کشاکش اور خطرناک جنگ مین اور ظلمات کے پرپیچ راہون مین راہ حق نکال لینے اور نور تک پہنچنے مین مددگار ہوسکین کتاب مجید مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انزل الکتٰب والمیزان** یعنی قرآن کو اُتارا اور اُسکی صداقت کی تائید کے لئے اس کتاب مین ایسے دلائل بیان کئے جو درحقیقت اُسکی سچائی اور حقانیت ہونیکی میزان ہین۔ چونکہ دنیا مین قرآن شریف سے پہلے بہت سے بطلان شائع تہے اور بہت سی جہوٹی کتابین گردن دعویٰ بلند کئے ہوئی تہین کہ وہ خدا کیطرف سے ہین اس لئے ضروری ہوا کہ **قرآن کریم** نہ صرف اُن کتابون کی طرح دعوون اور بلا ثبوت پر اپنی بنیاد رکہے بلکہ اپنے دعاوی کے ساتھ ضروری تہا کہ دلائل کا لشکر جرار بہی اپنے ساتھ رکہے اور اسطرح سے اس مین اور اُس کے غیر مین امتیاز کلی ہوجاسکے اسی بات کیطرف یہ آیہ شریفہ اشارہ کرتی ہے **انزل الکتٰب والمیزان**

(سوال دہم حضرت مرشد)

باران برس تک کلیر کے میدان میں تلوار چلنے کا قصہ کس تاریخ میں لکھا ہے

اوران سب باتون کو آپکے مورّخ کہاں لکھتے ہیں

صوفی صاحب راقم الحروف نے ہی اگر کہتا تو میں اس مضمون کو لکھا دیکھا ہے کہ برق جلال

بقیہ حاشیہ اب ہم قانون قدرت کی نظارہ سے جو اللہ جل شانہ کا فعل خاص ہے اور قرآن کریم کی ہدایت سے جو اللہ جل شانہ کا **کلام با اختصاص** ہے اس نتیجہ پر بڑے اطمینان اور پورے وثوق سے پہنچ چکے ہیں کہ کوئی صداقت صداقت نہیں ہوسکتی جب تک اسکے احقاق کے لئے کوئی معیار نہ ہو اور کوئی باطل باطل نہیں ہوسکتا جب تک اس کے ابطال کے لئے کوئی محک نہ ہو دنیا میں اس قاعدہ کو ملحوظ رکھکر ہم اہل اللہ کے سلسلہ میں غور کرتے ہیں جب سے اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت سے آیندہ سلسلہ نبوت کے دروازہ کو قطعاً بند کردیا ہے امت محمدیہ میں مثل دیگر سلسلہ اولیاء کو جاری رکھا ہے جو اگرچہ نبی تو نہیں کہلائے مگر یقیناً اور حقاً انبیاء کے نمونے ضرور تھے مگر یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ کیا وہ مستقل طور پر بجائے خود خود مختار نبیوں کی طرح اپنے قول اور فعل میں آزاد مطلق تھے **یا ایک مطبوع اعظم اور ہادی اکمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے اقوال افعال اعمال کے سلسلہ سے سرا پا جکڑے بندھے تھے ہم دعوی کرتے ہیں کہ کوئی ایک شخص مشاہیر **اہل اللہ** میں سے ایسا نہیں ہوا اور نہ حقیقت میں ایسا ہوسکتا ہے کہ اس نے مستقلاً یا عینانہ طور سے عدم ضرورت نبوت کو ثابت کرکے خود اپنی منتہای ولایت کا دعوی کیا ہو بلکہ ہر ایک نے ان بزرگوں میں سے **رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم** کے اتباع کو اپنی سعادت اور اپنے فخر کا موجب سمجھا ہے اور سچ پوچھو تو ہونا بھی یہی چاہئے اللہ تعالی فرماتا ہے **ولکم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الآخر** یعنی اللہ تعالی کے رسول میں تم سب کے لئے جو اس وقت رسول اللہ کے سامنے موجود ہو اور ان سب کے لئے جو ہمیشہ قیامت تک ہونگے اور اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہوں **پورا نمونہ ہے** یعنی اپنے ہر قول

صابری ارادی برتن تک کو ندتی ہی اور بعض نے لفظ تلوار ہی لکھا ہے کہ چلتی رہی مین کہتا ہون کہ یہ مضمون صحیح ہے مگر پیران جاہل جاہلی ہون یا صابری اس مضمون کے اصول کو نہین سمجھتے خلیل الرحمن صاحب کی عدم واقفیت ہی باعث اسکی ہوئی وہ اس قسم کے استفسار کرتے ہین -

حاشیہ عارف کامل حضرت مرشد ایدہ اللہ تعالی نے آپکے کیفیت اور اصلیت کا حال نہین دریافت نہین فرمایا خواہ کو مصورت یا کوئی اصلیت ہو صرف اسکا تاریخی حال دریافت فرمایا ہے جناب مین

بقیہ حاشیہ اور ہر فعل مین اپنے ہر **کشف** اور ہر **الہام** مین اپنے ہر **خواب** اور ہر **القا** مین غرضکہ زندگی کی ہرایک **حالت** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ زندگی کو اپنا نمونہ اور مقتدا بنایا۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے نفس سے تراشی ہوئی بات کو اپنا دستور العمل بنایا تو ثابت ہوجائیگا کہ وہ پچھلے دن پر یعنی جزا و سزا پر ایمان نہین رکھتا یہ آیت ہرایک شخص کو جو تقوی اور خشیت اور تدین اپنے اندر رکھتا ہے سخت ڈراتی ہے کہ وہ کوئی ایسا دعوی کرے جس کا وہ حقیقۃ مستحق نہ ہو اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **سیرت طیبہ** مین اسکا کوئی اثر پایا جاتا ہو اور یہ ہی النسان کے لئے اک دھوکہ دینے والی بات ہے کہ اپنے کردار اور افعال کو جو محض نفسانی ہین وہ اسناد شرع اور افعال طیبات سے تطابق اور توافق دینا چاہے اللہ تعالی فرماتا ہے **وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ** یعنی جب مفسدون سے کہا گیا کہ تم زمین مین فساد نہ کرو اور مصلحون کی راہ اختیار کرو تو وہ جواب مین کہتے ہین کہ ہم تو مصلح ہی ہین - اب ہم **جناب صوفی جان صاحب** کی خدمت مین التماس کرتے ہین اور اللہ تعالی کے فعل اور اس کے کلام پاک کی توجہ دلاکر آگاہ کرتے ہین کہ کیا کبھی آپنے یا آپکے ہم مشرب صوابہ نے اپنے مرشد کو افعال اقوال اعمال کو کسی معیار اور محک کا محتاج سمجھا ہے پرکھا ہے جانچا ہے یا آپ کا اعتقاد ہے کہ اپنے مرشد کے قول فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کے نیچے ڈالکر مقابلہ کرنیکی کوئی ضرورت نہین اللہ تعالی کے خوف کو مد نظر رکھکر اور قیامت کی دہشتون کو یاد کرکے جہان کوئی بیجا سفارش فدیہ دوستی کام نہ آئیگی غور کرکے اس ہماری تحریر کو پڑہین اور سوچین کہ آخر آپکے مدعیوں کے اقوال اور اعمال ایک دوسرے سے مغائر پڑے ہوئے ہین سب کے سب تو حق پر نہین ہوسکتے اور آپ ان کے مقابل پر کچھ حقیقت نہین رکہتے اور پہر آپ کی مغائرت کلی ان کے سامنے عجب تماشا ہے سب کو ادا

کیا آپ اپنا قول بھول گئے جو آپ سوال ہفتم اور ہشتم اور نہم کے جواب میں لکھتے ہیں کہ حضرت دراز تک بوجہ ویرانی تکلیہ اور بوجہ استغراق مخدوم صاحب اور ان کے مرید اور مریدوں کے مریدوں نے نہ کوئی ملفوظ لکھے اور نہ کوئی کتاب سیر کی لکھی کہ جو مخدوم صاحب کا حال لکھا جاتا اور آپ لکھتے ہیں کہ مجھکو ان واقعات کے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے اور اب آپ اسکو برخلاف لکھتے ہیں کہ بیشتر اکثر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے اور ان اکثر کو آپ جھوٹی قرار دیچکے ہیں۔ صمدانی

بقیہ حاشیہ تعارضا تساقطا کے تحت میں داخل کر کے یہ راہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہی حق پر ہوگا کہ جسکی تعلیم جس کا طریق تعلیم نبوی اور طریق مصطفوی سے متفق ہے سو ہم یقینا روح القدس سے قوت پاکر پر زور دعوے کرتے ہیں کہ صرف وہ ہی سلسلہ صراط مستقیم پر ہے کہ جسکا قول و فعل حرکت و سکون تعلیم قرآنی کے مطابق ہے اور جسکا وجود قرآن کا نمونہ ہے اور جس نے اپنے آپ کو قرآن کے سپرد کر دیا ہے اور قرآن کی حکومت کو کلی اپنی سر پر قبول کر کے رکھ لیا ہے پس بحمد اللہ وہ سلسلہ قویم اور صراط مستقیم حضرت قطب اعظم مولنا جمال الدین احمد ہانسوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ہے جس کا دادا امام المسلمین اور وارث علوم سید المرسلین امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما ہے جسکی اسوہ حسنہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ پر بنیاد ہے۔ اور آیۃ شریفہ یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون یعنی اے لوگو جو ایمان لا ہو اور مومن ہونے کے مدعی ہو اور اہل ایمان کے پیرو کہلاتے ہو ایسی باتیں منہ سے کیوں نکالتے ہو جو عملی حالت میں نہیں لا سکتے اور اہل عمل کے ہی نمونے نہیں بن سکتے۔ بیشک آپ صاحبوں کے حق میں صاف صاف دلالت کرتی ہے۔ پس جس سلسلے کا ہر ایک مومن کامل کے جنکو اہل اللہ اور اطفال اللہ سے موسوم کرتے ہیں اعمال اور اقوال اور حرکات سکنات رفتار گفتار اور تعلیم اور تلقین قرآن اور حدیث کے مطابق اور موافق ہے وہ اور ہے سنت سے اور جو اس کے شقاق بعید اور ضلال مبین سے ہم لم تقولون ما لا تفعلون کا نظارہ حضرات سوار کے گرد لنا لیا مین سے خوب لگتا ہے۔ گیروانہ لباس شریعت طریقت میں کہیں بھی

لَایَجْتَمِعَانِ دونون مین جمع نہین ہوتی

صُوفِی اصل کیفیت یون ہے کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض فیض ذاتی ہے اور فیض ذاتی دو قسم پر منقسم ہے ایک فیض ذاتی لبشان الوہیت ہوتا ہے دوسرا لبشان ربوبیت ہوتا ہے مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فیض از قسم الوہیت تھا اور اسکی یہ شان ہے کہ صاحب تجلی کے وجود کو قطعی تاراج اور مرتفع کردیتا ہے کہ ابتدائے تجلیات سے ایک قسم کی تجلی بصورت برق ہوتی ہے کر

بقیہ حاشیہ جائز نہین ہے اسلامی لباس کے یہ لباس بالکل مغائر ہے اسلامی لباس اور اسلامی وضع کو چھوڑ کر ہندکے جوگیون اور سنیاسون سے مشابہت کرنا **خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ** کا مصداق بننا ہے گیروا نہ لباس فرقہ جوگ مین مخصوص ہے **مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ** یعنی جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم کا ہے اس حدیث پر غور کرنا ضروری ہے اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ **ظاہر عکس باطن کا ہوتا ہے** جو حال آدمی کے خیال کا نیت کا دل کا دماغ کا ہوتا ہے اسی حال کے موافق ظاہری برتاؤ بھی اس شخص کا ہوتا ہے پس جس کسی کا باطن جسطرف رجوع ہوگا ظاہر بھی اسی طرف جھکیگا ماسوا اور باتون کے لباس ظاہری سے شہادت ملتی ہے کہ یہ سلسلہ **صابریہ** اسوۂ حسنہ سے دور جا پڑا ہے۔

اور باوجود اس کے اسلام جیسے خوبصورت چہرہ پر ایسا بدنما داغ لگایا کہ ہزارون بدعتین اور خراب طریقے ایجاد کرلئے کہ اسلام مین جنکا کسی قسم کا اتا پتا نہین ملتا اور بیہودہ اور فضول اور لغو رسمین اور خیالات اور توہمات اور بیجا اصطلاحات مین گرفتار ہوگئے جو قرآنی اصول اور طریقہ تعلیم سے دوری اور مہجوری ہوگئی جنکے بیان کرنے اور لکھنے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے بیہودہ اور دور از صداقت ریاضتین ایجاد کین جو کتاب و سنت سے مخالف اور مغائر پڑی ہوئی ہین اکثر تعلیمات اور تلقینات کا سلسلہ جسکو کمال اور ایصال الی المطلوب جانا اور سمجھا ہو کہ گویا سلوک کا تمام حصہ پورا کمال حاصل کرلیا ہے لیکن وہ باتین جہل کی ہین اور صدق و راستی اور خدا شناسی سے بہت دور ہین یعنی حدیث اور قرآن شریف کی اشاعت اور اسکی تعلیم بجا ہی نہین لاسکے سستی اور کاہلی اور کسل اور بے قیدی اور آزادی اور مردنی اور پہلوبازی اور فضول گوئی اور تماش بینی اور رقص اور تضیع اوقات کا بڑا بھاری اثر اسپر پڑگیا اللّٰہم ارحم۔ فالتسلیم الحق جالی الشافی

یہ کیفیت جبر گرفتی ہے وہ ہی خوب جانتا ہے تو جس کسی طالب پر یہ کیفیت بحالت حاضری مزار
پر انوار کے طاری ہوئی ہوگی اس لئے یوں ہی بیان کیا ہوگا کہ جلال صابری کی برق کوندی ہے
اور جب پر وہ تجلی مثل تلوار کے ظاہر ہوئی ہوگی اس نے تلوار بیان کی ہوگی وہ ہی بیانات کتابوں میں
لکھے گئے جسکو آج پیران جاہل نے برق اور تلوار ظاہری سمجھ لیا ہے

حالی اور تو میں آپ کی کل کتاب کا جواب تحقیقی لکھ چکا ہوں لیکن اس وقت
میں آپ کی اک اصطلاح خود گھڑت کا جواب ہی لکھتا ہوں جناب میں آپ نے فیض ذاتی کو دو قسم
تقسیم کیا ہے اور اسکا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا میں عرض کرتا ہوں کہ فیض ذاتی کو دو قسم پر تقسیم کرنا
اور وہ ہی قسم میں محدود کرنا سراسر غلطی ہے **قرآن کریم** میں جو سورہ فاتحہ ہے کاش
اسی کو آپ پڑھ لیتے **الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین**
ترجمہ ساری خوبیاں اور کل محامد اس ذات مستجمع جمیع کمالات حسنہ و کاملہ کے لئے ہیں جسکا نام اللہ ہے
جسکی چار صفات ہیں رب العلمین ایک الرحمن دو الرحیم تین مالک یوم الدین چار پس اس
سورہ شریف سے چار قسم کے فیضان نکلتے ہیں جن صفات سے قیام تمام عالم ہے اور جنکی سہارے
ہر ایک چیز کی نشوونما اور پرورش ہے پس فیضان الٰہی کے یہی چار بحر ہیں جو ربوبیت اور رحمانیت
اور رحیمیت مالکیت کے نام سے موسوم ہیں شان الوہیت انہیں چار صفات سے جھلکتی ہے در حقیقت
ان چار صفات کی کیفیت کما ینبغی دوسری آیات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے جو ایاک نعبد سے آخر
سورہ تک بطریق لف و نشر مرتب کامل بیان ہے اگر یہ نہیں تو قرآنی لطائف اور اس کے حسن بیان
اور حسن معانی اور حسن عبارت کو داغ لگتا ہے پس اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ آپکی
تقسیم فیضان اور شان الوہیت مخدوم صاحب کل مصنوعی نکلی۔ اور آپ میں ہی تو فیضان الوہیت
کی شان چمک رہی ہوگی آپ میں ہی تو کوئی ذرہ چمکتا ہوگا آپ ہی کچھ اس فیضان کا جلوہ دکھلا کر
مخدوم صاحب کی الوہیت شان کا کرشمہ ظاہر کریں تلوار نہیں چھری کو ہی میان سے نکالیں
اگر پہلا اند پر تمام کنبہ کا اظہار کریں زیادہ نہیں چاہئے صرف خواب میں ہی آپ اور آپ کے
مخدوم صاحب قدرت کی کرن کو جھلکا دیں کوئی جا تو ہی عالم رویا میں نظر آ جاوے حضرت صاحب
یہ صرف آپکی امانی ہی ہیں اور کچھ بھی نہیں نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو خدا بنا لیا اک ذرہ خدائی کا

نشان نہ بتایا آپ صاحبوں نے اک فرضی انسان کو الوہیت کا لباس پہنایا کچھ بھی الوہیت کا تماشا نہ دکھایا۔ ایک وہ کا نام تو بتاؤ جس نے برقی تجلی کا چمکارا دیکھا اور کسکو اُس برق نے جلا کر بھسم کیا اور تلوار نے دو ٹکڑے کیا وہ کونسی کتابیں ہیں جو اس بہتات سے پُر ہیں کسی کتاب کا نام لو وہ وہ کتابیں نہیں جنکو آپ کاذب اور غلط ٹہرا چکے ہیں بلکہ آپ تو سرے سے کل کتب سیر کو جھوٹی قرار دیچکے ہو اکثر صابری صاحبان اس کے قائل ہیں کہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی جو کلیر گئے تو تلوار غضب صابری چلی اور انکی آستین کو کاٹا اب آپ فرماوین کہ یہ تلوار اگر باطنی تہی تو آستین کیوں کٹی اور جو باطنی تہی تو یہ صابری اس روایت کے راوی کاذب ٹہیرے جو کہتے ہیں کہ ظاہری تلوار تہی ۔ بات واقعی یہی ہے کہ شان الوہیت اور ربوبیت دو شئے علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں ربوبیت کی شان الوہیت کے اندر سے ہو کر ظاہر ہوتی ہے اگر ربوبیت الٰہی نہ ہوتی تو تمام عالم درہم برہم ہو جاتا اور کوئی چیز بھی باقی نہ رہتی اور معلوم ربوبیت کا فیض یا اُسکی شان مخدوم صاحب سے کیوں گم ہو گئی ۔

قولہ جناب خلیل الرحمن صاحب آپنے جو دریافت فرمایا ہے کہ ان سب باتوں کو آپ کے راوی کہاں سے لکھتے ہیں اس کا جواب متعدد مقام پر دیچکا ہوں

اقول حضرت سید صاحب آپنے ایک مقام میں بھی جواب نہیں دیا۔

قولہ مگر یہاں اس قدر عرض کرتا ہوں کہ یہ حالات بزرگان سلسلۂ صابریہ نے کئی سو برس کے بعد اسی طور سے کتابوں میں لکھی ہیں جیسے ایک عرصہ کے بعد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جنمیں تمامی معجزات درج ہیں اور کتابوں میں لکھی ہیں بس جسطرح سے ان احادیث پر جنمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات لکھے ہوئے ہیں اور ایک عرصہ کے بعد درج کتب ہوئے ہیں ہمارا ایمان ہے ایسے ہی ان واقعات پر بوجہ ثقاہت اولیائے سلسلۂ عالیہ صابریہ کے ہمارا یقین ہے جیسے کوئی مسلمان احادیث پر بوجہ اجماع کے اس وجہ سے معترض نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہوئے نہیں ہیں ایسے ہی مخدوم صاحب کے واقعات پر جو کئی سو برس کے بعد درج کتب ہوئے ہیں کوئی مسلمان اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ جیسے کتب احادیث پر اجماع امت ہے ویسے ہی ان واقعات پر جو مخدوم صاحب سے ظہور میں آئے اور اجماع اولیاء سلسلہ ہے۔

اقول اگر یہی بات ہے تو شیعوں کا کیا قصور ہے وہ بھی تو یہی کہتے ہیں جو آپ کہتے ہیں کہ ہمارے ثقات

اور اکابر نے حدیثون کو جمع کیا ہے خوارج اور دیگر فرق ضالہ کا جو مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہین اور علاوہ ان کے ہنود جو ۳۳۰۰۰۰۰۰ کروڑ دیوتا اور اُن کے خوارق بے سروپا بنائے بیٹھے ہین جو آپ کو مخدوم اُن کا ہزارم حصہ بھی نہین رکھتے ہین بیان کرتے ہین انکا بھی آپ کیطرح اجماع اور اتفاق کا دعوی ہے بلکہ آپ سے کچھ بڑھ چڑھ کر دعوی ہے کیونکہ وہ اپنے راویون کو سچا مانتے ہین اور آپ اپنے راویون کو جھوٹا قرار دیتے ہین۔ نعوذ باللہ منھا احادیث کے جمع کرنیکا طریق اور آپکے راویان بیخبر کے مخدوم صاحب کے خوارق جمع کرنیکا طریق برابر ہوسکتا ہے آپ کے راویونکی حقیقت ذرا سی بیان کرتا ہون جس سے ہر ایک باخبر اور باانصاف نتیجہ نکال لیگا اور معلوم کرلے گا وہ یہ ہے

حضرات صوابر کے راویونکے سپید جھوٹہ کی حقیقت

راویان حضرات صوابر بڑے وثوق سے لکہتے ہین کہ جب مخدوم صاحب نے کلیر کی مسجد کو گرایا اُسوقت اُس مسجد مین ۵۰۰ علماء اور فضلا نیچے دب کر مرگئے ۔ اس سپید جھوٹہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ جس مسجد کے نمازی پانسو علماء اور فضلاء ہون تو اور عوام الناس نمازی ایک لاکھ اور کم سے کم پچاس ہزار ہونے چاہئیں اور جہان کی باشندے مین مرد مسلمان عاقل بالغ پچاس ہزار ہون وہانکی عورتین اور بچے بھی ڈیڑہ دو لاکھ ہونگی ضرور ہین پس جس شہر ہندوستان مین تخمیناً دو لاکھ سے زیادہ مسلمان ہون ہندو اور دیگر مذہب کے آدمی بھی اس تعداد سے زیادہ ہونی چاہئیں بلکہ وہ زمانہ ابتدائی ظہور اسلام کا ہندوستان مین تہا اور کلیر ہردوار کے قریب بستی ہے اسلئے مسلمانون سے کئی حصہ زیادہ جمعیت ہندو وغیرہ کی ہونا چاہئے پس جس شہر مین ہندو مسلمان وغیرہ دس گیارہ لاکھ ہون وہانکے لوگ اکثر دیگر ملکونمین جاتے آتے رہتے چاہئے کوئی بغرض تجارت کوئی بطور سیاحت کوئی بوجہ ملازمت کوئی بوجہ تعلیم وغیرہ وغیرہ جیسے بمبئی کا حال آجکل ہے اور جہان پانسو علماء و فضلا ہون انکی تصنیفات سو بھی دو چار ہزار کتابین ضرور ہونگی اور کتاب ایسی چیز نہین کہ کوئی تصنیف کرکے جواہرات کیطرح صندوقونمین چھپا کر بند کرکے رکھ لے بلکہ کتابین جو تصنیف ہوتی ہین وہ جابجا ملکون اور شہرونمین شائع کی جاتی ہین اور شاگرد بھی اُن علماء اور فضلا کے دوردست بلاد و امصار مین ہزارہا ہونے ضرور ہین پس جس وقت یا جسدن مخدوم صاحب نے مسجد گرائی اُسدن اور اُسوقت بہی ہزارہا شاگرد اُن علماء کے سیکڑون شہرونمین ہون گے اور وہان کے تجار اور سیاح اور ملازم بھی اور ملکونمین گئے ہوئے ہونگے اور کتابین بھی اُن علماء کی بہت شائع ہوچکی ہونگی اگر یہ واقعہ فی الحقیقت

وقوع میں آیا ہوتا تو جو لوگ کلیر کے پیشہ ور وغیرہ بعد اس واقعہ کے کلیر میں آئے ہوں گے اور یہ واقعہ سنا ہوگا
اور آثار ویرانی کے دیکھے ہوں گے تو ضرور اس واقعہ عجیب و غریب کا تذکرہ جا بجا ملکوں میں کیا ہوگا اور مورخین
نے یہ واقعہ نادرہ لکھا ہوگا ۔ افسوس جہاں تک کتابیں ہماری نظر سے گزریں اور جہاں تک علمائے
دریافت کیا گیا نہ کسی عالم کا نام اور نہ کسی مورخ کا نشان ملا کوئی کتاب کسی عالم کلیری کی دیکھنے میں
آئی نہ کسی تاریخی کتاب میں کسی مورخ نے اس واقعہ عجیب و غریب کو لکھا حالانکہ السیر و وقائع کا لکھنا
مورخین پر فرض ہوتا ہے اور مورخ السیر و واقعات کو ہرگز قلم انداز نہیں کرتے کیونکہ السیر و واقعات موجب
عبرت خلائق ہوتے ہیں وَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ
ہم نے اسکو اگلے پچھلوں کے واسطے عبرت اور متقیوں کے لئے موعظت بنایا ۔ اور اس آیت قرآنی کے
منشاء کیموافق نکال اور موعظت ہو جاتی اور کسیکو انکار کی گنجائش نہ رہتی ۔ ماسوا اسکے جس شہر میں علماء و فضلا
اس قدر کثرت سے ہوں وہاں اصناف کے صاحب کمال بھی تو ضرور ہوں گے شعرائے شیریں گفتار شجاعان
نامدار خوشنویسان جواہر نگار وغیرہ وغیرہ کسی تاریخ کی کتاب سے کسی صاحب کمال کلیری کا پتہ نہیں چلتا علاوہ
ازیں خود وہ شہر جسمیں اسقدر انبوہ خلائق ہوا اور اسقدر آبادی کی کثرت کے ساتھ ہو وہ شہر عظیم الشان
فی نفسہ اس قابل ہوتا ہے کہ جمیع اقالیم میں اسکی شہرت ہوتی ہے اور ہر اقلیم والے اسکے حالات سے اور
اسکے معاملات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں جیسے ہندوستان کے بڑے بڑے شہر دہلی لکھنؤ لاہور الہ آباد وغیرہ
وغیرہ کہ تمام اقلیم والے ان سے آگاہ ہیں پس اگر کلیر فی الواقع اتنا ہی بڑا شہر ہوتا جیسا کہ اس روایت سے
ثابت ہوتا ہے تو ہر اقلیم کے مورخین اپنی اپنی تاریخوں میں اس کا تذکرہ لکھتے مگر دیکھا جاتا ہے تو کسی اقلیم
کی کسی تاریخ میں کلیر کا ذکر نہیں اس کے سوا قاعدہ یوں ہے کہ سب سے بڑا شہر ہر اقلیم میں وہ ہوتا ہے جو
پایہ تخت شاہی ہو اور وہیں کثرت صاحبان کمال کی بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ ہوتی ہے جیسے دہلی
کہ ابتدا سے آخر تک بادشاہان اسلام کی تخت گاہ رہی ہے اور معدن علم و فضل اور مخزن اہل کمال ایسی
کہ تمام ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں مشہور و معروف اور ضرب المثل ہے پس جب کہ کلیر کسی بادشاہ کا
پایہ تخت نہیں ہوا اس قدر آبادی اور اس قدر کثرت علماء اور فضلاء کی کہاں سے آئی اور علاوہ ازیں
جب خود دہلی میں ہی کہ جو پایہ تخت جمیع سلاطین اسلامیہ ہے کسی وقت اور کسی زمانہ میں نہ آبادی کی کثرت
ہوئی نہ اس قدر اہل کمال کا مجمع ہوا تو پھر بیچارے کلیر میں یہ صورت کیونکر ہوتی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے

کہ حضرات صابریہ نے اپنے فرضی مخدوم کی کرامت بنائی ہے مگر افسوس بنائی بھی نہ آئی۔ اور اس سے عجیب یہ بات ہے کہ اس مسجد کے گرنے سے وہی لوگ مرے جو اس میں موجود تھے یا جو لوگ دیگر ممالک اور بلاد میں گئے ہوئے تھے کیا وہ بھی فنا ہو گئے کیونکہ کسی شہر میں کسی خاندان کلیری مسلمان یا ہندو کا پتہ نہیں لگتا اگر فی الواقع ایسا ہوا ہوتا تو بھلا کسی شہر میں کسی کلیر والے کی نسل آج موجود ہوتی حالانکہ کسی شہر میں کسی خاندان کا کوئی شخص مسلمان یا ہندو یہ نہیں کہتا ہے کہ میرے فلاں دادا کلیر کے مسجد گرنے اور ویران ہونے کے زمانہ میں یہاں آئے ہوئے تھے جب سے ہمارا خاندان اس شہر میں جاری ہے

انہیں حضرات کے ایک اور ابلق جھوٹھ کی کیفیت

سیر الاقطاب کی صفحہ (۱۷۹) پر لکھا ہے کہ ہمارے مخدوم صاحب شاعر بھی تھے اور احمد تخلص کرتے تھے انکی تصنیف سے یہ اک غزل بھی لکھی ہے وہ یہ ہے

غزل

امروز شاہ شاہان مہمان شدست مارا	جبریل با ملائک دربان شدست مارا
در محفل گدایان مرسل کجا بگنجد	بی برگ و بینوائی سامان شدست مارا
ما خانہ جہان را بسیار سیر کردیم	ای شیخ بت پرستی ایمان شدست مارا
در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد	ہر ذرہ ہر دو عالم یکسان شدست مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقان حرامست	ہر دم رضائی جانان رضوان شدست مارا

تمام عالم میں مشہور ہے کہ یہ غزل حضرت شیخ احمد جام زندہ فیل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے **سرقہ بالجبر یا ابلق جھوٹھ** اسی کا نام ہے ست چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ انہیں کا کام ہے علاوہ اس کے یہ اک اور دلیل صاحب سیر الاقطاب کی کذب کی ظاہر ہے کہ جواب جو دیوان صابر سہارنپور طبع ہوا ہے اس کے اندر یہ غزل نہیں ہے اور اس دیوان میں کہ فارسی کا ہے تخلص صابر ہی ہے اور سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ فارسی کا تخلص احمد تھا اگر مخدوم صاحب کی یہ غزل تھی تو اس دیوان میں کیوں نہیں پس کیفیت صاحب سیر الاقطاب کو جھوٹا سمجھکر یہ غزل اس دیوان میں درج نہیں کی پس جب انہیں طریق والوں نے صاحب سیر الاقطاب کو جھوٹھا تصور کیا تو اور لوگ تو کیوں لغو تصور نہ کریں اور یہ صاحب سیر الاقطاب وہ ہیں کہ جنہوں نے سلسلۂ صابریہ کی بنا قائم کی ہے کیونکہ سیر الاقطاب سے پہلے سلسلہ صابریہ میں کوئی کتاب ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ جس میں اس شد و مد سے مخدوم صاحب کا حال ہو پھر کیف جو روایت ہر دو لیے سند ہے

اور جو حال ہے وہ غلط ہی ہے یہ جھوٹ تو تھا ہی اس سے زیادہ اور ایسا جھوٹ ہے کہ جو اٹھایا جائے نہ رہا
جائے اسی کتاب میں مذکور ہے کہ مخدوم صاحب زبان اردو کے بھی شاعر تھے اور اردو میں تخلص صابر
فرماتے تھے چنانچہ ایک شعر انکی تصنیف کا لکھا ہے **شعر** اسطرح اسمین ڈوب اسی صابر ہو کہ کچھ
ہوسکے غیر ہو نہ رہے + غور کیجیے کہ اسی کتاب سے زمانہ جناب مخدوم صاحب کو چارسو برس برس تخمیناً ہوتے ہیں
کیونکہ یہ کتاب شاہجہان بادشاہ کے وقت میں لکھی گئی ہے اور مخدوم صاحب کو بابا صاحب کا خلیفہ بتاتے ہیں
اور بابا صاحب کا زمانہ ابتدائے سلطنت تغلقیہ کا ہے اور زبان اردو شاہجہان کے وقت سے قرار پائی ہے پھر زبان
اردو کے وجود سے چارسو برس پہلے اردو زبان میں شعر کیونکر لکھا گیا اور ماسوا اسکے شاہجہان کے وقت میں
ابتدا ہی زبان اردو کی تھی اس زمانہ کی سی تراش خراش اور فصاحت اردو میں تھی پھر ایسی زبان
اردو میں کہ جو اب ہندوستان میں رائج ہے کیونکر یہ شعر لکھا گیا سو معلوم ہوتا ہے کہ سیر الاقطاب کے
بعد کے لوگوں نے صابریوں میں سے کسی صابری نے اس کتاب کے مصنف کی میراث خواری کی وجہ میں
یہ شعر گھڑکر الحاق کر دیا ہے سو علاوہ چوری اور کذب ابلق کے معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبوں میں مادۂ عقل
بھی نہیں رہا کیونکہ ایسی موٹی غلطی کہ اردو زبان کا شعر مخدوم صاحب کے ذمہ لگایا فرضی مخدوم فرضی شعر

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا   الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا +

انہیں حضرات کی ایک اور رنگین جھوٹ کی ماہیت

اسی کتاب مسطور کے صفحہ ۱۸۳ پر لکھا ہے کہ جب مخدوم صاحب نے غضب ہو کر مسجد گرائی اور نمازیوں کو مار کر
اور اس کے بعد شہر کلیر کو بھی ویران اور خراب کیا اور بعد رحلت مخدوم صاحب کے بھی وہ شہر ویران ہی رہا
اور بوجہ غصہ مخدوم صاحب کی مجاوروں کو بھی یہ طاقت نہ ہوئی کہ وہ مزار کے قریب رہتے اسواسطے انہوں نے بھی بہت
دور جاکر سکونت اختیار کی اور بباعث غضب کے کوئی شخص قبر شریف کی زیارت کو بھی نہیں جاسکتا تھا اسواسطے
مخدوم صاحب کا مرقد ضائع ہو گیا تھا اسی زمانہ میں ہندوؤں نے قریب تربت کے اپنے ایک دیوتا کا مندر بنالیا تھا
اتفاقاً ایک روز اس مندر کے پوجاری نے اپنے مندر کے قریب دیکھا کہ ایک مرقد نورانی ہے اور وحوش
اور طیور کا اس کے اوپر ہجوم ہے اور شیر دم سے جھاڑو دے رہا ہے اسکو تعجب ہوا کہ یہ تو ہمارا معبد تھا
مسلمانوں کا مزار کیسے ہو گیا اور وہ پاس گیا تو جانور ہٹ گئے اور اس نے اس جگہ کو کھودنا شروع کیا تو
ایک روزن نمودار ہوا اس روزن میں اسنے گردن ڈالکر دیکھا تو اسکی گردن پھنس گئی اور وہ مرگیا اور مخدوم صاحب نے

مجاورونکو بلاکر کہا کہ اسکو ہٹا دو مجاورون نے اسکو تو وہان سے ہٹا دیا اور اسی روز سے انکو وہان رہنے کا
حکم ہوگیا اور آمد ورفت خلائق کی بہی ہوگئی۔

اما الجواب مسجد کے گرانے اور نمازیون کے مارنیکی کیفیت بیان ہوچکی ہے اسکی بعد کے مضمون کی
نسبت مختصر طور پر کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ جو لکہا ہے کہ بعد رحلت بوجہ غضب صابری کی مجاورونکو
بہی یہ تاب نہ ہوئی کہ وہ قریب مزار کے رہتے انہون نے دور تر جا کر سکونت اختیار کی تو اس سے تحقیق
معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں مجاور ان کے پاس رہا کرتے ہون گے جو بعد انتقال کے پاس نہ رہے
حالانکہ اس سے پہلے صفحہ میں لکہا ہے کہ مخدوم صاحب کی خدمت میں وحوش اور طیور رہا کرتے تہے معلوم
مجاور مراد نہیں جانورون سے ہے یا آدمیون سے۔ اور کیا خوب بات ہے مجاور مردہ کی قبر کے ہوتے ہیں
زندہ کی نہیں سنے یہان مخدوم صاحب کے مجاور زندگی ہی میں ہوگئے تہے۔ اور ہم پوچہتے ہیں کہ مجاور
کس قوم کے تہے اور کہان سے آئے تہے اور ان کے نام کیا کیا تہے اور انکی اولاد تہی یا نہیں تہی تو اب
کیون نہیں اور جو نہیں تہی تو کس وجہ سے نہیں تہی اور اب جو مجاور ہیں یہ ان مجاورونکی اولاد کیون
نہیں معلوم ہوا کہ فرضی مخدوم اور فرضی خادم۔ جیسی نکٹی دیوی ویسے اندہے پوجاری۔ اور
جب آدمی تو کوئی پاس مزار کے جا نہیں سکتا تہا وحوش وطیور وہان رہا کرتے تہے تو وہ مجاور کس کام
کیواسطے مقرر تہے اور انکی وجہ معاش کیا تہی آیا خلاصت وغیرہ یا چڑہاوا علاوہ ازین جب مجاورونتک بہی
وہان نہ آسکتے تہے اور کوئی فرد بشر پاس نہیں پہٹک سکتا تہا اور مجاورون کو یہانتک خوف غالب
تہا کہ دور تر جا کر رہتے تہے تو ہندوون نے کیونکر اس مزار کے قریب مندر بنا لیا تہا جب انہون نے مندر
بنایا ہوگا تو معمار اور مزدور اور کارکن اور محافظ اور خشت ساز وغیرہ بہی وہان رہتے ہون گے اور پوجاری تو
تو گویا ہر وقت ہی آسن جمارہتا ہوگا اور یہ جو لکہا ہے کہ پوجاری نے جو ایک روز اتفاقاً دیکہا کہ وحوش
وطیور گرد ہیں اور شیر دم سے جہاڑو دے رہا ہے تو یہ بات کیا اسکو پہلے سے معلوم نہ ہوئی باوجودیکہ
اسنے وہان اپنے دیوتا کا مندر بنایا اور مندر بنا کر مدت دراز تک وہان رہا کیا اور یہ جو لکہا ہے کہ اسکو جمع
وحوش وطیور دیکہکر تعجب ہوا اور اس نے یہ کہا کہ یہ تو ہمارا معبد تہا مسلمانونکی قبر کیونکر ہوگئی تو اس کے
کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اسنے خاص قبر ہی کے اوپر مندر بنایا ہوگا اور اگر اسنے ایسا کیا تہا تو اسکو اسی وقت
کیون سزا نہ ملی اور جب اس نے مرقد کو دیکہ لیا تہا تو پہر زمین کو اسنے کیون کہودا اور قطع نظر اس کے

جب وہ یون لکھتی ہین کہ بوجہ دور رہنی مجاورون کی مرقد ضایع ہوگیا تہا تو اُس پوجاری کو جانورون کے
مجمع سے کیسی علم ہوگیا تہا کہ یہان مسلمان کی قبر ہے بلکہ مجمع وحوش وطیور سے تو اسکو یہ گمان ہونا
چاہیے تہا کہ یہ شیر ہمارے دیوتا کا ہے اور قطع نظر اس کے ہندو جہان کہین ادنی سی ادنی درجہ کا ظہور کرامت
دیکھتی ہین فوراً معتقد ہوجاتے ہین اس کے کیا معنی کہ وہ ظہور کرامت دیکھکر بہی معتقد نہوا - اور یہ
جو لکہا ہے کہ بوجہ خوف غضب مخدوم صاحب کی مجاور دور دور نہ جا کر رہے تو ضرور ہے کہ کسی اور گانو مین
جا کر رہے ہون گے تو یہ معلوم نہین کہ دور سے کس قدر فاصلہ مراد ہے آیا سو پچاس کوس ہے یا دو چار پانچ
قدم مراد ہے بہرحال کلیر سے دور رہنا ضروری ہے اب یہ پتہ دینا چاہیے کہ وہ گانو کونسا تہا - اور یہ
جو لکہا ہے کہ شیر دم سے جہاڑو دیتا تہا سو کیا خوب بات ہے کہ ایسے متبرک مقام مین اک جانور اپنی
دم سے جہاڑو دے وہ شیر بڑا گستاخ تہا جو دم سے جہاڑو دیتا تہا اسکو تو سر کے بالون سے جہاڑو
دینا تہا جو پاک بال تہے دم کی تو غلاظت کا بہی احتمال ہوتا ہے اور نہ معلوم اب وہ شیر کہان گئے
اب کیون نہین آتے اور جہاڑو کیون نہین دیتے کیا اب وہ مزار وہان نہین رہا یا شان الوہیت
اور فیض الوہیت سلب ہوگیا - شاید ایسا ہوا ہو کہ ویرانہ مین شیر رہا کرتے ہین اور اُسکو
دم ہلانیکی عادت ہوا کرتی ہے اُسکی دم کے ہلنے کو صاحب سیر الاقطاب وغیرہ نے دم سے جہاڑو
دینا سمجہ لیا اس نازک خیال کے قربان -

لطائف قدسی سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین محمد عثمان نے طبع کرائی ہے وہ لکہتا ہے کہ مین حضرت شیخ عبد القدوس
رحمۃ اللہ کی اولاد سے ہون اس لئے اُس کے لطیفہ ۴۳ مین شجرہ صابریہ اپنی طرف سے الحاق
کر دیا ہے کیونکہ قلمی نسخون مین یہ شجرہ نہین ہے - اس کتاب کو از اول تا آخر دیکہا گیا تو کلیر
اور مخدوم صاحب کا ذکر کہین نہین پایا - اور حضرت شیخ عبد القدوس رح کا جابجا سیاحت
کرنا اور پاک پٹن اور ملتان مین جانا اور دہلی مین مزارات کی زیارت کرنا بہت کچہ لکہا ہے لیکن
یہ کہین نہین لکہا کہ وہ کلیر بہی تشریف لیگئے تہے اور مؤلف کتاب حضرت شیخ رکن الدین نے
بہی اپنا کلیر جانا لکہا ہے نہ کلیر کا احوال لکہا ہے حالانکہ اپنا حال آگرہ اور دہلی وغیرہ جانیکا
لکہا ہے وہ بات بہی اس سے غلط ہوئی جو صابری صاحبان فرماتی ہین کہ حضرت شیخ عبد القدوس
نے مزار شریف مخدوم صاحب کا کلیر مین بنایا ہے اور اسی کتاب کی ۳۳ مین لکہا ہے کہ حضرت

شیخ عبد القدوس نے چاہا کہ ہیں کوہ و دشت میں عمر بسر کروں تو حضرت عبد الحق اور حضرت نظام الدین محبوب الٰہی اور حضرت بابا صاحب کی ارواح مطہرات نے منع کیا۔ اگر حضرت شیخ صابری ہوتے یا مخدوم صاحب سے کچھ تعلق رکھتے تو انکی روح سے بھی اس قسم کا اشارہ ہوتا۔

خود حضرت صوفی صاحب کی شہادت بنسبت کذب راویان صابریہ

حضرت صوفی صاحب آپ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ جو کوئی حضرت قطب صاحب کی قطبیت اور ولایت کے چاک ہونیکا صابریوں سے قائل ہے وہ مردود ہے اور جاہل ہے۔ ہاں فیض قطب صاحب کا بند ہو گیا تہا۔ اما الجواب جس وجہ سے اپنے راویوں کو کذب کے لقب سے ملقب کیا تہا اُسی میں آپ بھی ملوث ہو گئے سچ ہے سنڈاس میں پتھر پہینکنے سے خود ہی نجاست میں آلودہ ہونا ہے اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایجاد بندہ آپنے اسواسطہ کیا ہے کہ صاحب کرشمہ جمال نے جو یہ لکہا تہا کہ قطبیت اور ولایت چاک نہیں ہو سکتی۔ مگر اس اقرار سے آپ کا مطلب فوت ہوتا تہا وہ کہ جب قطبیت اور ولایت قطب صاحب کی تو چاک نہ ہوئی اور فرمان خلافت مخدوم کا چاک ہوا تو سلسلہ جمالیہ قائم رہا اور سلسلہ صابریہ منقطع الاصل قرار پایا تو ناچار آپ کو یہ کہنا پڑا کہ قطبیت اور ولایت کا تو چاک ہونا غلط ہے مگر یہ ضرور ہوا کہ مخدوم صاحب نے فیض قطب صاحب کا بند کر دیا تہا مگر ہم سردست آپ اس جان لینے کو اپنے پاس رکہتے ہیں اور آپ سے یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ اپنے اس قول کا ثبوت پیش کریں اسطرح کہ فلاں مسئلہ تصوف کی رو سے جسکی قرآن شریف سے سچائی اور صداقت کہلتی ہو کہ فیض الٰہی جو عطیہ الٰہی ہو کوئی دوسرا اسکو بند کر دے اگر یہ رو سے تصوف بشرط مذکورہ ادعا ہمارا شان ثابت کر دینگے۔ کہ فیض کا بند کر دینا ممکن الوقوع ہے کہ فلاں بزرگ نے اسطور پر فلاں بزرگ کا فیض بندکر دیا تہا تو ہم بے تکلف آپکے قول کو قبول کرینگے درصورت نہ پہنچ ثبوت کے جیسا آپ قبول کر چکے ہیں کہ قطبیت اور ولایت قطب صاحب کی چاک نہیں ہوئی جو کوئی چاک ہونیکو مانے وہ مردود ہے اور ساتہ ہی اس کے یہ بھی اقرار کر لیا ہے کہ مخدوم صاحب قطب صاحب کے پاس آئے اور انکا خلافت نامہ چاک ہو گیا اسکا اقرار کرنا آپ کو لازم آئیگا کہ فیض بھی قطب صاحب کا جاری ہے اور نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ سلسلہ عالیہ جمالیہ کے جاری ہونیکو اور سلسلہ صابریہ کی بنا رد شدہ ہونیکو مان لینا پڑیگا۔ اب اصل مدعا کی توضیح کے لئے ہم آپ کی شرگردولسنی جو قطب صاحب کی قطبیت

اور ولایت کی چاک ہوجانیکی قائل ہیں یہ پوچھتی ہیں کہ قطبیت اور ولایت چاک ہوسکتی ہے تو اسکا
ثبوت عنایت فرمائیے ورنہ اس بے ثبوت دعوی سے دست بردار ہوکر چاک خلافت نامہ مخدومی
کے قائل ہوکر مسدود ہی سلسلۂ صابریہ کی منفر ہو جائیے - اور دوسری بات دریافت طلب یہ ہے کہ کیا
مرتبہ ولی کا بڑا ہے یا قطب کا اور ولی کسی قطب کی قطبیت کو چاک کرسکتا ہے یا نہیں کیونکہ قطبیت
کوئی شی مجسم نہیں ہے اور چاک شی مجسم میں ہوا کرتا ہے نہ غیر مجسم میں - اور تیسری بات قابل استفسار
یہ ہے کہ ایک قطب دوسرے قطب کی قطبیت کو چاک کرسکتا ہے یا نہیں - اگر یہ مسئلہ تصوف ہو یا
ایسا واقع ہوا ہو تو فرمائیے - ان امور مذکورہ کے بعد آپ سے اور آپ کے سب صابریہ صاحبان سے
پوچھتا ہوں کہ خلافت نامہ چاک ہوسکتا ہے یا نہیں کیونکہ خلافت نامہ اک شی ظاہر ہے اور اسکا چاک ہونا
ممکن ہے - اور خلافت نامہ جو دیا جاتا ہے تو وہ خلافت نامہ کسی شہر یا ملک کا ہوتا ہے یا خلیفہ کے اس
حصول نعمت کمالیہ کا قبالہ ہوتا ہے جو اس نے شیخ سے حاصل کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو بعد
عطائے خلافت کے کسی شہر میں مامور کیا جاتا ہے تو اس شہر پر معزز کرکے کوئی کاغذ تحریری دیجاویگا اور وہ تحریر
پروانہ یا حکمنامہ کہلائیگی اور اسکا مضمون یہ ہوگا کہ ہمنے فلاں شہر تمہاری تحویل ہدایت میں کیا اور خلافت
نامہ وہ کہا جاتا ہے کہ شیخ یوں لکھے کہ فلاں فلاں تعلیم فلاں شخص نے مجھسے پائی اور یہ ان تعلیمات میں کامل
مکمل ہوگیا ہے یا جو کچھ مجھے تعلیم حاصل تھی وہ سب تعلیم مجھسے یہ پاچکا ہے اسواسطے اسکو اجازت بیعت و
ارشاد دی جاتی ہے یا بالعموم یوں لکھے کہ میرے معتقدین کو واجب ہے کہ اس شخص کو مثل میرے تصور کریں الغرض
خلافت نامہ خاص ذات خلیفہ کے واسطے ہوتا ہے - پس پروانہ چیزے دیگر اور خلافت نامہ چیزے دیگر - آپ
فرماتے ہیں کہ مخدوم صاحب کو پروانہ یا حکمنامہ دہلی کا ملا تھا یا خلافت نامہ ملا تھا اگر خلافت نامہ ملا تھا تو وہ خاص
انکی تعلیم ذات کی بابت ہوگا شہر دہلی کو ہدایت کرنیکی تخصیص اسمیں کیوں تھی اور اگر صرف دہلی کے
واسطے بطور پروانہ یا حکمنامہ کے تھا تو پروانہ اور حکمنامہ کسی شہر کے نام نہیں ہوتا شہر کے باشندوں کے
نام ہوتا ہے کہ ہم نے فلاں شخص کو تمہارے اوپر ہادی معزز کیا تمکو واجب ہے کہ بموجب اسکے ارشاد کے کاربند
رہو جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کیوقت میں ہوتا تھا کہ فلاں شخص کو ہم تمہارے اوپر حاکم کرکے بھیجتے
کرتے ہیں بموجب اسکی ہدایت کے کاربند رہنا پس فرمائیے کہ بابا صاحب نے وہ پروانہ دہلی میں کن کن لوگوں کے
نام لکھا تھا اور نیز یہ پروانہ بدون حصول خلافت ملنا ممکن نہیں اور اس پروانہ سے پہلے مخدوم صاحب کو خلافت کا

ملنا ثابت نہیں نواب وہ تحریر جسکی بابت آپ کہہ رہے ہیں کہ مخدوم صاحب کا خلافت نامہ ہو چکا تک
ہو گیا نہ خلافت نامہ ٹہیرا نہ پروانہ - اور ذرا یہ بہی ارشاد ہو کہ جب مخدوم صاحب خلیفہ ہو کر قطب صاحب
کی خدمت میں منظوری خلافت کیواسطے حاضر ہوئے تو اسوقت انکا کیا مرتبہ تہا اور سب سے اول مرتبہ
کونسا ہے کہ جسمیں خلافت کا ملنا لازم ہوتا ہے اور مخدوم صاحب کو کس مرتبہ میں پہنچکر خلافت ملی تہی
اور بعد خلافت کے مخدوم صاحب اسی مقام میں رہے کہ جسمیں وہ خلیفہ ہو چکے تہے یا اس مرتبہ سے وہ ترقی کر چکے
تہے اور ترقی کر چکے تہے تو کہاں تک کر چکے تہے بالفرض اگر انکو مرتبہ ولایت ہی میں خلافت ملگئی تہی تو وہ
اُسوقت کہ جسوقت قطب صاحب کی خدمت میں منظوری خلافت کیواسطے حاضر ہوے بلاشک وشبہ ولی تہے
اور قطب صاحب اُسوقت مرتبہ قطبیت میں تہے تو مخدوم صاحب نے بصورت کمی مرتبہ کے یعنی ولی ہو کر قطب
صاحب کا فیض قطبیت کیسے بند کر دیا تہا - اور اگر انکو مرتبہ ولایت میں خلافت نہیں ملی تہی
اور مرتبہ قطبیت میں پہنچکر خلافت ملی تہی+ تو ضرور ہوا کہ مخدوم صاحب جب قطب صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوے اُسوقت قطب تہے اور قطب صاحب اُسوقت قطب العالم ہو چکے تہے چنانچہ سیر الاقطاب
کے صفحہ ۱۷۱++ پر یہ مضمون مفصل موجود ہے تو اس صورت میں بہی کسی طرح ممکن نہیں کہ کمتر درجہ کا شخص
قطب العالم کی قطبیت یا ولایت کو چاک کر ڈالے یا اُسکی قطبیت کا فیض بند کر دے
اگر یوں کہو کہ مخدوم صاحب کو خلافت قطب العالمی کے مرتبہ میں ملی تہی تو یہ خلافت مخدومی عجیب
خلافت ہے کہ ہنوز انکو یہ مرتبہ ولایت کا ملا ہے نہ قطبیت کا اور بدون حصول خلافت ہی وہ
قطبیت وغیرہ کی کل مقامات طے کر کے جب مرتبہ قطب العالمی میں پہنچے اُسوقت وہ خلیفہ کیے گئے
اور قطع نظر اسکے ایک قطب العالم دوسرے قطب العالم کی قطبیت کو چاک تو جب کر سکے
کہ ایک وقت میں دو قطب العالم ہو سکیں اور بفرض محال ایک وقت میں دو قطب العالم ان
مان ہی لو تو ایک قطبیت کی قطبیت کو دوسرا قطب نہ تنزل دے سکتا ہے نہ ترقی جیساکہ
ایک لفٹنٹ گورنر دوسرے لفٹنٹ گورنر کو تنزل دے سکتا ہے نہ ترقی - ماسوا اسکے جب ایہ

+ حاشیہ اس کا ثبوت بہی عنایت ہو کہ مرتبہ ولایت میں تو خلافت نہیں ملی اور مرتبہ قطبیت میں خلافت ملی
++ حاشیہ یہ جیسا کہ ہم نے آپ کی کتاب سے قطب العالم ہونا حضرت قطب الاعظم کا ثابت کیا ایسا ہی آپ
بہی ثبوت دیں کہ مخدوم صاحب قطب العالم تہے یا انکا وجود تہا یا مگر یہ انکا خلافت نامہ درست ہوا - ۱۲ منہ

محققین بلکہ جمیع سلاسل کو مسلم ہے کہ حضرت **قطب اعظم مولانا جمال الدین احمد**
ہانسوی رضی اللہ عنہ اس وقت العالم ہو اور **بحر المعانی** اور مثنوی شریف مولانا روم
اور کشف المحجوب اور سواطع الانوار اور مرآۃ الاسرار سے یہ بات ثابت ہے کہ قطب العالم ہر دور میں
ایک ہوتا ہے اور اُسکا نام عالم علوی میں **عبد اللہ** ہوتا ہے گو ظاہر میں کوئی اور نام ہو اور وہ
بلا واسطہ حضرت رب العزت سے فیض پاتا ہے اور اس کے دو وزیر ہوتے ہیں ایک وزیر یمین جس کا
لقب **عبد الملک** ہوتا ہے اور ایک وزیر یسار جسکا لقب **عبد الرب** ہوتا ہے عبد الملک
قطب العالم کی روح سے فیض پاتا ہے اور اس فیض سے انتظام عالم علوی کرتا ہے اور عبد الرب
قطب العالم کے قلب سے فیض پاتا ہے اور اس فیض سے انتظام عالم سفلی کرتا ہے اور تمام نظام
کائنات قطب العالم کی ذات پر اور اسکے اجرائے فیض پر منحصر ہے پس اگر قطب العالم کی قطبیت
یا ولایت یکایک جاتی رہے یا اُس کا فیض بند ہو جائے تو دم بھر میں کائنات تہ و بالا ہو جاوے
حکیم ترمذی نے ابو درداء سے روایت کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اوتاد تھے جب نبوت ختم
ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی جگہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قوم کو مقرر کر دیا ہے اور یہ لوگ
سے زیادتی صوم وصلوٰۃ میں فضیلت نہیں رکھتے مگر حسن خلق اور حسن نیت اور صدق اور تقویٰ
اور اطمینان قلب **اللہ کے لئے مسلمانوں کی خیر خواہی** + کرتے ہیں اور صبر اور علم اور
خلوص اور تواضع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضیات کی طلب کر کے انہیں دوسروں سے افضل ہیں + وہ
انبیاء کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنکو اپنے ساتھ خاص کر لیا ہے اور اپنا علم دینے کے لئے خاص کر لیا ہے
اور اُنکی وجہ سے زمین کی مصیبتیں اور آدمیوں کی بلائیں دفع کرتا ہے اور انہیں کی دعا سے بارش
ہوتی ہے + حکیم ترمذی نے اس روایت کو نقل کر کے کہا کہ یہ لوگ اس امت کی امان ہیں اگر یہ نہ ہوں
تو زمین میں فساد ہو جائے اور دنیا اور آخرت خراب ہو جائے اللہ تعالیٰ اسی کی تائید میں
قرآن شریف میں فرماتا ہے **ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض**

+ حاشیہ + انہیں سے مخدوم صاحب میں ایک ہی صفت نہیں تھی بلکہ انکی برخلاف صفات تھی
جن کے حضرت سیدنا صوفی صاحب بھی قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ قطب صاحب نے صفت تنزلی
سے مخدوم صاحب کی خلافت نامہ کو چاک کیا ۔ پس معلوم ہوا کہ مخدوم صاحب اس سے عاری تھے

لفسدت الارض ترجمہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ اللہ بعضون کی بلا بعضون کی وجہ سے دفع نہ کرتا تو زمین خراب ہو جاتی۔ اور طبرانی نے اوسط مین بہی اسی قسم ملکہ اس سے بڑھکر روایات کو بیان کیا۔ پس معلوم ہوا کہ قطب العالم کا تنزل کسی حال مین نہین ہو سکتا نہ اُس کا فیض بند ہو سکتا ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین بہی اسپر شاہد ہے۔ علاوہ اس کے اگر بفرض محال مخدوم صاحب قطب العالم ہو چکے تہے تو دہلی اُنکی حکومت سے کیون باہر رہی تہی اگر دہلی انکی حکومت سی علیحدہ تہی تو وہ قطب العالم نتہے اور اگر اُن کے تحت حکومت داخل تہی تو وہان جانیکی منظوری لینی بالمنی مین قطب صاحب کی خدمت مین کیون آئے تہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی جاہی سکے اور اُسکی تمنا مین خلافت نامہ بہی چاک ہوا بارگاہ فرید سے بہی جواب ملا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ادہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب کو کوئی مرتبہ بہی حاصل نتہا۔ اور جو تحریر چاک ہوئی اگر وہ پروانہ یا حکمنامہ تہا تب تو صرف دہلی ہی قبضہ مین نہ آئی اور اگر خلافت نامہ ذات خاص کا چاک ہوا تو کچہ بہی نہ رہا اور نہین تو وہ خلافت نامہ ذات خاص ہی کا چاک ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پروانہ تو وہ اسلئے نہین ہو سکتا کہ بابا صاحب دہلی کے حاکم ظاہری نہتے جو پروانہ لکہدیتے اور اگر لکہتے بہی تو وہان کی اراکین کے نام لکہتے اور یہ ثابت نہین علاوہ ازین اگر وہ پروانہ تہا تو اس پروانہ سے پہلے کسی وقت خلافت کا ملنا واجب تہا اور خلافت اس سے پہلے ملنا ثابت نہین۔ اور در اصل ہماری تحقیق مین نہ پروانہ تہا نہ خلافت نامہ تہا یہ محض سب فرضی روایتین اک شخص فرضی کے واسطہ مشہور کی گئین ہین میرا قصد تہا کہ اسوقت مین اقسام خلافت کی توضیح کرون مگر بوجہ طوالت نظر بر اختصار کی گئی آیندہ اگر اللہ تعالی کو منظور ہوگا کسی موقع پر دیکہا جائیگا باللہ التوفیق۔

پس آپکے راویون کی کیفیت ہے جنپر آپ کا بہروسہ ہو گئی بیٹہے ہین اور یہ تو ہمنے بہت مختصر راویون کی لائف اور سوانح مین سے مشتی از خروارے لکہی ہین ورنہ ہم اگر مصنف سیر الاقطاب اور اس کے مرشد امداد محمد شفیع صاحب رام پوری اور اُن کے والد طفیل علی صاحب اور انکی برادر صابر علی صاحب اور ان کی مصنوعی مرشد اور صاحب حقیقت گلزار صابری وغیرہم کی سوانح عمری

ہمیں بخوبی معلوم ہے آپ کے راوی کذاب اور احادیث کے راوی صادق اور صالح برابر ہو سکتے ہیں اور باوجود اس کے احادیث کا معیار اور محک قرآن شریف ہے آپ کی روایات کا کون معیار ہے معیار تو الگ رہا کسی سلسلہ کی بھی شہادت نہیں ملتی۔ اور سلسلۂ عالیہ جمالیہ شہادت کے لئے قریبًا کل سلاسل صلحاء موجود ہیں ملفوظات اکابر مکتوبات اکابر سیر تاریخ اور نظامیہ قادریہ سہروردیہ چشتیہ کی کل شاخیں نقشبندیہ اور خانوادہ وغیرہم اب ایک اور ثبوت ہم اپنا پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سلسلۂ جمالیہ کی خانقاہوں کا مختصر اور سچا حال

ہانسی شریف (۱)

حضرت قطب العالم قطب جمال الدین احمد حضرت قطب الاقطاب برہان الدین صوفی قطب دوم حضرت قطب الاقطاب قطب الدین منور قطب سوم حضرت قطب الاقطاب نور الدین نور جہاں قطب چہارم یہ چار قطب نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے حضرت شاہ محمد حامد مجذوب ہنسوی پیر قطب اول یہ سب ایک گنبد میں راحت یافتہ ہیں۔ حضرت مخدوم العالم خواجہ برہان الدین ثانی حضرت مخدوم العالم خواجہ سراج الدین اخی حضرت مخدوم العالم خواجہ علاء الدین احمد عرف خواجہ معین الدین حضرت مخدوم العالم خواجہ حمید الدین عرف شاہ حامد حضرت مخدوم العالم خواجہ حسام الدین عرف جمال الدین ثانی حضرت سلطان الشیوخ فرید الدین الثنی حضرت قطب وقت شیخ عبد القدوس گنگوہی بھی فیض یافتہ ہیں اپنے مریدین کو ہانسی انکی خدمت میں بھیجا کرتے تھے مکتوبات قدوسیہ کے مکتوب میں انکا ذکر موجود ہے۔ حضرت جہانگیر ابدال عرف شاہ بودلہ حضرت خواجہ عثمان گرہ کشا۔ حضرت شاہ عبد الصمد عرف پیر خسرو۔ حضرت مخدوم سالک شہید شیخ محبت حضرت سبحان شاہ محمد عثمانی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ انمیں سے بعض کی خانقاہ کا احاطہ علیحدہ ہے اور بعض کا شامل

نارنول

سید المشائخ سید تاج الدین شیر سوار حضرت سید المشائخ سید نظام الدین قتال سید المشائخ

مظہر جلال شیخن ابدال سید المشائخ نظام الدین ثانی سید المشائخ مایہ توکل سید اویس عرف سید کمال
حضرت شیخ المشائخ پیر اسماعیل حضرت شیخ المشائخ شیخ تقی شیخ المشائخ سید حاجی علم الدین

دھلے

حضرت سید حسن رسول نما - قاضی القضاۃ حضرت مولانا حسام الدین اندرپتی رضی اللہ عنہما

کوہ کھنڈیلہ علاقہ جیپور

حضرت سید المشائخ سید تاج الدین شیر سوار کا چلہ اور اُن کے خلفاء کی کئی مزار ہیں اور اُن
مزارات یعنی خانقاہوں میں عرس بھی ہوتا ہے رحمہم اللہ

شہر جیند دار الریاست

سید الاصفیاء سید الشہداء حضرت سید جلال الدین صاحب ولایت حضرت سید جلال الدین
قدوۃ الاولیاء خواجہ پیر محمد خالدی حضرت خواجہ وجیہ الدین بغدادی حضرت مخدوم العالم
خواجہ محمد اویس رحمہم اللہ علیہم اجمعین

کرنال

مزار شریف مخدوم العالم شیخ العرفا خواجہ فضیل رضی اللہ عنہ

جھجھر ضلع رہتک

حضرت شاہ کمال الدین غازی صاحب ولایت انکی عالیشان خانقاہ ہے اور عرس بھی ہوتا ہے

سرہند

حضرت مخدوم العالم بایزید عرف شاہ ادہن پسر حضرت مخدوم بہاء الدین سنہالوی انکا اک
مکان عالیشان ہے جو مکان جہاز کرکے مشہور ہے -

سنہالہ شریف ضلع انبالہ

حضرت مخدوم العالم قطب وقت خواجہ بہاء الدین کی بڑی عالیشان لعمارت پختہ
خانقاہ ہے موجود ہے اس بستی میں سوائے انکی اولاد کے اور کوئی شخص کسی قوم کا نہیں
ہے حضرت پیر مرشد مخدوم عالمیان فخر العرفاء شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب بہان کے
سجادہ ہیں اور ان کے اہتمام سے بڑے زور شور سے عرس ہوتا ہے اور لنگر جاری رہتا ہے

گنگوہ ضلع سہارنپور

حضرت مخدوم الانام خواجہ مخدوم احمد عرف ڈہومن شاہ حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی جو شمس العلماء تھے ان سے بیعت تھے۔

سرساوہ

حاجی حرمین شریفین مخدوم العالم حضرت شاہ محمد حبیب الرحمٰن۔ ان کا مزار پختہ ہے اور عرس باہتمام حضرت پیرو مرشد عم فیضہ ہوتا ہے اس عرس کی ۲۳ شعبان مقرر ہے۔

حضرت مخدوم العالم غلام محمد حضرت مخدوم العالم شاہ نظام الدین۔

سیکر علاقہ شیخاواٹی

حضرت شاہ امیر علی۔ انکا عرس حضرت شیخ احمد بخش صاحب جھنجھنوی کے اہتمام سے ہوتا ہے

سورج گڑھ شیخاواٹی

حضرت شاہ فضل اور ان کے علاوہ اور بھی خانقاہیں ہیں جو بوجہ طوالت نہیں لکھی گئیں۔

فتح پور شیخاواٹی

مزار دولت خان۔ و مزار حضرت شیخ عبدالواحد الناسوی انکی اک کتاب عبدالواحد نام مشہور ہے

حیدرآباد سندھ

حضرت نجیب الدین عارف خلیفہ حضرت خواجہ فضیل کرنالی کے ہیں۔

کابل

حضرت خواجہ کمال الدین خلیفہ حضرت خواجہ فضیل کرنالی۔

چندوس پرگنہ سورانہ ملک اودھ صوبہ بہار

حضرت مخدوم العالم خواجہ ضیاء الدین پیران پیر خلیفہ قطب چہارم ہانسوی کے

اچ

حضرت مخدوم جلال الدین جہانگشت انہوں نے سب جگہ سے خلافت پائی منجملہ ان کے حضرت قطب سوم ہانسوی سے بھی خلافت حاصل کی ہے۔

کچھوچھہ

حضرت سید اشرف جہانگیر جو اک عارف کامل ہتے اور اولیاء کبار سے ہوے ہین انہون نے بہی حضرت قطب سوئم سے خلافت پائی ہے اور ان سے بہت سلسلے جاری ہوے ہین

مہم

حضرت مولانا خواجہ محمد رمضان شہید بہی اسی سلسلہ مین داخل ہین جو قطب سوئم سے منتہی ہوتا ہے

سکندر آباد راو

حضرت درویش قاسم او دہی بہی اس سلسلہ مین داخل ہین ۔ اور سنئے ۔

گنگوہ

حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس بہی بواسطہ حضرت درویش قاسم اسی سلسلہ متبرکہ یعنی سلسلہ جمالیہ مین داخل ہین ۔ اور انکو جو صابری
صابری کہتے ہین غلط ہے ہم دعوی سے کہتے
ہین کہ یہ صابری نہین ہین

اور حضرت

سید جمال اور حضرت

سید اجمل اور حضرت شاہ بدہ مین بہرائچی
بہی اس سلسلہ جمالیہ مین داخل ہین اس سلسلہ متبرکہ مین بہت سے اولیاء
کبار گزرے ہین اور جابجا امصار و بلاد مین خانقاہین موجود
ہین اگر تفصیل وار خانقاہین لکہی جائین تو اک
رسالہ طیار ہوجائے عاقل کے
نزدیک اسی قدر ثبوت
کافی ہے

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ الحمد للہ اولاً و آخراً

نقشۂ اول بزرگان سلسلۂ عالیہ جمالیہ مع مختصر کیفیت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
حضرت قطب العالم جمال الدین	٠	٠	٠	٠	۱۱ شعبان	٠	سنہ ۷۶۵ھ	٠	بابا صاحب کے خلیفہ اول و اعظم اور حضرت وسیلہ محبوب الٰہی اپنے ... قطب
حضرت قطب برہان الدین	سنہ ۶۵۹ھ	٠	٠	٠	۱۴ ربیع الثانی	۴۰ سال	سنہ ۶۹۹ھ	۳ ماہ ۳ سال	یہ قطب العالم کے فرزند اور سجادہ نشین
حضرت قطب الدین منور	سنہ ۶۹۹ھ	٠	٠	٠	۲ ذی قعدہ	۶۱ سال	سنہ ۷۶۰ھ	٠	یہ قطب دوم کے صاحبزادہ ہیں انکو
حضرت قطب نور الدین نور جہاں	سنہ ۷۲۵ھ	۳۵ سال	۳۹ سال	۷۴ سال	۲ محرم	۳۹ سال	سنہ ۷۹۹ھ	۳۵ سال	قطب سوم کے صاحبزادہ ہیں انکے بھائی ... الدین ...
حضرت سراج الدین اخی	سنہ ۷۶۹ھ	۴۹ سال	۱۳ سال	۴۴ سال	۹ صفر	۱۳ سال	سنہ ۸۱۱ھ	۳۹ سال	یہ حضرت قطب چہارم کے
حضرت علاء الدین	سنہ ۷۷۸ھ	۳۴ سال	۴۰ سال	۴۴ سال	۱۱ رجب	۸ سال	سنہ ۸۲۲ھ	۲۲ سال	یہ بھی قطب چہارم کے صاحبزادے
حضرت حمید الدین	سنہ ۸۰۵ھ	۱۸ سال	۱۹ سال	۳۷ سال	۱۶ شوال	۴ سال	سنہ ۸۴۲ھ	۱۴ سال	یہ بھی قطب چہارم کے
حضرت حسام الدین	سنہ ۸۰۹ھ	۲۱ سال	۱۹ سال	۴۰ سال	۵ ذی قعدہ	۸ سال	سنہ ۸۴۹ھ	۹ سال	〃
حضرت بہاء الدین	سنہ ۸۳۰	۲۵	۶۶	۹۱	۱۸ صفر	۶۶	سنہ ۹۲۱	۵	انکو والد مخدوم برہان الدین ثانی فرزند
حضرت شاہ بایزید	سنہ ۸۸۰	۱۶	۵۳	۶۹	۱۵ ربیع الثانی	۵۳	سنہ ۹۴۹	۱۶	یہ حضرت بہاء الدین کے فرزند
حضرت محمد شاہ	سنہ ۸۹۹	۱۹	۴۷	۶۶	۲۴ جمادی الاول	۱۶	سنہ ۹۶۵	۵۰	یہ حضرت بایزید کے فرزند ہیں
حضرت شیخ محمد	سنہ ۹۳۵	۳۰	۴۱	۷۱	۲۵ شعبان	۴۱	سنہ ۱۰۰۶	۳۰	یہ حضرت محمد شاہ کے برادر زادے اور
حضرت سید محمد	سنہ ۹۸۰	۳۶	۳۰	۶۶	۷ ذی قعدہ	۳۰	سنہ ۱۰۴۶	۳۶	یہ حضرت شیخ محمد کے برادر زادہ اور
حضرت احمد سعید	سنہ ۱۰۱۱	۱۹	۱۷	۳۶	۱۲ ذی الحجہ	۱۷	سنہ ۱۰۴۳	۱۹	یہ حضرت سید محمد کے برادر زادہ اور
حضرت پیر محمد	٠	٠	٠	٠	۲۴ ربیع الاول	۱۴	سنہ ۱۰۶۱	٠	یہ قوم سے شیخ خالدی ہیں اور شیخ احمد
حضرت محمد فضیل	سنہ ۱۰۳۵	۲۲	۱۳	۳۵	۹ ذی قعدہ	۱۳	سنہ ۱۰۷۰	۲۲	یہ انکے والد شاہ عطاء اللہ اور حضرت پیر محمد کے
حضرت غلام محمد	سنہ ۱۰۵۳	۱۸	۲۶	۴۴	۱۱ رمضان	۲۶	سنہ ۱۰۹۶	۱۸	یہ حضرت شاہ محمد فضیل کے صاحبزادہ
حضرت نظام الدین	سنہ ۱۰۷۶	۲۰	۷۰	۹۰	۴ ربیع الاول	۷۰	سنہ ۱۱۶۶	۲۰	یہ حضرت شاہ غلام محمد کے فرزند
حضرت اویس	سنہ ۱۱۴۰	۲۶	۶۴	۹۰	۷ جمادی الاول	۶۴	سنہ ۱۲۳۰	۲۶	حضرت نظام الدین کے صاحبزادے
حضرت محمد حسان	سنہ ۱۲۰۵	۲۵	۱۱	۳۶	۷ صفر	۱۱	سنہ ۱۲۴۱	۲۵	یہ حضرت اویس کے فرزند اور خلیفہ
حضرت [illegible] محمد	سنہ [illegible]	۱۷	۱۷	۳۴	۱۳ 〃	۱۷	سنہ ۱۲۵۹	۲	یہ انکے والد کے انتقال کے وقت
حضرت [illegible]	سنہ ۱۲۴۱	۱۷	۲۹	۴۶	۳ شعبان	۲۹	سنہ ۱۲۸۷	۳ ماہ	یہ انکے والد حضرت محمد فضل ... کے

[illegible]

حمید الدین کی فرزند امام اعظم کی اولاد سی ہین انہون نے اپنی زندگی مین کوئی خلیفہ نہین کیا مگر اپنی خلافت و نعمت سوم کو پہنچائی جس سے سلسلہ جمالیہ اتبک جاری ہے ہانسی مین خانقاہ بعمارت عالیشان موجود ہے رحمۃ اللہ تعالی -

ہین بعد انتقال قطب العالم انکو انکی دایہ بابا صاحب کیخدمت مین لیگئین بابا صاحب نے انکو بیعت کیا اور قطب العالم کا سبب ویکر فرمایا کہ سلطان جی کی صحبت مین

حضرت سلطان جی نے قطب صاحب خلافت و نعمت بموجب علاوہ سپرد کی کیونکہ یہ وہی فرزند تہے جو قطب صاحب نے فرمایا تہا - انسے سلسلہ جمالیہ و

چہ فرزند ہوئے برہان الدین سراج الدین اخی ضیاء الدین پران علاء الدین احمد شاہ حامد حسام الدین - برہان الدین سراج الدین و

کی اور باقی نے اپنے اپنے بہائی اور سب اعلی مقامات کو پہنچے - الحمد للہ رب العلمین

فرزند دویم ہین اپنے والد کے مرید اور خلیفہ ہین انکا مزار ہانسی مین ہے -

ہین اور بڑے بہائی سراج الدین اخی ہانسوی کے انکا مزار بہی ہانسی مین ہے -

صاحبزادہ پنجم ہین اور اپنے برادر کلان مخدوم علاء الدین احمد ممدوح الذکر کے خلیفہ اور مرید ہین انکا مزار بہی ہانسی مین ہے

صاحبزادہ ششم ہین اور اپنے برادر بزرگ شاہ حامد کے مرید اور خلیفہ ہین انکا مزار بہی ہانسی مین ہے

ہین جب انکا انتقال ہوا انکی فرزند کی ۵ سال کی عمر تہی انکو مرید کرکے اپنا خرقہ اپنے برادر حسام الدین کو دیگئے تہے چنانچہ وہ خرقہ بعد بلوغ انکو پہنچایا انکا مزار

کلان اور خلیفہ ہین انکا مزار سرہند مین ہے -

اور خلیفہ بہی ہین ان کا مزار سندہالہ ضلع انبالہ مین ہے -

خلیفہ ہین یعنی حضرت سراج الدین اولیاء کے فرزند ہین اور انکا مزار سندھالہ مین ہے -

خلیفہ ہین اور اپنے والد حضرت شیخ علی شیر دلیر کے بہی خلیفہ ہین انکا مزار بہی سندہالہ مین ہے -

خلیفہ ہین اور انکو اپنے والد شیخ عبد الشکور کے بہی خلیفہ ہین انکا مزار سندہالہ مین ہے -

صدیق کے خلیفہ ہین انکا مزار جنید مین ہے - [illegible]

کے خلیفہ ہین - حضرت پیر محمد حضرت عطاء اللہ کے پیر بہائی تہے اور حضرت عطاء اللہ وصیت کرگئے تہے کہ تم حضرت پیر محمد کی صحبت لینا اسلئے انکبہی شجرہ مین

اور خلیفہ ہین انکا مزار سرساوہ مین ہے -

اور خلیفہ ہین [illegible]

انکا مزار جنید مین ہے - [illegible]

ہین انکا انتقال بحالت وجد سماع مین ہوا وقت انتقال جھجر تہے بموجب وصیت چپاہ کی بعد ہانسی مین جنازہ آیا ۔۔۔

برس کے تہے اسلئے انکو انکے والد سے بیعت نہین ہوئی انہون نے اپنے برادر کلان حضرت محمد رمضان سے بیعت و خلافت حاصل کی - سالہ

صاحبزادے ہین انکے والد کے انتقال کیوقت انکی ۳ ماہ کی عمر تہی انکے چچا حضرت مخدوم احمد عرف موسن شاہ نے پرورش کیا اور بیعت کیا اور عمر مین خلافت سے مشرف و ممتاز فرمایا انکا مزار سرساوہ مین ہے الحمد للہ علی ذلک تمام شد نقشہ اول

طریق ثانی سلسلۂ عالیہ جمالیہ

حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج حضرت قطب جمال الدین احمد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا حضرت خواجہ قطب الدین منور حضرت قطب نور الدین نورجہان مغل کش حضرت خواجہ برہان الدین ثانی حضرت قطب بہاء الدین سندہالوی حضرت مخدوم بایزید سندہالوی سہرندی حضرت مخدوم سراج الدین سراج الاولیاء حضرت خواجہ علی شیر دلیر حضرت خواجہ عبد الشکور سندہالوی حضرت خواجہ عبد اللہ حضرت شاہ عطاء اللہ حضرت خواجہ فضیل حضرت خواجہ نظام الدین سرساوی حضرت خواجہ محمد اویس جنیدی حضرت خواجہ محمد رمضان ہانسوی حضرت خواجہ مخدوم احمد عرف دہومن شاہ سرساوی ثم گنگوہی حضرت خواجہ ایشان شاہ حبیب الرحمن قدس سرہم المنان حضرت مخدوم عالمیان پیر و مرشد شاہ جلیل الرحمن عم فیضہ

طریق ثالث

حضرت خواجہ فرید الدین حضرت قطب جمال الدین احمد حضرت قطب الدین منور حضرت قطب نور الدین نورجہان حضرت برہان الدین حضرت قطب بہاء الدین سندہالوی الآخرہ تک رحمہم اللہ

طریق رابع

حضرت قطب الاقطاب قطب الدین منور حضرت سید تاج الدین شیر سوار نارنولی حضرت سید نظام الدین قتال نارنولی حضرت سید مظہر جلال شیخ ابدال نارنولی حضرت سید نظام الدین ثانی نارنولی حضرت سید محمد اویس عرف سید کمال ایضاً یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور اسی سلسلہ میں حضرت سید حسن رسول نما جنکا مزار دہلی میں ہے داخل ہیں۔ رحمہم اللہ

طریق خامس

حضرت قطب الدین منور حضرت قطب نور الدین نورجہان حضرت برہان الدین ثانی حضرت فرید الدین ہانسوی حضرت فتح محمد حضرت فرید الدین ثانی حضرت لطف اللہ حضرت شیخ محمد حضرت شیخ احمد حضرت قائم محمد یہ سلسلہ بھی اب تک جاری ہے اور حضرت قائم محمد کی اولاد سے شیخ احمد بخش صاحب مقام سکر علاقہ جے پور میں صاحب ارشاد و ہدایت ہیں۔ رحمہم اللہ

طریق سادس

حضرت قطب الدین منور حضرت جلال جہانگشت ان سے جو سلسلہ جاری ہوا اسمیں حضرت سید اشرف جہانگیر

سمنانی بھی ہیں اور حضرت مولانا محمد رمضان بھی بی داخل ہیں۔ رحمہم اللہ

طریق سابع

حضرت قطب الدین منور حضرت مخدوم جلال الدین جہانگشت حضرت سید جمال حضرت شیخ بڈھن بہرایچی حضرت درویش قاسم اودھی حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہم اللہ

طریق ثامن

حضرت قطب الدین منور حضرت جہان گشت ایکواسطہ درمیان دیگر حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت شیخ صفی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی الی آخرہ رحمہم اللہ

طریق تاسع

حضرت بابا فرید الدین گنجشکر حضرت نظام الدین محبوب الٰہی حضرت قطب الدین منور الآخرہ

طریق عاشر قادریہ

حضرت قطب ربانی غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی حضرت سید عبد اللہ حضرت سید جمال حضرت سید صالح ناصر حضرت سید شرف الدین حضرت شیخ محمد حضرت مجد الدین حضرت سید علی حضرت سید احمد حضرت سید شہاب الدین حضرت سید محمد طاہر حضرت سید محمد حضرت سید علی متقی حضرت شیخ فضل اللہ حضرت شیخ ابو محمد حضرت شیخ احمد صدیق حضرت پیر محمد جنیدی حضرت فضیل حضرت غلام محمد حضرت نظام الدین حضرت انیس حضرت محمد رمضان نالسوی حضرت مخدوم احمد الآخرہ رحمہم اللہ

شجرہ منظومہ

الٰہی اپنے محمد کا طفیل	یعنی اس محمود و حامد کا طفیل
از برائے مرتضیٰ اسد خدا	اور حسن ابن علی مرتضیٰ
حضرت سجاد باقر کے طفیل	جعفر موسیٰ کاظم کے طفیل
اور بحرمت حضرت موسیٰ رضا	اور صدقہ حضرت معروف کا
سری سقطی جنید باصفا	حضرت بوبکر جعفر بہ لقا
عبد واحد بوالفرح احمد بوالحسن	بوسعید و عبد قادر نیک تن
صدقہ عبد اللہ جمال الدین کا	سید صالح و شرف الدین کا۔

حضرت شیخ محمد کے لئے — خواجہ مجد الدین امجد کے لئے
اور علی و احمد و عالم پناہ — اور شہاب الدین عالی بارگاہ
طاہر و سید محمد کے طفیل — اور علی و فضل سرمد کے طفیل
بو محمد اور احمد کے طفیل — حضرت پیر محمد اور فضیل
واسطے خواجہ محمد کے خدا — اور نظام الدین نظام الاولیاء
اور اویس و خواجہ رمضان کے لئے — اور احمد اہل عرفان کے لئے
اور حبیب خاص رحمن کے طفیل — اور خلیل خاص رحمن کے طفیل
ان کے صدقے سے خدائی ذی الجلال — دل کو میرے کر دے شیشہ کی مثال
ان بزرگوں کے تصدق سے خدا — حاجتیں دنیا و دین کی کر عطا
دین و دنیا میں یہی ہے آرزو — مجھ سے میں غافل نہ ہوں یارب کبھو
لب پہ تیرا نام ہو اور دل میں تو — جس طرف دیکھوں ادھر ہو تو ہی تو

استفسار

حضرت شمس الدین ترک حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء حضرت شیخ عبد الحق ردولوی حضرت شیخ عبد القدوس رضی اللہ عنہم انہیں سے کس کس بزرگ نے اپنے نام کے ساتھ لفظ صابری کس کتاب میں لکھا ہے یا ان کے معاصرین نے لکھا ہو تو اسکا ثبوت کیا ہے اور جو نہیں لکھا تو اسکی وجہ کیا ہے اور یہ لفظ صابری بصیغہ نسبت کب سے آیا ہے اور پہلے سب سے کسنے لکھا ہے۔ اور سلسلہ صابریہ کب سے کتابت کی صیغہ میں آیا ہے اور اسکا بر مذکورۃ الصدر میں کس بزرگ نے کس کتاب میں تحریر فرمایا ہے اور حضرت بابا صاحب اور انکے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء میں سے یہاں تک کہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں اور حضرت مولانا نیاز احمد بریلوی اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمہم اللہ انہیں سے کسیکا کلیر جانا ثابت کیجئے جیسا کہ اکثر کتب سیر سے حضرت بابا صاحب اور انکے خلفاء اور مریدین اور خصوصًا محبوب الٰہی اور چراغ دہلی اور انکے خلفاء کا علیہم الرحمۃ ہانسی شریف جانا ثابت ہے اور اگر کلیر جانا کسی بزرگ کا ثابت نہ ہو تو وجہ بیان ہو

حضرات صوابر اور ان کے بھیانک عقیدوں کی توجہ کے لائق

یہ بات بڑی کامل توجہ کے لائق ہے کہ جس حالت میں حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری کا

وجود اور نام اور خطاب اور لقب اور سلسلہ اور بیعت اور خلافت اور
ولایت معین یا غیر معین در زمانہ اور عمر اور سن پیدائش اور سن انتقال اور
تاریخ انتقال اور ماہ انتقال اور جای ولادت سکونت اور جای دفن
اور قبر اور تعمیر قبر اور وجہ اختلاف اور خواہر زادگی اور دامادی یا صاحب
ایک بھی ثابت نہ ہوا ہو ان کے فروعات بھی زاویہ عدم میں ہوں اور ہر ایک واقعات اور حالات
کا عدم وجود برابر ہو اور من کل الوجوہ کسی بات کا پتہ نہ لگے اور کسی قسم کی سند حاصل نہ ہو کسی نوع کی تصدیق
نہ ہو پھر کیسے ایک الشان الشان کہلا کر اس سے اطمینان اور تسلی اور سکینت دلکو پہنچا سکتا ہے۔ جب قوت
ایک قوم حق سے دور جا پڑتی ہے اور اپنی اصلی حالت سے پلٹ جاتی ہے اور اپنی ظاہری بلکہ روحانی حالت
کو اور روحی اعمال افعال عقاید اقوال بگاڑ لیتی ہے اور طرح طرح کے فساد اور رنگا رنگ کی شرارتیں اور
قسم قسم کی بدعات جو نہ انبیاء میں نہ اصدقا میں نہ صلحاء میں نہ شہداء میں نہ اقطاب میں نہ ابدال
میں نہ اولیاء میں نہ سنت اللہ میں ظاہر ہوئیں نہ کسی نے بیان کیں اپنی طرف سے ایجاد کر لیتی ہے تو خدا
عزوجل اسی قوم سے اسکی اصلاح کے لئے ایک بندہ کو مامور کرتا ہے اور اسکو اصطفا اور اجتبا کا
خلعت عطا فرماتا ہے سو وہ مصلح موافق سنت اللہ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے لکل قوم
ھاد کامل اور ناقص اور طیب اور خبیث میں فرق کر دیتا ہے قد تبین الرشد من الغی اسکا وجود
ہوتا ہے خواہ اسوقت میں اسکو کوئی قبول کرے یا نہ کرے لیکن اللہ تعالی اسکو قبول کر لیتا ہے اور اسکی
برکت اس قوم میں اور اس کے ارد گرد پھیلاتا ہے اور سعید اسکی طرف کھنچے ہوئے چلے جاتے میں
وہ سعادت کا تخم بوتا ہے سعید اس سے پرورش پاتے ہیں وہ لعن طعن سے کسیکی نہیں ڈرتے وہ ہر ایک قسم کی بلا
سے نہیں ہلتے وہ پہلوان الہی ہوتے ہیں وہ بہادرانہ طور سے میدان میں کھڑے ہوتے ہیں ان کا
نعرۂ حق منکرین کے قلوب کو ہلا دیتا ہے وہ اللہ کے پہلوان ہوتے ہیں وہ اسکے
مقدس ہر ایک میدان خطرناک میں اتر پڑتے ہیں مبارک ہیں وہ جو ان کے پیرو ہوتے ہیں پس انہی زمانہ
کے اس قوم کے لئے وہ نذیر اور مصلح ہیں وہ لوگ ہیں وہ حضرت خلیل الرحمن صاحب جمالی
ہیں۔ حق کو باطل سے طیب کو خبیث سے اور صدق کو کذب سے علیحدہ کرنے کے لئے مامور اور مبعوث
ہوئے ہیں والسلام علی من اتبع الہدی۔ فقیر محمد امان خان دہلوی غفرلہ

حضرات صابریہ کی ہٹ دھرمی اور حضرات جمالیہ کی ایمانداری شروط جواب نگاری رسالہ جلوہ جمال

جب حضرات صابریہ سے حضرت مولانا و مرشدنا شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب جمالی نعمانی کے جواب نہ بن پڑے اور انکی خیالی چوپڑی
بجکنی ہونے لگی تو جواب سے درگذر کرکے رسالہ بازی پر آمادہ ہوئے اور ایک رسالہ ابطال سلسلہ خیالی یعنی شرح شجرہ جمالی نام تصنیف کیا
حضرت شاہ صاحب نے تو اس بیہودہ نامرد رسالہ کا جواب لکھا کہ ان کے سوالات کی فضا کی خلقت تھا مگر انکے مرید مولنا شاہ محمد سراج الحق صاحب جمالی نے اسکے
جواب میں ایک رسالہ **کرشمۂ جمال** بہ ترتیب احسن ہی تصنیف کیا کہ اول عبارت حرف بحرف ان کے رسالہ کی لکھی اور پھر اسکی تردید لکھی اسی طرح اول
آخر تک تمام رسالہ کا جواب لکھا اور ہر موقع پر تہذیب کو نظر رکھی مؤلف رسالہ نامرد اور اسکے بزرگوں کی کوئی کلمہ نازیبا نہ بے تہذیبانہ قلم پر آنے دیا اسی لئے رسالہ
کرشمہ جمال مقبول خاص و عام ہوا اور کیوں نہ ہو کہ فی الحقیقت اس سے کرشمہ قدرت الٰہی کا ظاہر اگر تا قیامت کوئی بھی لطف سر مارے تو کیا ممکن ہے اسکی
تردید ہو سکے اور مولانا موصوف نے بہادر رسالہ کے اول میں بڑی شرح و بسط سے کچھ شرطیں لکھیں کہ اگر کوئی صاحب قصد جواب نگاری کا کریں
تو بموجب ان شروط کے لکھیں اور مطابق میری حرف بحرف اول عبارت لکھکر اور تا آخر رسالہ کی تردید کی ہو اسی طرح پر اسکا جواب لکھا جاوے حضرات صابریہ نے
جب یہ دیکھا کہ ہمارے پاس جواب کسی قاعدہ سے تو نہیں ہوگا تو یہ کیا کہ تہذیب اور ادب کو جو شیوہ مومنین و متقین ہے نظر انداز کرکے
سب و شتم پر آگئے اور سراسر خلاف بحث چال چلنے لگے یعنی کہیں سے کرشمہ جمال کا ایک فقرہ لیکر اسپر جرح کرنے لگے اور
کہیں کی کچھ عبارت بھی لکھی تو اسطرح لکھی کہ مبتدا ہے تو خبر ندارد مگر اسپر بھی جواب نہ بن پڑا

اب جب یہ سب حضرات خیالی گھوڑے دوڑا چکے اور ان کے سارے ہتھیار بیکار ہوگئے تو جناب **صوفی جان** صاحب مرادآبادی
نے پیچ اجتہاد و صابریت زیب پیر کر بیڑا اٹھایا مگر جب اس میدان تحقیق میں آئے تو ورطہ حیرت میں مبتلا ہوگئے اور جب کچھ بن نہ آیا تو وہی
پرانی چال نامعقول چلنے لگے اور ایسے چوکے کہ ہوش باختہ ہوگئے عبرت کا مقام ہے کہ جواب تو لکھتے ہیں حضرت مرشدی مولانا
شاہ محمد خلیل الرحمن صاحب جمالی نعمانی کے سوالات کا اور جرح کرتے ہیں کرشمہ جمال پر مصنف کرشمہ جمال کے تو جناب
مولنا شاہ محمد سراج الحق ابوالنعمان جمالی نعمانی ہیں اور وہ یہ سمجھے کہ حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن
صاحب جمالی ہیں اور اسپر لطف یہ ہے کہ کرشمہ جمال کے متفرق مقامات سے فقرے ادھورے لیکر تردید کرنے بیٹھ گئے۔

اب حضرات جمالیہ کی ایمانداری ملاحظہ ہو کہ اول جو **رسالہ نامرد** کا جواب لکھا تو باقاعدہ بطریق مذکور
لکھا اور اب جو صوفی صاحب کے رسالہ قول مفصل کا جواب لکھا تو اسی قاعدہ کیموافق عاجز نے لکھا ہے اسلئے ہم خاص و عام
ناظرین رسالہ **جلوہ جمال** کو حضرات صابریہ کی ہٹ دھرمی سے مطلع کرکے حضرات صابریہ کی خدمت میں عموماً اور حضرت صوفی صاحب
کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ **جمالیہ** تو آپ کی تحریرات کا جواب منصفانہ اور باقاعدہ لکھتے ہیں معلوم آپکی تہذیب
اخلاق کو اور آپکے صبر کو کیا آگ لگ گئی جو آپ صاحب بیقاعدہ و غیر منصفانہ مغلوب الغضب کیطرح چلتے ہیں اس شہرہ کو

انصاف آجاتا اور دعوی صابریت کو اگر سچا ہے تو محک تحقیق پر آزما کے دکھائے اگر آپ سچے ہیں تو جواب سوالات
اور جواب رسالہ کرشمۂ جمال اور رسالہ جلوۂ جمال کا جسطرح جمالیون نے لکھا ہے اسی طریق سے لکھکر دکھلائے ورنہ و صورت
دیگر یہی سمجھا جائیگا کہ آپکے ہاتھ پلّے کچھ بھی نہین اور آپ ناحق کاغذ سیاہ کرکے چند پیسون کا نقصان کر رہے ہین

شروط رسالہ کرشمۂ جمال تو کرشمۂ جمال کے اول مین درج ہین اب شروط رسالہ جلوۂ جمال ملاحظہ ہون

شرط اول جناب صوفی صاحب آپ کو لازم ہے کہ اول جلوۂ جمال کے قول کی پوری عبارت لکھکر پھر اسکی تردید
لکھین اور اول سے آخر تک یہی التزام رہے یہ نہو کہ کچھ کہین سے اور کچھ کہین سے فقرات چھانٹ لو اور جواب لکھدیا
دیکھ لیجئے آپ کے رسالہ قول فیصل کے جواب مین یہی التزام کیا گیا ہے۔

شرط دوم قدم دائرہ ادب و تہذیب سے نہ بڑہائین کہ اسمین اپنے اور دوسرون کی ٹہوکر کہانیکا اندیشہ ہے

شرط سوم سند ایسی کتاب کی پیش کیجائے کہ جسکو فریقین مانتے ہون اور وہ بحوالہ کتب سابقہ کے ہو یا خود وہ کتاب
اسی زمانہ کی ہو۔ جو اس شرط کو پورا نکرے اسمین صفت کذب اور افترا ضروری تسلیم کی جائیگی۔

شرط چہارم جس کتاب کی روایت سند مین لکہی جائے وہ کتاب خواہ مطبوعہ ہو یا قلمی ہو مگر الحاق سے پاک ہو یعنی وہ کتاب
زمانہ سابق کی چھپی ہوئی یا لکہی ہوئی مختلف نسخون سے وہ کتاب مطابق ہو کیونکہ جب سے حضرات سے سند کا علم تحقیق
حق بلند ہوا ہوا ہے صابریون نے اکثر کتب مین الحاق کر دیا ہے اور الحاق کرنے پر آمادہ ہو رہے ہین بلکہ خود کتابون کے
فرضی نام تصنیف کرکے بزرگان دین کے نام زد کر رہے ہین جیسا کہ مصنف حقیقت گلزار صابری نے تین سو نام کتابون کے خود گہڑ
لکہکر اگلے بزرگون کے نام زد کر دیئے اور سیر الاولیاء مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ مین اکثر جگہ الحاق کر دیا ہے اور روضۃ الاقطاب اور جواہر
فریدیہ مین جو سنہ ۱۳۰۱ مین چھپی ہے ورق کے ورق مخدوم صاحب کو حالات سے بہر دیا لکہکر لگا دئیے اور اپنی تین سو برس کی عادت الحاق
و صفت تحریف کو اب پورا پورا عمل مین لاکر دکہا دیا اور جتلا دیا کہ ہم ایسے ہین بلکہ تین سو برس سے یہودیون کی صفت اپنے اندر
رکہتے ہین اور لطائف قدوسیہ مین چند شجرے اپنی طرف سے ملا دئے چنانچہ اس الحاق کی خبر صاحب کرشمۂ جمال نے پہلے ہی
چہاپ دی ہے اب اس کا ظہور ہو گیا اور یہ الحاق کرنیکا دعوی ہم عند الاسناد کتب صابریہ کو محک تحقیق پر آزماکر
دکہا دینگے اور چونکہ ہمکو تحقیق حق مد نظر ہے لہذا جو کتاب بحوالہ کتب سابقہ معتبرہ اور شروط شرائط مذکورہ ہوگی اسکو تسلیم کرینگے

شرط پنجم حضرت شمس الدین ترک پانی پتی اور حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی اور حضرت شیخ عبد الحق
ردولوی اور حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضوان اللہ علیہم حضرات صابریہ کے نزدیک سلسلہ صابریہ مین شمار
کئے جاتے ہین ہم ان اکابر کے قول کو بھی بشرط صحت اسناد قبول کر سکتے ہین **واللہ علی ما نقول وکیل**

نتیجۂ طبع حقیقت شناس و فکر اساس جناب میرزا محمد بیگ صاحب نظامی المتخلص مجوی دام عنایتہ

آنکس کہ بقول فیصل اندر کردست ‏ گفتار باطل با مقالات مختل ‏ بردست بد الٰہی حقیقت جادہ ‏ کردست وران بسوی باطل مہمل

یک جلوہ ضیار نور حق ناد کرد ‏ باطل شدہ بر حقیقت مقبل ‏ نامش شدہ جلوۂ جمالی زانرو ‏ کو را نبود چو روشنی خورشید بدیل

مجوی تاریخ جلوۂ بیرلش گفت ‏ با جلوہ خوشا جواب قول فیصل

قطعۂ ثانی

خوش جلوۂ جمال کہ نیکو رسالہ ‏ آمد بجلوہ در زنہان نہ نہفت ‏ گوئی کہ عارض گل خورشید بود ‏ کز شاخ زلف لیل بناگاہ شگفت

یا سلکے از لآلی ناسفتہ آمدہ ‏ کو را خرد بتار رگ جان تمیز سفت ‏ فی الجملہ انچہ ہست ز آیات رسالہ ‏ کز دل شنفتم بر کہ از و نا ر شنفت

قطعۂ تاریخ از سید طفیل احمد صاحب جمالی بریلوی

شب فکر سال بود کہ ناگاہ مجویم ‏ این جلوۂ جمال بخورشید گفت

تصنیف یہ رسالہ زیبا جو ہوچکا ‏ پرتو فگن جہان میں ہوا جلوۂ جمال ‏ دلہای خلق کو جو منور کریگا یہ ‏ اسواسطے چراغ حق اسکا ہوا ہے سال

قطعات تاریخ از نتائج فکر رسا صاحب علم و ذکا واقف رموز معانی کاشف اسرار سخندانی مولانا مولوی سلطان الدین احمد حسین جمالی سررشتہ دار محکمہ کونسل سوائی جی پور دام فیضہ

بارک اللہ جواب زیبا ‏ کہ بود آئینۂ لطف خدا ‏ صورتش معنی ارباب نظر ‏ معنیش صورت اصحاب خبر

نقط نقطش بود آئینہ نور ‏ حرف حرفش ہمہ تن شعلۂ طور ‏ شمع ایوان کمالست درو ‏ نور برہان جمالست درو

مطلع مہر جہانتاب حق است ‏ معدن گوہر نایاب حق است ‏ بارک اللہ زہی فصل خطاب ‏ فرقہ صابریان راست جواب

قامع باطل ارباب خطاست ‏ جامع فضل خداوند عطاست ‏ چون ببین دیدہ این نغز جواب ‏ یافت سترالسرار الصفات نقاب

سال تالیف دیوان من چو حق جست ‏ فکرت خویش در و کردم جست ‏ با دل شاد بر آوردم سال ‏ مظہر جلوۂ محبوب جمال

ولہ ایضاً

واہ کیا اچھا رسالہ ہے کہ یہ ‏ قول حق کے واسطے اثبات ہے

ہے جمالی جلوہ جس سے آشکار ‏ صابریت جسکو آگے مات ہے ‏ بہر تفہیم خفایا یہ کتاب ‏ رہنمای جلوۂ موجودات ہے

خوب ہے تالیف اسکی دیکھنا ‏ واہ واہ احسن علی کیا بات ہے ‏ اسکی تحقیقات کو تو دیکھئے ‏ واہ واہ کیا جوش تحقیقات ہے

جلوۂ قطب جمال ہانسوی ‏ جو ضیائے آفتاب ذات ہے ‏ جلوہ پرداز اس رسالہ کا ہوا ‏ اسلئے اس فکر کی کیا بات ہے

سال تاریخ اسکی یہ ہیں اسکے لئے ‏ جلوۂ نجم جمال ذات ہے

سال تاریخی

ارشاد شاہ خلیل الرحمن جمالی — برگ سبز از تحفۂ درویش — ارمغان از افہم جمہور

واللہ کیا کتاب ہے گلدستۂ سخن ‏ تصویر بیمثال ہے سحر عیان ‏ ہوگی پسند خاطر ارباب نکتہ سنج ‏ احسن بڑا وہ ہے جو ہوئی ماہر عیان

ہر حرف و لفظ [illegible] ‏ [illegible] ‏ [illegible] ‏ [illegible]

ایک ایک [illegible] ‏ ایک ایک لفظ [illegible] ‏ ایسی چھپی کتاب یہ [illegible] ‏ [illegible]

بالفعل [illegible] ‏ یہ جلوۂ جمال [illegible] ‏ تیرہ سو بارہ [illegible]

تمام شد جلوۂ جمال ہم ماہ صفر سنہ ۱۳۱۲ ہجری

تو مناظرہ بند رہیگا اور انکا صرف آمد و رفت و صرف خوراک وغیرہ تا ختم جلسہ ہر دو فریق مناظر کے ذمہ پر رہیگا اور صابریوں کا صرف صابریوں کے ذمہ اور چشتیوں کا
چشتیوں کے ذمہ رہیگا **شرط نہم** کل سجادہ نشین جنکو اپنی طرف سے مناظر مقرر کریں اسکی نسبت انکو یہ تحریر بھی دینی ہوگی کہ ہمکو اس سجادہ مناظر کا ساختہ
پرداختہ ہر قسم کا بطرح منظور اور قبول ہے اور اسکی شکست و فتح ہماری شکست و فتح ہے **شرط دہم** اس جلسہ میں بحث جو ہوگی وہ ہمارے **سوالات**
اربعہ کی نسبت ہوگی اور اسکے بعد ہمارے **سوالات عشرہ** کی بابت ہوگی جبتک ہمارے سوالات کے متعلق بحث طے نہ ہوچکیگی اسوقت تک ہمارے ساتھ کوئی سوال
جدید ہونے پاویگا ہاں بعد طے ہونے مناظرہ کے جو چاہیں سوال کریں مگر جسطرح ہماری طرف سے سوالات شائع ہوئے ہیں اسی طرح اول اخبارات میں شائع کریں
اور اگر وہ سوال طے نہ ہوں تو پھر اسی طرح ایک جلسہ مقرر کرکے اپنے سوالات کو ہمارے روبرو پیش کریں **شرط یازدہم** ہر فریق تین تین اشتہار کم از کم بابت تقرر جلسہ مناظرہ شائع کرے

دوسری تدبیر اگر آپ صاحب مناظرہ نہ کر سکیں تو **تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ** آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی
عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو پھر مباہلہ کریں پھر جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ اور صورت مباہلہ یہ ہوگی کہ جھوٹے کیواسطے ایک سزا الٰہی خاص
معین کرکے فریقین اپنے دستخطوں سے ایک تحریر اس مضمون کی کہ فلاں فلاں شخص مباہل کو مستحق اللہ اسی جلسہ امروزہ میں قبل از برخاست جلسہ ہو جاوے وہی جھوٹا ہے۔ گواہان بالاتفاق
کے سپرد کریں اور پھر دونو مباہل خدا سے دعا مانگیں کہ الٰہی جو ہم میں جھوٹا ہو اسکو اسی جلسہ میں سزا دے اور حاضرین آمین کہیں اور صابریہ کیطرف سے انہیں سجادہ نشینان میں کو
میں سے ایک شخص جو صاحب ابنا اور نساء ہو اور وہ باوجاہت ایسا ہو کہ اسکا اثر دوسروں پر پڑے **مباہل** مقرر کیا جاویگا اور قبل از مباہلہ جملہ سجادہ نشینان مع اتباع خود
اور حضرات ارشاد صابریہ کو **اس مباہل** کی نسبت تحریر کرنا ہوگا کہ جو اسکا فعل ہے وہ ہم سب کا ہے اور سوائے سجادہ نشینان صابریہ کے اور کوئی مباہل نہ ہوگا۔

تیسری تدبیر اگر مباہلہ بھی نہ کر سکو تو اسی جلسہ میں ایک برگ خشک یا اور کوئی شے جو بہت ہی بے حقیقت ہو اسکو سر مجلس رکھدیا جائیگا آپ میں سے جو صاحب دعویٰ
کرامت کا اور اپنے طریقہ کی سچائی کا رکھتے ہوں وہ اس شے کو بزور قلب اپنے پاس کھینچ لیں یا اسکی قلب ماہیت ایسی کردیں کہ تمام جلسہ بفرح ہو جاوے تو ہم انکے دعویٰ کی تصدیق
کرلینگے ورنہ آپکے کل سجادہ نشین اور انکے ہوا خواہ وغیرہم اسی وقت اپنے دعوے سے توبہ کرکے **بیعت جمالیہ قبول کریں۔**

چوتھی تدبیر اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو اسی جلسہ میں سب کے سب بزرگ صابریہ پیروں سے کسی قسم کی دعا یا بددعا کرکے اسی وقت اسکا اثر دکھلاویں کیونکہ مستجاب
الدعوات ہونا بزرگی کی علامت ہے مگر جو دعا یا بددعا کریں پہلے اسکو معین کرکے بذریعہ تحریر عام جلسہ پر اسکا اظہار کردیں اگر اس دعا یا بددعا کا اثر اسی وقت ہو گیا تو آپ سچے ہونگے

پانچویں تدبیر اگر یہ بھی نہ کر سکو تو خواجہ بزرگ کی روحانیت سے فیصلہ کرا لیا جاوے یا اسطور سے کہ روضہ مبارک کے دروازہ کو مقفل کرا دیا جاوے اور دونو فریق اس قفل کو اچھی طرح
سنبھال لیں کہ فی الحقیقت بند ہے جب دونو فریق کو یقین ہو جاوے کہ یہ قفل بند ہے تو آپ صاحبوں میں سے جو مناظر ہو وہ اس قفل کی بابت کہے اور قفل ہاتھ لگاتے ہی بغیر کھینچے کے خود بخود
کھل جاوے تو آپ سچے یا اسطور سے کہ آپ میں جو صاحب برگزیدہ ہوں وہ مزار مبارک خواجہ بزرگ سے متوجہ ہو کر روحانیت خواجہ بزرگ سے کہلا دیں کہ اصلیت یہ ہے

چھٹی تدبیر اگر یہ بھی آپ سے نہ ہو سکے تو جلسہ میں جو صاحب آپ میں زور کرامت اور جذبہ طریقت کا رکھتا ہو وہ سب صابریہ ملکر زور لگا دیں اور صرف ہمارے ایک قلب ہی کو اپنی طرف
متوجہ کرلیں ورنہ دعویٰ دیگر اپنے طریقہ مصنوعیہ سے دست بردار ہو کر ہمارے طریقہ حقہ کو قبول کریں **ساتویں تدبیر** یہ بھی آپ سے نہ ہو سکے تو اجلاس میں
بروقت تجلی آپ جو صاحب ملکر میرا علم سلب کرلیں ورنہ اپنے طریقہ سے دست بردار ہو کر ہمارا طریق کو اختیار کریں **آٹھویں تدبیر** اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ہمارے کئی چیلے
سجادہ نشینان مذکور چیلہ میری ہمراہ ہیں ان کا صرف خوراک کی میرے ذمہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس سجادہ کے اندر انکو وہ امر حق دکھلا کر قبول کرا دیا جاویگا کہ
جسکا فقیر دعویدار ہے اور اس سجادہ کی اندر جسطرح صاحبان امر حق رہنے کا اتفاق ہو وہاں ساتھ رہنا پڑیگا۔ **نویں تدبیر** اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو آپ

تو اسی میعاد تک جو یہ فقیر بابر حق قرار دیچکا ہے آپ اس فقیر کو طلب کرین اور اس فقیر کے خود و نوش کے کفیل ہو کر فقیر کے سوالات کی بابت اس فقیر کا اطمینان قلبی کرا دین کہ جسکو یہ فقیران حاذ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي گرا سمین منظور ہے کہ کل سجادہ نشینان جمع ہو کر فقیر کو بلائین یہ فقیر آنیکے لئے طیار اور مستعد ہے اور فقیر کے طلب مین جو تحریر ہو وہ مفصل ہو اور مشرح مضمون ہو کہ فلان وجہ مین فلان جگہ اس اقرار پر ہم بلاتے ہین اور سر کل سجادگان صابر کے دستخط ہون اور قبل روانہ کرنیکے آپ ہی کیطرف سے اس تحریر کا مضمون اور روانگی کی تاریخ چند اخبارات کے ذریعہ سے کر دیجائے دسوین تدبیر ان سب کے آخری تدبیر یہ ہے کہ اگر ان حضرات سے کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا تو یہ کرین کہ ایک تحریر بایں مضمون سب صاحبان لکھین اور اسکو اپنی اپنی مہرین اور دستخط کرین کہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے اسوجہ سے ہم عاجز ہو کر ان تدبیر و نمایان سے کوئی تدبیر قبول نہین کر سکتے ہین اور وہ خود ہی اپنی اس تحریر کو بذریعہ تین ہزار اشتہار کے جابجا شائع کرین اور اسکے بعد دوسرا جلسہ انہین قواعد کے ساتھ مقرر کر کے ہی سوال ہم سے کرین ۔

اعلان یہ تدبیرات تحریرہ

علاوہ مناظرہ کے جو ہمنے لکھی ہین دو ولیشون کے نزدیک ادنی سے ادنی درجہ کی ہین اور حضرات صابریہ کو دعوی اپنی ولایت کا اور کرامت کا بہت اعلی درجہ کا ہے سو وہ اپنی دعوی کیموافق ثبوت تو کیا دیسکین گے ہم جو ادنی سے ادنی درجہ کی قوت ولایت کا اظہار ان سے چاہتے ہین یہی کر دکہا دینگے تو ہم غنیمت سمجھینگے اور واضح ہو کہ حضرت صابریہ کو اس وقت سے زیادہ اظہار کرامت کا اور کوئی وقت آنیوالا نہین ہے کیونکہ انکی **تین سو برس کی تعمیر صابریت گرائی جاتی ہے** اور اگر ایسے وقت میں بھی یہ لوگ اپنا زور کرامت نہ دکہا ئینگے تو کب دکہا ئینگے بلکہ بقول انہین حضرات صابریہ کے جبکہ حضرت مخدوم صاحب نے ذرا ذرا سی بات پر بڑی بڑی تصرفات ظاہر کئے جیسا کہ تقسیم لنگر میں اظہار کرامت کرنا قطب صاحب کے روبرو تصدیق خلافت کی بابت دلائی میں بیا چراغ اپنی انگلیونکو **کلیر** مین جاکر مسجد میں صف اول میں جگہ نملنے پر مسجد کو گرا دینا اور ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کر دینا وغیرہ وغیرہ آخر تو یہ بھی حضرات صابریہ انہین مخدوم صاحب کی میراث خوار ہین تو انپر ایسے بڑے معاملہ میں فرض و واجب کیون نہ ہو کہ اب اپنی قوت ولایت کو ظاہر کرین اور نصر قطبیت و مخدومیت دکھلا دین کیونکہ علی الاعلان ہم اشتہار دیکر ثبوت صابریت طلب کر رہے ہین اور ایسی ضرورت سخت کیوقت **اہل طریقت** کے بیان میں بھی اظہار کرامت ضروری ہے ۔

التماس

اس اشتہار مین ہمارا مخاطب صرف گروہ **سجادہ نشینان حضرات صابریہ** ہے اور کسی سلسلہ والو نمین سے کوئی صاحب قصد جواب کر کے تکلیف نہ اٹھائین اور اگر کوئی صاحب کسی اور سلسلہ کی یا عوام صابریہ میں سے بھی اس کے جواب مین مبادرت کرینگے تو ہم انکو جواب نہ دینگے حضرات صابریہ ہی اس اشتہار کے مدعا کو جانکر فیصلہ کیصورت پر مبنی ہے قیل و قال کی کشاکش مین ڈالکر فقیر لوجہ کر ینگا قصد نکرین اور اگر ایسا کرینگے تو یہ امر مسلم ہوجائیگا کہ فرقہ صابریہ شکست فاش کہا گئی بلکہ حقیقی صورت یا اس اشتہار مین مندرج ہین انہین جو صورت منظور ہو اسکو صاف طور پر مقررہ میعاد مقررہ کے اندر اندر قبول کر کے قبول کر کے مطلع فرما دین ۔ **کتاب جلوہ جمال** کی جواب لکھی ہی دنیا سجادہ نشینان صابریہ کا ہے عوام صابریہ جو ہمین حق ناحق لکھ اڑا لیتے ہین سو کس ہی پیدا کہ سپاکون ہو یا تین ہو یا ڈیڑہ ہو یا ہون ہو جیسے محمد عاشق وغیرہ مصنف تصدیقیہ اگر یہ جواب لکھینگے تو قابل خطاب نہ سمجھے جائینگے ۔ ان **جناب صوفی جان صاحب صابری** ہمارے قدیمی مجاز جواب جلوہ جمال میں اسوجہ سے کہ انہین کی **زد فضل** لکھ بین **محبتی محمد امان خان صاحب**